# فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## دیباچہ

ای رام رام جپنے والو! ای عیسی مسیح پکارنے والو! ای یزدان اور اہرمن کے ماننے والو
ای مسیح کو سولی پر چڑھانے والو! ای مذہب سے آزاد رہنے والو! ای وحدہ لاشریک کہنے والو!
جسکو مسلمان مالک اور خالق سمجھکر وحدہ لاشریک لہ پکارتے ہین اُسی کو عیسائی کرسٹو اور گاڈ
اور روح القدس کہتے ہین اور جسکو اہلِ توحید قادر مطلق اور واجب الوجود جانتے ہین اسیکو اہلِ ہنود
جوتی سروپ نرنکار اور برہما بشن مہیش اور مجوسی یزدان اور اہرمن کے نام سے جپتے ہین-
آپ صاحبون مین کسکی خواہش اپنی نجات اور ابدی عیش کی نہین ہے سبکی غرض اس تسبیح
اور مالا جپنے سے یہی ہے کہ مرنے کے بعد آرام ملے اور ہم کسی دائمی عذاب مین مبتلا نہو جائین
اور مالک کے روبرو شرمندہ ہونا نہ پڑے -

اسی کے واسطے آپ دان پُن - خیر - خیرات وغیرہ کرتے ہین اور اسی کی خاطر اپنی جان شیرین
پر ہزارہا مصائب نفس کُشی اور جپ تپ کے اُٹھاتے ہین - اسی کے لئے **ہردوار -**
**جگناتھ - گیا اور مکہ - بیت المقدس** کا دور دراز سفر اپنا گھربار اور اہل وعیال چھوڑکر
گوارا کرتے ہین اور اُسی کے واسطے آپ ایک باپ کے بیٹے ہوکر اجنبی اور مختلف فریق کہلاتے ہین
مگر اس اختلاف مین بھی گو آپکے مذہبی طرز جداگانہ اور اکثر ایک دوسرے کے مخالف ہین
پھر بھی اسپر سب کا اتفاق ہے کہ مالک اور خالق ہم سب کا ایک ہے یہ ہماری سمجھ اور زبان کا
پھیر ہے کہ ہم اُسکو کس کس نام سے پکار رہے ہین اگر ایک برہمن رام رام جپتا ہے اور ایک عیسائی
کرسٹو کرسٹو پکار رہا ہے اور ایک مسلمان اللہ اللہ کا وظیفہ کر رہا ہے اگرچہ لفظون کا فرق ہے
مگر مفہوم سبکا وہی ذات ہے جو ہمارا خالق اور پروردگار ہے -

لیکن یاد رکھو کہ دو نقیض نہ کبھی آج تک سچے ہوئے ہین اور نہ ہونگے اور یہ کلیہ ایسا مسلم قضیہ ہے
کہ روز آفرینش سے آج تک نہ اس سے کسی کو اختلاف ہوا ہے اور نہ ہوگا - عیسائی مسیح علیہ

## (دہریہ اور مسلمان)

**دہریہ** - میرے نزدیک جسکو لوگ خدا کہتے ہین ایک موہوم اور فرضی شے ہے جیسے جن اور بھوت وغیرہ کا خیال جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہین وہ سوتے ہوئے بھی خوف زدہ ہو جاتے ہین اور جو اس خیال سے آزاد ہین وہ جانتے بھی نہین کہ بھوت اور جن کیا بلا ہے کیا ہندو اور مسلمانون کی عورتون پر بھوت اور آسیب کا اثر ہوتا ہے انگریزون کو دیکھو کہ جنگل سنسان مین رہتے ہین کبھی آج تک کسی میم یا میم کے بچے کو بھوت یا جن چڑھتے نہین دیکھا اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ انگریز جن اور بھوت کو ایک شے موہوم اور فرضی سمجھتے ہین اور ہندو مسلمان انکو مجسم فی الاصل تصور کرتے ہین ایسا ہی حال خدا کے وجود کا ہے کہ جو اسکو واجب الوجود جانتے ہین اُس سے ڈرتے ہین ہر دم اُسکا خیال رکھتے ہین اُسی کے نام پر خیر خیرات دھرم پُن وغیرہ کرتے ہین اور جو اُسکے منکر ہین وہ بالکل بے خوف ہین اور کچھ بھی نہین کرتے -

**مسلمان** - دلیل اور خیالات کو تو بہت وسعت ہے اور ہر شخص کے خیالات علیحدہ علیحدہ ہین یہ خیال کوئی نیا خیال نہین ہے مذہبی گروہ (خدا کے ماننے والے) اور خدا کے منکر دنیا مین قدیم سے ہوتے آئے ہین لیکن زیادہ گروہ بنی نوع انسان کا پابند مذہب رہا ہے اور جب کسی ملک مین دہریون کی کثرت ہوگئی ہے تو اُن پر آسمانی آفت ضرور نازل ہوئی ہے خیر یہ تو تاریخی بات ہے اگر آپکے نزدیک خداوند جل وعلی شانہ نعوذ باللہ کوئی چیز نہین ہے تو یہ عالم قدیم سے اسی طرح سے ہے اور آفتاب ماہتاب آسمان اور زمین غرض کہ جملہ مخلوقات اور یہ کارخانہ جسکو ہم دیکھتے ہین بالذات اپنی حالت مین قائم اور برقرار ہے اور آپ انکے بالذات ہونے کو تسلیم کرتے ہین -

**دہریہ** - بیشک یہ تمام کارخانہ (یہ عالم) قدیم اور بالذات اسی طرح سے ہے جسکو ہم معائنہ کرتے ہین اور ہر دم ہمارے پیش نظر ہے جس سے مین کیا کوئی شخص انکار نہین کر سکتا -

**مسلمان** - یہ بات بھی مقتضائے عقل نہین ہے کہ آپ ہزارون لاکھون چیزون کے وجود کے قائل اور خالق کے منکر -
جو آپ خدا کو نہین مانتے تو اس عالم اور عالم کی جملہ اشیا کے وجود سے بھی انکار کیجیے کہ یہ بھی نہین ہین ایک نظری خیال ہمارے پیش نظر ہوکر عالم کی صورت مین نمایان ہو رہا ہے ورنہ فی الحقیقت کچھ نہین ہے اور ہمارا وجود بھی نہین ہے صرف ایک نظری خیال نے ہمکو توہم مین ڈال رکھا ہے -
**دہریہ** - یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جن اجسام کو ہمارے حواس دریافت کر رہے ہین اُنکے وجود سے ہم انکار کرین
**مسلمان** - یہ ہو سکتا ہے کہ مخلوق کا تو آپ اقرار کرین اور خالق کا انکار -
اگر حواس کے ادراک پر حصر ہے تو کوئی شے اور کوئی ذی روح آپ ہمکو بتلائین جسکا وجود خود بخود ہو گیا ہو - جس وقت آپ کسی شے کے وجود کو تسلیم کرینگے اُسکے صانع کا وجود آپکے حواس کو پہلے تسلیم کرنا پڑیگا -
**دہریہ** - اگر خدا ہوتا تو اسطرح پردے مین کیون بیٹھتا جیسے اور اجسام نظر آتے ہین وہ بھی نظر آتا -
**مسلمان** - قہقہہ لگا کر - سبحان اللہ کیا اچھی دلیل ہے کیا خدا پردے مین بیٹھا ہے اور اسکا جلوہ نظر نہ آنے سے اُسکی نفی ہو سکتی ہے -
خدا تو خدا ہی ہے بہت سی چیزین اس عالم مین ایسی ہین کہ ہمارے حواس ظاہری اُن کو بالکل دریافت نہین کر سکتے مگر ہم ہرگز اُنکے وجود سے انکار نہین کرتے -
علم عقل جہل حکمت وغیرہ مین سے کسی ایک کو آج تک کسی نے نہین دیکھا اور سب ہی چیزون کے وجود کو تسلیم کرتے ہین حتی کہ دہریے بھی اور دیکھنے کو آسمان سبکو نظر آتا ہے لیکن آج تک اسکا حال کسیکو بھی معلوم نہین ہوا کوئی اسکے وجود کا اقراری اور کوئی انکاری ہے -
**دہریہ** - اچھا یہ بتلائیے کہ خدا نظر کیون نہین آتا -

**مسلمان** - آپ اپنے وجود اور اللہ جل علی شانہ کی ذات پر غور فرمائین کہ اس عالم مین کوئی وجود ایسا نہین جسکو فنا نہو سب کائنات فانی ہے اور عالم کا تغیر فنا کا اظہار ہے اور ذات باری تعالیٰ فنا سے پاک ہے پس ایسے وجود کو جسکو فنا مطلق نہین ہے ہم فانی کیسے دیکھ سکتے ہین ہم تو فانی جسم کے ناظر ہین - ہماری ایسی مثال ہے جیسے شب پرک کی کہ اسکی آنکھین ہین مگر وہ آفتاب کا جلوہ جو عالم پر پڑتا ہی ہرگز نہین دیکھ سکتی اندھی ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ آفتاب کی روشنی کی تاب نہین لا سکتی صرف ستارون کی چمک کی سہار البتہ وہ کرسکتی ہے جو رات کو اسکی آنکھین روشن ہو جاتی ہین - اللہ جل جلالہ کا جلوہ ہر دم اور ہر جگہ عالم پر پڑتا ہی مگر ہم چونکہ وہ قابلیت نہین رکھتے اسسبب وہ جلوہ ہمکو نظر نہین آتا -

| | |
|---|---|
| بجہان در ہمشہ پیدائی | لیک در چشم من نمے آئی |
| اے کہ در ہیچ جا نداری جا | بو العجب ماندہ ام کہ ہر جائی |

دنیا مین کوئی جسم ایسا نہین ہے جو باری تعالیٰ کے جلوے کی تاب لا سکے کیونکہ فنا سے کوئی محفوظ نہین اللہ باقی والکل فانی -

**دہریہ** - آپکے یہان **موسیٰ** علیہ السلام کو وہ جلوہ کوہ طور پر کیسے دکھلایا گیا حالانکہ **موسیٰ** علیہ السلام بھی فنا سے محفوظ نہ تھے -

**مسلمان** - یہ قصہ آپنے سنا ہے مگر اسپر آپنے غور نہین کیا جسوقت **موسیٰ** علیہ السلام نے بوجہ بشریت خداوند تعالیٰ سے یہ عرض کیا کہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ای رب میرے مجکو اپنا جلوہ دکھلا جو مین تجکو دیکھون اسکے جواب مین خطاب آیا قَالَ لَنْ تَرَانِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ کہ میرا جلوہ موسیٰ تو ہرگز نہین دیکھ سکتا لیکن پہاڑ کی جانب دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھرا رہے تو دیکھ لیگا - فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا پس جب موسیٰ کے رب نے جلوہ ڈالا تو اس تجلی نے پہاڑ کو ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے اب اس سے آپ سمجھ لیجیے

کہ موسیٰ نے اُس مدہوشی کی حالت مین کیا دیکھا اور پہاڑ کب اپنی جگہ پر قائم رہا کن ترانی جو فرمایا تھا وہ فرمانا کیسا صحیح اور صادق ہوا۔ موسیٰ جو پیغمبر اولوالعزم اور صاحب شریعت تھے انکی التجا اور درخواست بھی رد نہین ہوی اور چونکہ فناموسی کے جسم کو لگی ہوئی تھی ذات باری کا جلوہ نہین دیکھ سکے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کا کرشمہ موسیٰ کو دکھلا دیا جس سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ دنیا مین خدا کا جلوہ کسیکو نہین ہوسکتا اور کوئی جسم اُسکے نور کی تاب نہین لاسکتا۔

دہریہ۔ یہ ایک خیالی توہم ہے اور خیال کو بہت وسعت ہے جس قدر آدمی خیال کو وسعت دیگا خیالات بڑھتے چلے جائینگے۔

مسلمان۔ خیالات کو نے شک وسعت ہے مگر سب خیالات باطل نہین ہوتے زمین پر اکثر سے زیادہ آدمی خدا کے ماننے والے ہین صرف تھوڑے سے آدمی دہریہ خیال کے ہین اور دہریون کا بھی یہ خیال ہی ہے اگر آپ خیال کو باطل سمجھتے ہین تو آپکا دہریہ پنے کا خیال بھی باطل ہے۔

دہریہ۔ میرے نزدیک سب مذہب دہریہ ہین سب سے پہلے مین اسلام کو ہی دہریہ خیال کرتا ہون کیونکہ وحدت سے کثرت ہوئی ہے اور یہ کثرت اسی وحدت مین ملجائیگی کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً آپکے یہان کی صحیح حدیث ہے جسکا ترجمہ کسی شاعر نے کیا ہے ؎

ابھی جوش جنون نے تو میرے پاؤن نکالے ہین | کیا کرتا تھا اک گوشے مین مین تنہا گذر پہلے

ہمہ اوست" اور"انا الحق آپکے مذہب کے اولیا کی زبان سے سرزد ہوا ہے۔

مسلمان۔ آپ بحث کو دور لے گئے بحث شریعت مین تھی آپ تصوف مین جا گھسے مگر خیر ؎

این ہم اندر عاشقی بالاے غم ہاے دگر

دہریہ۔ کیا آپ تصوف کو شریعت کے برخلاف سمجھتے ہین۔

مسلمان۔ ہرگز نہین مگر شریعت ظاہری قانون الٰہی کا نام ہے اور تصوف باطنی کا حال ہے جب آپ ظاہری قانون کو نہین سمجھ سکتے اور اُس مین غوطے کھا رہے ہین تو رموز

| اکہ با آسمان نیز پردختی | تو کار زمین رانکو ساختی | باطنی تک کیسے آپکی رسائی ہوسکتی ہی |
|---|---|---|

تعزیرات ہند کی دفعات مین آپکی عقل حیران ہے اور خود تعزیراتِ ہند کے منجانب گورنمنٹ ہونے اور نیز گورنمنٹ کے وجود مین آپکو کلام ہے تو آپ کنسرویٹیو اور لبرل کو کیا سمجھ سکتے ہین آپکی ایسی مثال ہے کہ ایک ناسمجھ بچہ حروف تہجی نہین جانتا وہ بدر چاچ کے معمون کو حل کرنا چاہتا ہے نہ اُسکو لغت سے آگاہی اور نہ صرف ونحو سے واقفیت اسٹیشن سے ٹکٹ لیا نہین اور اُس سے کوسون دور آپ پڑے ہین اور چاہتے ہین کہ مین کود کر گاڑی مین جا گھسون اس سے آپکا سر اور تن کیسے سلامت رہیگا ذرا سا دھکا گاڑیکا آپکو فنا کر دیگا

**دہریہ** - پھر کیا کیا جاے -

**مسلمان** - پہلی منزل مثل اسٹیشن کے شریعت ہے اول اسکو طے کرنا چاہیے یہی اصول ہے -

**دہریہ** - شریعت - طریقت - حقیقت - معرفت سبکے بیان ہے -

**مسلمان** - واقعی سب اسکے دعویدار ہین اور جسکی شریعت اچھی ہے اسی کی طریقت معرفت - حقیقت سب درست ہی ورنہ باطل ست انچہ مدعی گوید

**دہریہ** - مین تو یہ جانتا ہون کہ اصول مذہب یہ ہے اور تمام عالم کا اسپر قدیم سے اتفاق ہے کہ نیکی کرو اور بدی سے بچو سب آدمیون کو اپنا بھائی سمجھو جہانتک بس چلے بلاخیال قوم اور مذہب کے انکے ساتھ نکوئی اور احسان کرو شب و روز امر بالمعروف مین مصروف اور نہی عن المنکر سے محفوظ رہو یہی سب مذاہب کا منشا ہے -

**مسلمان** - یہ اصول ہرگز نہین حسن عمل ہی جسکو اپنے اصول خیال کر رکھا ہی اصول عقائد کا نام ہی اور حسن عمل عبادت اور اطاعت ہی بدون عقیدے کے عبادت کلی فائدہ نہ دیگی عقیدے کا درست کرنا مقدم ہے - خدا کے وجود کو تسلیم کرنا - اسکے قانون کو دریافت کرکے اُسکو بالیقین منجانب اللہ سمجھنا مذہب کا اصول ہی اور یہ فروعات - پہلا طبعی دوسرا عملی طرح ہے حسنِ عمل وہی کریگا جو باری تعالی اور اُسکے احکام کو تسلیم کرتا ہوگا خوف کی حالت مین

آدمی گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رہسکتا ہی اور انعام کی امید پر نکوئی اور اطاعت کرتا ہے
دہریہ ۔ پنیے کے خیال ان سب باتون سے آزاد ہین بیشک دین کی غرض یہی ہے کہ آدمی نکوکار
بنے اخلاقی اور عملی طرز مین وہ مہذب اور شایستہ ہوکر زندگی بسر کرے لیکن یہ غرض اُسی وقت
حاصل ہوگی جب وہ دل وجان سے یہ جانیگا کہ خداوند تعالیٰ جزا اور سزا کا دینے والا ہے اور
مجکو ایکدن اُسکے حضور مین اپنے جملہ اقوال اور افعال کی جوابدہی کرنی پڑی گی جب تک یہ یقین
نہوگا آدمی کا میلان نکوئی کی جانب نہین ہو سکتا ہے ۔ نیکی اور بدی بھی ہمکو وہی قانونِ الٰہی
تعلیم کرتا ہی اور قانون الٰہی نے ہی رواج علی العموم بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دنیا مین
پھیلایا ہے یہ امر شرح طلب ہے مگر یہان اسکا موقع نہین ۔

**دہریہ** ۔ وحدت اور کثرت کے مسئلہ کا آپنے کچھ جواب دیا اور ہمہ اوست اور انا الحق کی آپنے کچھ تشریح نہین کی

**مسلمان** ۔ مختصر جواب اسکا یہ ہے کہ ایک کے ہندسہ پر آپ نظر کرین کہ وہ در اصل ایک
ہے اور تمام شمار کی اصلیت ایک کا عدد ہے اسکا وجود تمام اعداد مین موجود ہے تمام اعداد مین
ایک کے عدد کے موجود ہونے سے عدد واحد کی نفی نہین ہوسکتی نہ اُسکی ذات مین کوئی تغیر
ہوسکتا ہے یہی حال اللہ جل جلالہ کے وجود مطلق کا ہے کہ وہ خود تھا دوئی تک نہ تھی اور کچھ
نہ تھا پھر اُسی کی ذات سے جمیع کائنات ہوگئی لیکن اِن موجودات کے ہونے سے اُسکی ذات مین
کوئی تغیر نہین ہوگیا وہ جیسے پہلے اور قدیم سے واحد تھا ویسے ہی اب واحد ہو اور واحد ہی ہیگا
اور ہمہ اوست اور انا الحق جو عاشقان الٰہی کی زبان سے نکلا وہ کمال عشق کا ہی محبوب کے
عشق مین جب عاشق بالکل محو اور مستغرق ہو جاتا ہے تو اُسکو سوا ے اپنے محبوب کے کچھ نظر
نہین آتا عالمِ محویت مین ہمہ تن اپنے کو معشوق گمان کر لیتا ہی یہ عشق کا کمال فنا فی المعشوق
کے درجے مین اُسکو لے جاتا ہی یہ امر نہین ہے کہ اسکا اور عاشق کا وجود ایک ہو جاتا ہی بلکہ محویت
اُسکو ایسے خود کردیتی ہی جس سے وہ یہ کہنے لگتا ہی کہ جدھر دیکھتا ہون ادھر تو ہی تو ہے ۔

| | |
|---|---|
| من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی | تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری |

**دہریہ**۔ مہربانی فرماکر یہ تو فرمائیے کہ آپکے یہان شفاعت کا مسئلہ مثل عیسائیون کے کیسا ہے۔
**مسلمان**۔ فارسی مین گلستان آپکی نظر سے گذری ہوگی پہلے باب کی پہلی حکایت غالباً آپکو یاد ہوگی
**دہریہ**۔ کیون نہین "بادشاہے بکشتن اسیری فرمان داد"۔
**مسلمان**۔ شفاعت کا عقیدہ تو سبکے یہان ہے اہل شرک دیوتاؤن کو اور دیگر اہل کتاب پیغمبرون اور نبیون کو اپنا شفیع گمان کرتے ہین۔
**عیسائی**۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ گمان اور عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ کفارہ سبکے گناہون کا ہوگئے اور تین دن تک اپنے پیرون کے گناہونکے معاوضے کے لیے دوزخ مین رہے مگر مسلمانون کا ایسا خیال نہین ہے وہ اس حکایت کی مطابق اپنے نبی اور جملہ انبیا کو اپنا شفیع سمجھتے ہین اس قیدی کی حکایت پر آپ نظر ڈالیے کہ قیدی حکم قتل کا سنتے ہی بادشاہ کو گالیان دینے لگا اس حالت مین وہ زیادہ مجرم اور مستوجب سزا کا تھا لیکن بادشاہ کو اُسکی گالیان سنکر بجائے غضب کے رحم آگیا اور چونکہ داب شاہی کا خیال تھا اس لیے وزیر مزاج شناس سے فرمایا "کہ چہ میگوید" اس "چہ میگوید" کے ارشاد کو وہ وزیر دور اندیش فوراً سمجھ گیا کہ یہ ترحم شاہانہ ہے اور بادشاہ کو اُسکی جان بخشی منظور ہے جو ہم سے دریافت کرتا ہے کہ "چہ میگوید" حالانکہ وہ رُو در رُو بادشاہ کو برا بھلا کہ رہا ہے جسکو بادشاہ سنتا اور جانتا ہے۔ یہ سمجھ کر وزیر با تدبیر نے عرض کیا کہ اے خداوند یہی کہ رہا ہے کہ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ کہ خداوند یہ تو یہ کہ رہا ہے کہ وہ بھی تو آدمی ہی ہین جو غصّہ کو مارتے اور لوگونکو معاف کرتے ہین بادشاہ معافی کا ذریعہ چاہتا تھا اُسکے قتل سے درگذرا۔

دوسرا وزیر جو اس امر شاہی سے بے خبر تھا اُسکے مخالف ہوکر معتوب ہوا۔

پس ایسی ہی شفاعت جیسی کہ اُس وزیر نے کی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی اور اسمین کوئی دخل یا اختیار متصور نہین ہوسکتا ہے قرآن مین کئی جگہ ارشاد ہی وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ کہ خداوند تعالے کے حضور مین کسیکی شفاعت

کام نہین دیگی مگر جسکے لیے وہ حکم دے۔
وہ مرد یہ بیشک راست ہے اور ایسی سفارش کرنے مین کوئی موقع اعتراض کا نہین ہے
ان دونون صاحب کی گفتگو سے ظاہر ہو گیا کہ مذہبی خیال مین ہر دو صاحب مبتلا تھے۔

وہ چار مذہب جو زمین کے اکثر حصون مین شائع ہین۔

## یہود ۔ نصاری ۔ مسلمان ۔ مشرک ہین۔

عیسائی مذہب مذہب یہود سے اور اسلام ان دونون سے بہت ملتا ہے۔
مشرکین کا مذہب ان تینون سے بالکل علیحدہ اور مختلف ہے اور جسقدر اختلاف اور
کثرت فرقون کی اس مذہب مین ہے کسی مین نہین۔
انھون نے اپنے معبودون کی تعداد پوجاریون سے بھی زیادہ مقرر کر رکھی ہے جسکا حصر
نہین ہمیشہ اسمین افزایش کی جاتی اور معبودون کی تعداد بڑھائی جاتی ہے۔
یہ اپنی مذہبی کتابون اور شپتکون سے بھی واقفیت نہین رکھتے رسم و رواج اور آبائی
تقلید انکا مذہب ہے۔
اوپر کے تینون مذہبون کی مطابقت انکی صداقت کا بہت ہی بڑا ثبوت ہے۔
جن جن باتون مین یہ تینون مذہب متفق ہین انکو ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) خدا واجب الوجود ہے۔
(۲) پیغمبر اور انبیا اُسکے رسول اور نبی ہین۔
(۳) آسمانی کتابین خدا کا کلام اور منزل من اللہ ہین جو رسولون پر نازل ہوئی ہین۔
(۴) قیامت آنے والی اور اعمال کی پرسش یقینی ہے۔
(۵) سواے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہین۔
(۶) خدا کی عبادت فرض ہے۔
(۷) زمین کی ایک جگہ خداوند تعالی نے قبول فرما کر اسکو زیارت گاہ قرار دیا ہے۔

مذہبی الفاظ

(۸) ملائک کے وجود مین اشتباہ نہین اور توریت ۔زبور مین بے شک تحریف کی گئی ہے ۔
جن اصول مین اختلاف ہے اُنکو دیکھو ۔
(۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے مسلمان قائل اور عیسائی ۔یہودی منکر ہین ۔
(۲) عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی پیغمبر نہین مانتے خُدا کا بیٹا کہتے ہین مسلمان اُنکو پیغمبر اولوالعزم تسلیم کرتے ہین یہودی اُنکو بالکل نہین مانتے ۔
(۳) موسیٰ علیہ السلام کو ہر سہ مذہب پیغمبر برحق جانتے ہین اور کتاب توریت جو اُنپر نازل ہوئی اسکو آسمانی کتاب اور مُنزل من اللہ سمجھتے ہین مگر یہودی موسیٰؑ پر نبوت کا خاتمہ کرتے ہین ۔
(۴) یہودی توریت کو عیسائی توریت زبور انجیل کو اور مسلمان انکے سوا قرآن کو بھی آسمانی کتاب اور خدا کا فرمان جانتے ہین ۔
(۵) یہودیون کا توریت پر عیسائیون کا زبور ۔توریت ۔انجیل پر اور مسلمانون کا صرف قرآن پر عمل ہے ۔
(۶) یہودی ۔عیسائی بیت المقدس کو اور مسلمان بیت المقدس کے علاوہ خانہ کعبہ کو بھی اپنا زیارتگاہ سمجھتے ہین مگر مسلمان بیت المقدس کی جانب رُخ کرکے نماز نہین پڑھتے ۔
(۷) طریق عبادت ہر سہ مذہب کا مختلف ہے ۔
(۸) یہودی مسلمان ختنہ کراتے ہین عیسائی نہین کراتے ۔
(۹) یہودی عزیر علیہ السلام کو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہین مسلمان ان دونون کو نبی اور پیغمبر مانتے ہین ۔
(۱۰) یہودی اور عیسائیونکے نزدیک پیغمبر معصوم نہین اور مسلمان سب انبیا کی عصمت کے قائل ہین ۔
(۱۱) یہودی ۔عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے قائل ہین اہل اسلام کہتے ہین کہ ایک یہودی کو خداوند تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کردیا اور یہودیون نے اُسکو حضرت عیسیٰ سمجھکر سولی پر چڑھادیا اور مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا ۔

**یہودی عیسائی۔ اہل اسلام ۔مشرکین** ان چار مذہبون
دیکھنا چاہیے کہ **خدائی مذہب** کونسا ہے اور ہم کس معیار سے حق و باطل کی تمیز
کر سکتے ہین وہ آلہ ہمارے پاس کیا ہے کیونکہ ہر ایک کو دعویٰ اپنے اپنے مذہب کی حقیت کا ہے
ہر آدمی کے جسم مین خداوند تعالیٰ نے دو چراغ رکھے ہین یا یہ کہو کہ جس ذات پر لقب انسان
کا بولا جاتا ہے ایک عقل اور دو آنکھین رکھتا ہے ظاہری اجسام کے دیکھنے کے واسطے
آنکھین اور اُنکی ماہیت دریافت کرنے کو عقل ہے۔

ہر چیز کی کیفیت اور حقیقت جو کچھ ہمکو دریافت ہوتی ہی وہ انھین دو ذریعون سے معلوم ہوتی ہے
یہ دونون چراغ اسی واسطے ہمکو قادر مطلق نے عطا کئے ہین کہ ہم انکے ذریعے سے تاریک اور روشن
چیز کو دیکھین پردہ کی بات سے جسکو ہماری آنکھین نہین دیکھ سکتین واقف ہون اپنے جسمانی روحانی
زندگی کی جست و جو کرین نیک و بد کی امتیاز ہمکو حاصل ہو ہر ایک شے کو اچھی طرح سے جانچین اور پرکھین
سو غور کرنا چاہیے کہ دنیا مین وہ کیا چیز ہے جسکو ہماری دونون آنکھین اور عقل پرکھ کر ہمکو
یہ بتلا دین کہ یہ مذہب حق ہے اور یہ باطل۔

لیکن اس سے کسی فرد بشر کو انکار نہین ہو سکتا کہ جسکو ہم مذہب یا دھرم کہتے ہین وہ ایک قانون الٰہی ہے
مشرکین نے گو معبودون کی تعداد حد سے زیادہ اور یہودی اور عیسائیون نے کم اور مسلمانون
نے صرف ایک ہی ذات پر حصر کیا ہے مگر سبکے نزدیک مالک اور خالق کل کائنات کا ایک ہی ہے
یہ مسئلہ ایسا مسلم ہے کہ جسمین کسی کو کوئی عذر نہین ہے۔

جس ذات نے یہودیون کو بنایا اوسی نے عیسائیون کو جسکے بندے مسلمان ہین اوسی کی
مخلوق مشرکین ہین خواہ کوئی ایک نام لے یا دو اور تین نام سے یا ہزار لاکھ اور کرور سے
پکارے مفہوم ہر ایک کا ایک ہی ذات ہے۔

یہ جسقدر مخلوقات اور دنیا کی کل کائنات ہی سب کا وہی خالق اور کرتار ہے اور زمین
و آسمان و ما فیہا اُسکی رحمت اور قدرت کاملہ کا ظہورہ ہے۔

پس جس حالت مین ہندو مسلمان - یہودی عیسائی مجوس سب کا ایک ہی خالق اور مالک ہے تو اُسکا قانون بھی ایک ہی ہونا چاہیے اور وہ مذہبی قانون خدائی قانون سے بالکل مطابق ہونا واجب ہے -

اس لیے جو مذہب خدائی قانون سے مطابقت رکھتا ہو وہی خدائی مذہب ہے ورنہ محض باطل اور لوگون کی من گھڑت ہے جسکو جاہلون نے اختیار کر لیا اور اُسکا پھر رواج تقلید آبائی کے سبب سے دنیا مین ہو گیا -

جبکہ سب کا یہ عقیدہ ہے کہ مذہب خدا کی جانب سے ہے تو خدائی مذہب کے ایسے ایسے نشانات اور علامات ہونی چاہیین جنکو ہر کوئی دیکھ سکے اور ہر جگہ اور ہر شے اور جملہ مخلوقات مین وہ نشان ظاہر اور باہر ہون -

دیکھنا چاہیے کہ وہ قانون الٰہی جس سے کسی فرقے کے آدمی کو انکار نہین ہو سکتا دنیا مین کیا ہے وہ قانون الٰہی جو ہر دم اور ہر لحظہ ہمارے پیش نظر ہے - **فطرت** ہے جس سے کوئی شے اور کوئی مخلوق خالی نہین اور اس فطرت کو ہماری آنکھین ہماری عقل ہر جگہ ہر دم دیکھ سکتی اور دریافت کر سکتی ہے -

**فطرت** کیا چیز ہے ! وہ ایک قدرتی اور خلقی اثر ہے جسپر قدرت نے مخلوقات کو بنایا ہے اور وہ اثر اُس شے اور مخلوق سے کسی حالت اور کسی وقت مین زائل نہین ہو سکتا ادنیٰ سے اعلیٰ تک جس چیز پر نظر کرو وہ اثر ہر ایک مین ہمکو نظر آتا ہے -

اس فطرت ہی کا نام طبعی خاصہ ہے اور اسی کے لیے علم طبعی ایجاد ہوا ہے اور یہی قدرتی اثر اور قانون الٰہی ہے جو برملا شہادت دے رہا ہے کہ ضرور کوئی خالق ہے جسنے یہ صنعت گری اور مصوری کی ہے جو کسی سے نہین ہو سکتی -

بڑے بڑے فلسفی اور صناع دنیا مین ہو گزرے اور اسوقت مین بھی موجود ہین جنھون نے اپنی حکمت اور صناعی سے بڑی بڑی ایجادین بنا کر ایک عالم کو حیرت مین ڈالدیا مگر آیا کبھی

کوئی نہین بنا سکا اور نہ اسکا کسی سے دعوی ہو سکا۔
واقعی جو خدا کا کام ہے اُسکو کوئی نہین کرسکتا کسی جاندار کا بنانا اور پیدا کرنا تو بڑی بات ہے کوئی فطرتی اثر بھی کسی مین سے کوئی رفع نہین کرسکتا اور نہ بڑھا سکتا ہے۔
ہاتھی کیسا عظیم الجثہ قوی جانور ہے اونٹ کو دیکھو کس شکل اور وضع کا ہے اور کس قدر زور رکھتا ہے اب شیر پر نظر کرو کہ وہ پہاڑی کتے سے زیادہ نہین ہوتا۔
ان تینون جانورونمین قدرت نے جو اثر رکھا ہے وہ نہایت ہی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے ایسے گران ڈیل جیسے کہ ہاتھی اور اونٹ ہین غور کرو کہ آدمی کی ان کے روبرو کیا حقیقت ہے۔
قیاس نہین چاہتا کہ ایسے زور اور ہیبت ناک جانور اس طرح آدمی کے بس مین رہین کہ وہ اُنکو اپنی باربرداری اور سواری مین لیے پھرتا ہے۔
اونٹ کو ہم دیکھتے ہین کہ شیر سے بدرجہا بڑا اور قوی ہے اور دانت بھی اس کے شیر کے دانتون سے زیادہ تیز اور محکم ہین بھاگ دوڑ مین وہ اس سے کہین زیادہ ہے اور جب بھی پر آتا ہے تو کیسے ہی شہسوار کو چپاڑ ڈالتا ہے مگر پھر ایسا غریب ہے کہ ایک آٹھ نو برس کا بچہ ایک قطار کی قطار کو پکڑے ہوے جہان چاہے لیجاتا ہے ڈرپوک اتنا کہ ادنی جانور کو دیکھکر بھڑک جاتا ہے۔

فطرتی اثر

پس قدرت نے اسکو شیر کا سا دل نہین دیا اور بقدر ضرورت سمجھ دی ہے جسکے باعث وہ آدمی کے قابو مین رہتا ہے اور یہ فطرتی اثر اس سے کسی طرح سے رفع نہین ہو سکتا۔
ہاتھی کو اونٹ سے زیادہ قوی ہیکل اور ذی شعور بنایا اور دانت بھی گز گز ڈیڑھ ڈیڑھ گز کے لانبے اسکو دیے عقلمند بھی جانورونمین اعلی درجہ کا ہے اونٹ کو تو ناک بیدھ کر قابو مین کرتے ہین اور نکیل ڈالکر جہان چاہتے ہین لیے پھرتے ہین یہان نہ کوئی موقع لگام دینے کا ہے نہ ناک چھیدنے کا اور نہ گلے مین رسی ڈالنے کا لیکن ہاتھی سے قوی جانور کو یہ خاک کا

تیلا جس کل چاہتا ہے بٹھلاتا ہے اسکو بھی وہ دل نہین دیا گیا جو شیر کو عطا کیا گیا ہے۔
شیر ایک چھوٹا سا جانور جو نہ ہاتھی سے بڑے اور نہ اُس سے زیادہ کسی عظیم الجثہ کا خوف کرے نہایت نڈر اور بے خوف و خطر ہر ایک پر فوراً حملہ کرتا ہے حالانکہ نہ اوسکا جسم ایسا بڑا ہے نہ ہاتھی اور اونٹ سے زیادہ زور اور قوت رکھتا ہے صرف قدرت نے اُسکا دل ہیباک اور جانورون مین سب سے زیادہ قوی بنایا ہے۔
پس اسی کا نام فطرت اور اسی کا نام قدرتی اثر ہے اور یہ اثر ہر ایک نباتات۔ حیوانات جمادات مین اس افراط کے ساتھ ہے جسکی انتہا نہین جس جانور جس درخت جس شے قدرتی پر نظر کرو صدہا ہزارہا اُن مین قدرتی اثر نظر آئینگے۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

آدمی کی صنعت کا یہ حال ہے کہ ایک کل جو آدمی کی ایجاد ہے اُس سے ایک غرض حاصل ہوتی ہے اور اُس مین صدہا ہزارہا پرزے لگے ہوتے ہین جنکا شمار بھی کرنے کرتے آدمی تھک جائے قدرتی اثر دیکھو کہ ایک عضو ہے اور اس سے صدہا فوائد ہزارون غرضین حاصل ہاتھ۔ پاؤن۔ ناک۔ کان۔ آنکھ۔ موتھ کو دیکھ لو کہ کسقدر مطالب انسے حاصل ہوتے ہین۔
بدون وجود ذات باری خود بخود ایسی صورتین یہ سیرتین ہرگز نہین ہوسکتین
اگر خدا نہوتا اور مادون اور ذرّون کے اثر اور اُنکی ملاوٹ سے یہ مخلوق بنی ہوتی تو اب تک آدمی جیسے دانا اور عقیل نے کیا سے کیا کر دیا ہوتا مگر قدرت سے وہ نہایت ہی مجبور اور لاچار ہے۔ بڑے بڑے دانا اور بیدار مغز حکیم اس تختۂ زمین پر ہوگذرے سبکے سب قدرت کے سامنے دم بخود رہگئے اور بجز دست بسر ہونے کے اُنسے کچھ بھی نہین بن پڑا اور یہی اُنھون نے اقرار کیا۔

| سبحانک یا آلہ عالم | عالم ترا عجز نے دکھایا |
|---|---|

جب یہ معلوم ہو گیا کہ فطرت قدرتی اثر ہے اور یہ خاصہ جمیع مخلوقات مین موجود ہی جو ہر دم

ہمارے پیش نظر ہے اور خود ہمارے ہر ایک عضو سے اُسکا اعلان ہو رہا ہے تو یہ فطرت
کے اصول کے خلاف ہے کہ انسان جسکو اشرف المخلوقات جمیع کائنات مین ہم دیکھتے ہین
اور نفس ناطقہ اسی کو عنایت کیا گیا ہے اور جو اس عالم کی چیز ہے وہ سب اسکے فائدے
اور اسکے آرام کے لیے بنائی گئی ہے -
جسکے پرورش اور طاقت کے لیے تو یہ کچھ کارخانہ بنایا گیا ہے روحی سامان کچھ نہین کیا گیا
کھاؤ - پیو - مزے کرو جب موت آئے چلدو مذہب ملت سے کچھ غرض نہین سب
خیالی ڈھکوسلے ہین -
جو شخص فطرت کے اصول کو جانتا اور سمجھتا ہے وہ کبھی ایسے آدمی کو انسان نہین خیال
کریگا اور ایسے خیال کا آدمی دراصل حیوان مطلق سے کم نہین اور ایسے لوگون سے
ہمارا روئے سخن بھی نہین نہ وہ قابل گفتگو ہین اور نہ لائق ذکر
جس قادر مطلق نے آدمی کی پرورش کے لیے زمین سے صدہا قسم کے غلے ہزارون
قسم کے میوے لاکھون قسم کی ترکاریان قسم قسم کے دودھ طرح طرح کی سواریان
ہزارون لاکھون طرح کی پوشاکین اور زیور بنائے اسنے روح کے تزکیہ اور صفائی
کے لیے کچھ نہین کیا جو واقعی اصل الاصول ہے اور انسان اُسی سے مراد ہو ورنہ یہ جسم
خاکی اُسکا مرکب ہے سو مرکب کی پرورش کے لیے تو دنیا بھر کا سامان اور شہسوار کے
لیے کچھ بھی نہین یہ محض خبط اور نرے ربط بات ہے جو کسی طرح سے دل کو نہین لگتی -
ہر ایک قدرتی شئے اپنا طرز رکھتی ہے اور کوئی شئے ہمکو ایسی نظر نہین آتی جو اُس قاعدے سے جسپر
وہ بنی ہے تجاوز کرے پھر کیسے سمجھا جاے کہ روحی اصلاح کے لیے کوئی قانون نہین ہے
بے شک اور بہت ضرور روح کے لیے قدرتی قانون ہے اور خداوند تعالےٰ نے جو بہت
تھوڑی مدت انسان کے دنیا مین رکھنے کی مقرر فرمائی ہے اسکی ضرور کوئی وجہ خاص ہے -
کس لیے کہ یہ عالم مکان اور انسان مکین ہے مکان کو تو اس قدر قرار کہ ہزارون لاکھون

برس سے ایسا ہی قائم اور برقرار اور جسکے واسطے یہ عالم بنایا گیا اسکو کچھ بھی قرار نہین حق اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ اس دنیا مین انسان کو محض آزمایش اور روحی اصلاح کے لیے بھیجا جاتا ہے کہ اس دار فانی مین چند روز رہکر وہ اپنی روح کی اصلاح کرے اور اپنے مالک اور خالق کو یہان کے خدشات اور تعلقات مین نہ بھولے۔

جو لوگ مذہب سے آزاد اور مذہبی خیالات سے اپنے کو علیحدہ سمجھتے ہین وہ قانون فطرت پر غور کرین تو انکو معلوم ہو جائیگا کہ روح کی درستی اور صلاح کے لیے مذہبی پابندی نہایت اہم اور مہتم بالشان امر ہے اور خاص فطرت کا اقتضا ہے۔

مذہب کے لیے تین امر بحث طلب اور قابل غور ہین۔

(۱) یہ کہ انسان کے لیے مذہبی پابندی ضروری ہے یا نہین

(۲) یہ کہ اگر مذہبی خیال درست اور صحیح ہے تو روے زمین پر کونسا مذہب حق ہے جسکی پابندی کرنے سے انسان کو اپنی نجات کا کُلی یقین ہو جاے

(۳) یہ کہ ہمارے پاس وہ کیا ذریعہ ہے جس سے ہم بآسانی دریافت کرسکین کہ یہ مذہب حق ہے۔

ہم انھین تین امر کی بحث کرنا چاہتے ہین۔

**امر اول**۔ اگرچہ اوپر تحریر ہو چکا ہے کہ مذہب روح کی شایستگی اور صلاح کے لیے ہے لیکن یہان اسکی کسی قدر وضاحت کیے دیتے ہین۔

بہ نظر غور تعصب اور جہالت سے آزاد ہو کر جو قانون قدرت (فطرت) پر نظر ڈالی جاتی ہے تو مذہب کی پابندی ہر ایک فرد بشر کے لیے نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ انتظام عالم اُسی پر منحصر ہے۔

اگر آدمی مذہب سے برطرف ہو کر یہ عقیدہ رکھینگے کہ کوئی ہمارا مالک نہین ہے اور نہ ہمارے لیے جزا و سزا ہے ہر ایک جاندار اور ذی روح مین از خود ایک قوت ہے اور وہ قوت جب تک

رہتی ہے وجود قائم رہتا ہے جسوقت وہ قوت سلب ہوئی وجود فنا ہو جاتا ہے اور سب ذرے خاک مین ملجاتے ہین جو کچھ آرام اور تکلیف ہر وہ اسی عالم مین ہمارے لیے ہے مرے پیچھے کچھ نہین ایسا خیال کرنے سے انسان نڈر ہو جائیگا اور اپنی زندگی کے آرام اور فوائد کی خاطر نہ کسی کے قتل کو گناہ سمجھیگا اور نہ دوسرون کا مال غصب کرنیسے درگذر کریگا اور نہ کسی کے ساتھ سلوک اور احسان کو اپنے نزدیک مفید گمان کر سکتا ہے جہانتک اُس سے اس مطلق العنانی مین ممکن ہوگا دغابازی - بے ایمانی - ظلم - غارتگری - چوری - ریاکاری سے اپنی اغراض کے پورا کرنے مین سعی بلیغ کریگا اور ایسا کرتے ہوئے اسکو کوئی خوف کسی قسم کا نہین ہوگا -

دنیا کا مذہب پر

اگر سب آدمی روے زمین کے مذہبی خیال ترک کردین تو ایک دم بھی یہ کارخانہ دنیا کا قائم نہین ہوسکتا ہے تمام دنیا مین فتنہ اور فساد کی آگ بھڑک اُٹھے امن و آسایش جس سے دنیوی کام چل رہے ہین نام کو بھی نرہے -

اور جب یہ سمجھا گیا کہ کوئی ہمارا مالک اور خالق ایسا ہے جو ہمارے اعمال و اقوال کو ذرہ ذرہ ہر دم دیکھتا ہے اور وہ ہم سے ہر ایک امر کا مواخذہ کرنے والا ہے اور ہم کو اُسکے روبرو ہر ایک بات کی جوابدہی کرنی پڑیگی اور اُسکے احکام کے خلاف عمل کرنے مین ہمکو سخت سزا ملیگی تو آدمی اپنی زندگی کو فضول نہین خیال کرینگے -

خوش معاملگی اور ایمانداری کا برتاؤ رکھینگے راستی - فروتنی - رحم - ہمدردی اور احسان کرنے کو سرمایہ اپنی نجات کا جانینگے -

اس سے دنیا مین خلقت کو آرام ملیگا فتنہ اور فساد نہین ہوگا نظام عالم نہایت خوبی کے ساتھ قائم اور برقرار رہیگا -

مذہبی ضرورۃ

اگر یہ خیال کیا جاے کہ قانون سلطنت واسطے انسداد قتل - چوری - غارتگری - دغا و فریب کے کافی ہے اور اُسی سے دنیا مین یہ انتظام پھیلا ہوا ہے تو یہ خیال محض باطل ہے

اول تو ہر جگہ اور ہر شخص کی نگرانی شاہی قانون نہین کرسکتا صدہا ہزارہا موقع
ہین جہان سرکاری ضابطہ کچھہ بھی نہین کرسکتا۔
دوم جب وضعان قانون مذہب سے آزاد ہونگے تو وہ بھی اغراض سلطنت کو مقدم رکھینگے
انسداد جرائم کی جانب کیون راغب ہونگے انکو جو یہ جد وجہد جرائم کی نسبت ہے وہ بھی اسی
مذہبی خیال کا باعث ہے اور چوری۔ قتل۔ ٹھگی۔ ڈکیتی وغیرہ کو جرم بھی ہمکو مذہب نے بتایا
اور مذہبی قانون نے ہی ہمکو طریق تمدن اور آئین سلطنت کی تعلیم دی ہے۔
جیسا آدمی کی زندگی قائم رکھنے کے لیے غذا کی ضرورت ہے کہ بدون غذا کے آدمی زندہ
نہین رہسکتا اور سب جاندار غذا کے محتاج ہین اسی کے باعث کوئی امیر اور کوئی فقیر کوئی
بادشاہ اور کوئی غلام کہلاتا ہے۔
ایک تخت جواہر نگار پر تاج مرصع بر سر نشستہ دوسرا اسکے روبرو دست بستہ کمربستہ۔
یہ وہی غرض ہے جو انسان کو مجبور کر رہی ہے ورنہ یہ آزادی پسند انسان ہرگز کسیکا
فرمان بردار نہوتا اور کسی بادشاہ کے سامنے بھی سر نہ جھکاتا مگر پیٹ کی آگ نے اسکو بہت
عاجز اور ناچار کر رکھا ہے کہ نہ اسکو اپنی شرافت کا خیال ہے اور نہ کسی قسم کی ندامت کا ملال۔
وہ وہ ناشایستہ اور بے شرمی کے کام اس سے سرزد ہوتے ہین کہ جسکی نظیر نہین۔
اسی طرح حیات جاودانی اور روح کی تازگی کے لیے مذہبی ضرورت ہے وہ جسمی غذا ہے تو یہ روحی غذا۔
انھین دونون چیزون پر تمام دنیا کے انتظام کا انحصار ہے۔
اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ انسان کے لیے مذہبی پابندی نہایت ضروری ہے وہو المراد۔

**امر دوم** ۔ پر نظر کرو کہ دنیا کے تمام مذاہب مین کونسا مذہب حق ہے۔
اگرچہ بادی النظر مین اس سوال کا جواب نہایت مشکل اور پیچیدہ معلوم ہوتا ہے مگر تھوڑی سی
غور کرنے سے دریافت ہو جائیگا کہ مذہب حق وہی ہے جسکے اصول قانون الٓہی
(فطرت) سے ملتے جلتے ہین کیونکہ خدا کے افعال و احکام مین فرق نہین ہوسکتا۔

دیکھو خدا کا فعل یہ ہے کہ اسنے تمام دنیا کو ایک خاص قاعدے کی موافق بنایا اور اسکا حکم مذہب ہی اگر دونون مین اختلاف ہوگا تو ذات باری تعالی پر الزام عائد ہوتا ہی جو محال ہے لہذا وہی مذہب حق ہے جو فطرت سے ملتا ہی اور وہی قدرتی اور خدائی مذہب ہے جو انسان کی اصلاح کے لیے عنایت ہوا ہے وہی اسکی تہذیب اور نجات کا باعث ہے اور وہی اسکی حیات جاودانی کا سبب۔

اسی کے اصول سنجیدہ اور اسی کے فروع پسندیدہ ہین جسقدر اسکی اشاعت روئے زمین پر ہوگی اسی قدر شایستگی۔ تہذیب۔ ہمدردی۔ حیا۔ عفت۔ عدالت اور دیانت سے دنیا کا انتظام ترقی پذیر ہوگا۔

بہت کم لوگ دنیا مین ایسے ہین جو مذہبی خیال سے آزاد اور اسکو خیالی ڈھکوسلا سمجھتے ہین اور ایسے خیالات کے آدمی فی زمانہ مہذب خطۂ یوروپ اور امریکہ مین اکثر ہین۔

اسمین شک نہین کہ جیسا مذہبی معاملہ پیچیدہ ہو ایسا کوئی معاملہ دنیا کا پیچیدہ اور الجھا ہوا نہین ہے جو لوگ اہل کتاب ہین وہ بت پرستون آتش پرستون اور دیگر مشرکین کے مذہب کو نہایت نفرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہین اور انکو قابل خطاب نہین سمجھتے۔

ہمارے ہندوستان کے اہل ہنود اہل کتاب کے ہاتھ کا پانی تک نہین پیتے اور انکو ملیچھ خیال کرتے ہین وہ کیا چیز ہے جس سے اہل کتاب اہل ہنود سے متنفر اور اہل ہنود اہل کتاب سے وحشت ناک ہین وہ خاص مذہبی خیال ہے جسنے بنی نوع انسان مین یہ تفرقہ ڈالا ہے ورنہ یہ سب جانتے اور سمجھتے ہین کہ ہم سب ایک باپ کے بیٹے ہین۔

اہل کتاب کا مذہب انکو مواکلت اور مناکحت کی اجازت دیتا ہی مگر پھر بھی اسکا رواج نہین رسم کی پابندی مذہب پر بھی غالب ہی۔

سب سے زیادہ خراب حالت مشرکین اور مجوس کی ہے کہ وہ اپنی مذہبی حقیقت پر مطلق غور نہین کرتے رسم و رواج اور آبائی تقلید کی پابندی مین جکڑے ہوئے ہین کہ جس طریقے پر

رسمے باپ دادا سے چلے آئے ہین انھین کے قدمون پر یہ دوڑتے ہین اور مطلق غور نہین کرتے کہ وہ گمراہ تھے یا رو براہ وہ عالم تھے یا جاہل محقق تھے یا مقلد۔
اس دھرم کے لوگ اپنے عقیدے پر ایسے مطمئن اور بے فکر ہین کہ مطلق پروا نہین کرتے اور بت پرستی مردم پرستی آتش پرستی نباتات پرستی حیوانات پرستی کہان تک شمار کی جاے جملہ مخلوقات پرستی رات دن کرتے ہین اور آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھتے کہ یہ کیا واہیات ہے۔
جنکا نام جپتے اور جن اشیا کو پوجتے ہین انکو اچھی طرح سے جانتے ہین کہ یہ آدمی تھے اور یہ اشیا مخلوقات ہین جو آدمی کے لیے بنائی گئی ہین پھر بھی اُنکو معبود اور اپنی مقصود سمجھتے ہین حالانکہ جنکی وہ پرستش کرتے اور جنکا نام ہردم جپتے ہین کوئی فرمان یا دستاویز مذہبی اُنکی عبادت کرنے کی اُنکے پاس نہین اور نہ عبادت کا طریقہ مختص ہے کوئی **مہادیو جی** کی اور کوئی **کرشن جی** کی اور کوئی **آفتاب** کی اور کوئی **بالاجی** کی اور کوئی **پارسناتھ جی** کی اور کوئی **گنگا** اور **لکھشمی** کی عبادت کرتا ہی اسقدر معبود ہین جنکا شمار کوئی نہین کرسکتا باوجودیکہ یہ کچھ اختلاف اُنکے اصول مذہبی مین ہے مگر وہ سبکو اپنا ہم مذہب سمجھتے اور سب مشرکین کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین۔
یہ ہرگز نہین خیال کرتے کہ کون کسکی پرستش کرتا ہی اور کیون اور کس وجہ سے کرتا ہی حالانکہ ہر ایک کے مذہبی اصول مختلف اور عبادت کے طریقے بھی جداگانہ ہین اور اُنکے مذہبی اختلاف کی حد نہین۔
وہ اپنے زعم مین یہ سمجھے ہین کہ نجات ہر ایک کی ہر ایک طور سے ہر مذہب مین ہو جائیگی جو خیال فاسد ہی فرمان بردار اور نافرمان کیسے برابر ہوسکتے ہین۔
**برہمن[1] - چھتری - بیس** قدرتی سدھ ہین باقی سب **شُدر** اور **ملیچھ** ہین جو جدا کے

[1] (برہمن) ابتدا میں برہمن کوئی خاص قوم یا نسل نہ تھی ایک عہدہ تھا جو دوسری قومون کو بھی حاصل تھا اسکی تصدیق سنسکرت صفحہ ۸ اشلوک ۸۳ سے ہوتی ہے وسوامتر چندربنسی چھتری تھا جو ریاضت اور عبادت کی وجہ سے برہمن کہلایا اور برہمنا ورمیں بھی چھتری کہلاتے تھے غرضکہ یہ لقب ذات پر نہ تھے بلکہ ہنر اور پیشہ پر تھے جنھنے جو پیشہ برہمن چھتری یا بیس کا اختیار کیا وہ اُس نام سے موسوم ہوا جیسے فی زماننا بابو کا لقب قومی نہین ہے عہدہ کا لقب ہی جسپر بنگالیون نے زیادہ قبضہ کرلیا ہے (دیکھو ہر بنس پوران)۔

یہان خواہ کیسے ہی اعمال نیک کرین اور اوپر کی اعلیٰ ذاتین کتنی ہی بدی کرین پھر بھی یہ اعلیٰ درجے مین اور وہ نیچے کے درجے مین رہینگے اور برہمن کو کیسا ہی ظالم۔ حرام کار اور زمانے بھر کا بد اعمال ہو ہر حال مین بے پوچھے بہشتی ہو اُس سے کوئی مواخذہ کسی قسم کا نہین ہوگا کوئی شرک خواہ بت پرستی کرے یا نہ کرے جب تک وہ کسی غیر قوم کے ساتھ کھانے پینے سے محترز ہے ہندو دھرم ہے اور خواہ عقائد مین وہ ہندو دھرم کا پابند ہو اور کسی غیر قوم کے ساتھ جہان اُسنے کھانا کھایا دھرم سے باہر ہوا۔

طرفہ یہ ہے کہ برہمن چھتری کے ساتھ اور چھتری بیس کے ہمراہ کھانا نہین کھا سکتا اور شُدر کو تو اپنے شامل کیون کھلانے لگے ہین اور نہ شدر با ہم کھا سکتے ہین جس حالت مین سب ایک دھرم رکھتے ہین تو پھر کھانے پینے مین یہ پرہیز حیرت انگیز ہے۔

اہلِ ہنود کے اقوال اور اُنکے افعال مذہبی سب اسی قسم کے ہین جنکے دیکھنے اور سننے سے نہایت تعجب ہوتا ہے۔

اہل بصیرت آگاہ ہین کہ یہ دھرم اس ملک مین برہمنون کا ایجاد ہے جنھون نے اپنے فوائد اور اغراض نفسانی کی غرض سے یہ مذہب وضع کیا ہے اور ہر ایک عبادت اور ہر کام مین اپنا فائدہ مدنظر رکھا ہے۔ ایک اپنے لیے تو یہ افتخار اقتدار غیر محدود کہ برہمن جو چاہے سو کرے کسی نوع قابل گرفت نہین اور دیگر قومین برہمن کے سوا کسی حالت مین اُس درجے کو نہین پہونچ سکتین۔

جیسا اپنے ہم مذہبونکو مذہبی قاعدے سے برہمنون نے ذلیل و خوار کیا ہو اُسکی نظیر بھی کسی مذہب مین نہین ملتی بھنگی۔ چمار۔ ٹھوری۔ بھیل۔ باوری۔ سانسی۔ کنجر وغیرہ خاص اُنکے مذہبی بھائی ہین مگر کوئی برہمن چھتری بیس اونسے اپنا پلا تک نہین بھڑاتا۔

## ہندو دھرم

آریہ کی آمد

ایک زمانہ ہندوستان کا ایسا بسر ہوا کہ جسمین علم نام کو نہین تھا اور سب آدمی محض جاہل

اور بالکل بھولے بھالے تھے آریہ[1] (برہمن[2]) جو ایران سے آئے یہ لوگ بڑے فیلسوف اور چالاک تھے علم کے سوا شعبدہ باز بھی بڑے تھے یہان اُنھون نے اقوام ہند کو وحشی اور جاہل دیکھکر جس طرح سے چاہا اپنا مطیع اور فرمان بردار بنایا اور چند اصول ایسے ایجاد کیے کہ جسکے سبب ایک عرصے دراز تک اُنکا راز فاش نہین ہوا۔

یہ قوم آریہ ایران کی نکلی ہوئی اور ستم دیدہ قوم تھی آئین مذہب و سلطنت سے بھی آگاہی رکھتی تھی بادشاہون اور پیغمبرون کی آنکھین بھی انھون نے دیکھی تھین۔

اُس وقت اگر وہ چاہتے تو راج پاٹ کے مالک ہوجاتے مگر وہ جانتے تھے کہ سلطنت رہنے والی چیز نہین باہمی لڑائی اور فساد کی جڑ ہے اور غیر ملک کے حملہ آورون کا مسکن۔

اس دور اندیشی سے اُنھون نے وہ قوانین اور آئین جاری کیے کہ بادشاہی سے زیادہ لطف اور استحکام رہے بڑے بڑے راجے مہاراجے ڈنڈوت کرتے ہوئے برہمنون کے قدمون پر جان و مال قربان کرتے رہین اور نہ غنیم کا ڈر اور نہ راہزن کا خطر۔ زمین سے کوئی تعلق نہین مہاراجہ سے لیکر پرجا تک سبکے اوپر اپنے حقوق فرض کردیے کہ کوئی متنفس ہون ادا کیے حق برہمن کے نہ روٹی کھاسکے

---

[1] (آریہ) سکندر اعظم کے وقت مین ہرات کا نام آریات تھا قوم آلانی جو کوہ قاف کے اطراف سے ہرات مین مقیم ہوئی اُنکو آلینات پھر آلیات بعدہ آریات کہنے لگے ایک زمانے کے بعد الانیہ سے آلیہ اور پھر آریہ مشہور ہوگیا اسمین کسی خاص قوم کی تخصیص نہ تھی کل اقوام کے لوگ شامل تھے پنجاب مین آریہ سولہ سو برس قبل عیسیٰ علیہ السلام کے آئے اور ملک مصر سے قبطی اور خطا سے چھتری شام سے ناگ عرب سے جاٹ ہند مین آئے اور یونانی اُنکے شامل ہوگئے وہ بھی آریہ کہلائے جیسا کہ حال کے زمانے مین انگریز۔ فرانسیس۔ جرمن وغیرہ جو ہندوستان مین ہین اُن کو اہل ہند فرنگی اور صاحب بہادر کہتے ہین۔ اُنسے پہلے ہند مین سیاہ دون خام بن نوح علیہ السلام کی اولاد کی نسل موجود تھی جو کسی قدر ننھے ڈول اور بدشکل تھی چنانچہ آریہ گورے چٹے والے راکھشس کہنے لگے اور اب وہ لوگ گونڈ۔ سنتھال۔ بھیل۔ ماری۔ راوڑی کے نام سے مشہور ہین۔

[2] ابتدا مین برہمن کوئی ذات نہ تھی بلکہ جو لوگ خدا پرست یا مذہبی پیشوا ہوتے وہ اس نام سے ملقب ہوتے تھے اسیواسطے یہ ممتاز لقب ان نو وارد ایرانیون نے اختیار کیا۔ جو برہمن نہ تھے بلکہ برہزن تھے۔

نہ کپڑا پہن سکے نہ کوئی تقریب شادی و غمی تیر تہوار کی ادا کر سکے ہر بات اور معاملے مین برہمن کا حق لکھدیا۔ برہمنون نے نہ ہندوستان پر قبضہ کیا اور نہ وہ کسی قطعہ زمین کے مالک ہوے اہالیان اور باشندگان ہند کو انھون نے نسلاً بعد نسلٍ اپنے لیے مکفول اور رہن کر لیا اور سکو اپنی جاگیر بنالیا مردونکو بھی اپنے ٹیکس سے بری نہین کیا مرنے مارنے کے لیے اہل ہند اور انسے محاصل وصول کرنے کے لیے آریہ انکو دین و مذہب سے اور اپنے اور اہل ہند کے جہنمی ہونے سے کوئی غرض نہین تھی کسیکا مردہ دوزخ مین جاسے یا بہشت مین انکو تو اپنے برہم بھوج سے مطلب تھا۔

یہ بھولے بھالے ہندوستانی جو نہ کوئی علم رکھتے تھے اور نہ عقل انکی سحر طرازی اور دم بازی مین آگئے اور جسقدر ناچ انکو انھون نے نچائے ناچنے لگے۔

آریہ کی کارروائی

مشاہدہ شہادت دے رہا ہی کہ آریہ وہی برہمن ہین جنکے حقوق کل افراد اقوام ہند پر ہین وہی سب سے پہلے مغربی ملک سے جہالت کے زمانے مین یہان تشریف لاے اور مطلع صاف دیکھکر آتے ہی اپنا سکہ جمایا۔

ہند کے سادہ لوحون کے دل مین یہ نقش بٹھایا کہ موت۔ حیات۔ مال۔ اولاد تمھاری سب برہمن کی زبان پر ہے۔

وہی یہ قوم ہے جو کہین گوڑ برہمن اور کہین سرپالی اور کہین اوجھے اور کہین چوبے اور کہین ٹپکر نون کے نام سے ہندوستان مین پھیلی ہوئی ہے۔

ان مین سے بعض تیرتھون کے پانڈے اور بعض مندرونکے پوجاری اور بعض گروجی مہاراج بن بیٹھے ہین در اصل ایک قوم ہی جو مختلف مقامونمین رہنے سے علحدہ علحدہ لقب سے مشہور ہو گئی ہے۔

تاریخ سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ قوم قبطی ہے جو فرعون کی قوم تھی اسیکو بعض محقق سُلانیک کہتے ہین۔ جیسے انھون نے مصر مین فرعون کو معبود کہلوایا ایسے ہی اس ملک ہندوستان مین بہت سے راجون کو مالا پر جپوایا جیسا کہ اب تک اہل ہنود کرشن اور رام چندر جی کا نام جپتے اور خدائی مین انکو شریک سمجھتے ہین۔

جسکو اُنھون نے زبردست اور غالب دیکھا اُسی کو اوتار کا لقب بخشدیا۔
ان اجاؤن کا اس لقب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ تمام رعایا برایا جان نثاری کو اپنی نجات کا باعث سمجھتی
بادشاہت کے استحکام اور دوام کا انحصار رعیت کی رضامندی پر ہے اسکے واسطے بادشاہ
کروڑون روپیہ صرف کرتے اور ہزارون طرح کی تدبیرین کرتے ہین اور پھر بھی رعایا کی
رضامندی حاصل نہین ہوتی یہ عظیم فائدہ ایک بات کی بات مین حاصل ہوگیا پھر وہ راجے
مہاراجے پنڈت جی مہاراج کی قدردانی اور اُنکے حقوق کی نگرانی کیون نہ کرتے۔
اُنھون نے راجہ کو اوتار کہلوایا اور راجہ سے خدا بنایا راجہ نے پنڈت جی کو مہاراج کا خطاب
عطا فرمایا "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو"۔
یہی آریہ جو دراصل مصر کے باشندے ہین اسوقت تک **مصر جی** کہلاتے ہین یہ لقب انکی
سکونت اور اصالت کی برملا شہادت دے رہا ہے۔
اسمین شک نہین کہ ہندوستان مین یہ لوگ **ایران** سے آئے جو آریہ کہلائے غالباً
ایرانیہ کا آریہ ہوگیا ہے جیساکہ امتداد زمانہ کی وجہ سے ہوجاتا ہے جسکا حال زباندان
جانتے ہین اور یہ صرف ایک تاویل فی زمانہ **دیانندیون** نے واسطے رفع الزام کے بلاتحقیق
کی ہے کہ آریہ مذہب کا نام ہے جسکے معنی نکوکار کے ہین اور یہ مذہب تمام دنیا مین شائع تھا
جسکا کوئی ثبوت نہین اور دعوی بلادلیل ہے۔
ایک تو مصر کی تاریخ مین فرعون کا واقعہ کہ جب فرعون اور اُسکی قوم دریائے **نیل** مین غرق
ہوئی تو باقی قبطی **بنی اسرائیل** کے خوف سے **ایشیا** مین بحر قلزم کے اس طرف چلے آئے۔
دوسرے ہند اور مصر کا تعلق جو صدہا برس کا وہ ہمارے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔
ہندوستان کا ملک پہلے زمانے کی حالت مین نہایت محفوظ اور امن کی جگہ تھا کہ تین طرف تو سمندر
اور ایک جانب ایک عظیم اور بلند پہاڑ ہمالیہ سے جو دو ہزار میل تک ہندوستان کی ایک
شمالی سمت کو گھیرے ہوئے چلا گیا ہے محدود ہے صرف اُسکی مغربی سمت مین ایک

گھاٹی خیبر کی یہان کے داخل ہونے کی تھی جسکی روک کے لیے دریاے اٹک اُس تمام سمت مین اپنے پانچ معاونون کے ساتھ بڑے زور شور سے داخلین کا سد راہ تھا۔ اسی باعث کئی ہزار برس تک مغربی سمت سے کوئی حملہ آور نہین ہو سکا اور جسقدر دقت یہانکے آنے مین تھی اسقدر کسی ملک کے فتح کرنے مین بھی واقع نہین ہوتی تھی۔

پھر زندگی کا کل سامان ایک ہی ملک مین مہیا۔ سب چیزین بافراط یہان پیدا۔

وہ قبطی جو مصائب اُٹھا کر ایران مین آئے اور وہان بھی اُنھون نے معرکہ ارائیان اور لڑائیان دیکھین تو مار گزیدہ از ریسمان پیچیدہ اُنکا ایک فریق یہان آگیا ملک دیکھا ہندوستان جنت نشان سب طرح مامون اور محفوظ یہین خنتا قامت ڈالدیا اور وہ قدم جمائے کہ ہزارون برس گذر گئے ابتک وہی اعزاز اور وہی احترام اہل ہنود کے نزدیک برہمنون کا ہے۔

انکے وقار اور حسن معاشرت کا شہرہ سُنکر انکے برادر خواہ قسر جو بعد مین وارد ہوئے اور انسے خواستگاری معاش کی کی تو مجبوراً انکی گذر کے لیے نئی قسم کے مذہبی ٹیکس سب اقوام پر ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ لگا دئے کہ اپنی دچھنا مین کوئی نقصان یا ہرج واقع نہو اور وہ مرفہ الحال اور فارغ البال ہو جائین کسی کو مردہ کے دان پر اور کسی کو سینچر اور رطلا دان پر راضی کر لیا کہ جسم کا صدقہ اور مُردون کی خیرات اور سونے کا دان انکو دیا جایا کرے۔

جو قومین بعد مین آئین وہ اگر پہلی قوم سے اعلیٰ اور افضل نہین تھین تو کم بھی نہین تھین مگر چونکہ یہ نئے اختیار نووارد اور وہ قابو یافتہ اور مختار کل تھے کیا کر سکتے تھے مُردون کی خیرات اور سینچر دان پر راضی ہو گئے انکے اعزاز اور وقار کے لیے پہلی قوم نے انکا لقب اپنے سے زیادہ مہا برہمن (سب سے بڑا برہمن) رکھدیا جو اب کہین اچارج اور کہین کاٹھیا اور ڈاکوت کہلاتے ہین۔

ایک مدت دراز تک ان برہمنون نے بڑے آرام اور عیش کے ساتھ زندگی بسر کی اُنکے احکام آسمانی فرمان سمجھے جاتے تھے بڑے بڑے راجے مہاراجے اُنکے چرن لیتے تھے اور اُنکی رضامندی کو ذریعہ نجات کا جانتے تھے

کئی ہزار برس کے بعد مہابیر سکھیا گوتم[1] رکھ پیدا ہوا جسنے قوم کو متنبہ کیا کہ یہ سب فریب ان آریہ کا ہے اور یہ تمھارے ہم قوم نہین ہین غیر ملک کے لوگ ہین جنکو تم سری پوج سمجھتے ہو یہ دھرم کوئی دھرم نہین ہے۔

اے برہمن خود گمراہ اور دھرم بھشٹ ہین تمکو اُنھون نے اپنی اغراض کے لیے گمراہ کیا ہے اور تمکو محض نادان۔ جاہل۔ وحشی سمجھکر دھرم کے پیرایے مین یہ آئین اور قوانین اپنے آرام اور لطف زندگانی کے لیے ایجاد کیے ہین جنکو کوئی دانا قبول نہین کرسکتا۔

جس قدر طریقے پوجا پاٹ کے ہین ان سب مین برہمنون کا اور اُنکی قوم کا فائدہ ہے اسی واسطے مذہبی امور کا زیادہ ٹھاٹھ اُنھون نے پھیلایا ہے اور جملہ رسوم پر اپنا قبضہ کر رکھا ہے

[1] (گوتم) گوتم جسکا نام بودھ اور پھر گوتم رکھا گیا ۵۹۶ برس قبل عیسوی کے تھا کول خاندانکی لڑکی سے ساکیا خاندان مین پیدا ہوا بودھ اس سے پہلے بھی ہو گیا ہے اسکے باپ کا نام سودھوان ہے چانا برہمن اسکا مشیر تھا اور بودھ مذہبنے طوفان نوح علیہ السلام کے ایک ہزار برس بعد خوب ترقی پائی طوفان نوح علیہ السلام کے بعد شریعت نوح پر سب لوگون کا مذہب تھا جسکی بنا توحید مطلق پر تھی پھر وہی مذہب صابیی کہلایا اُسکے عقائد شیث اور ادریس پیغمبرون سے ملتے تھے کیومرث سے جمشید تک یہی مذہب پایا جاتا ہے اور عرب یونان مصر وغیرہ مین موسی علیہ السلام تک زیادہ تر اسی شریعت کا رواج رہا پھر اسمین بت پرستی شامل ہوگئی۔ بودھ سنسکرت یعنی ہاندرانی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی مجموعہ حکما اور مجموعہ عقل کے ہین وہ واسطے امور صلاح و انتظام سلطنت کے ایک جمہوری قانون تھا جسکا نام اصول بودھ رکھا گیا تھا مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا اور سب شریعت نوح اور مذہب صابی کے پابند تھے شاکمونی حکیم بودھ مذہب کا پیغمبر مانا گیا ہے جو ملک ختا مین پیدا ہوا تھا مسلمانونکے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۶۳۰ برس پہلے۔ تزک ہند جو کا لنکا پرکاس کی شرح ہے اُسمین لکھا ہے کہ بودھا اوتار کو سمت ۱۹ تک دو ہزار آٹھ سو ترسٹھ برس گذرے ہین راجا اشوک برادر زادہ راجہ جنک نے اُسکو خوب ترقی دی اور لنکا تک پہنچا [illegible] اگر بودھا اوتار اور ریم پوران مین گوتم کو گوتما بودھ لکھا ہے اور یہ گوتم جو بہار مین پیدا ہوا بودھ مذ[illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ شاکمونی جسکو بودھا اوتار کہتے ہین اور اُسی کا نام گوتم ہے اس بہاری گوتم سے پہلے علاوہ ازین اس گوتم کے خیالات فرقے مجوس سے ملتے ہین۔

اپنی فسون سازی اور دم بازی سے تمھاری آنکھون کو اُنھون نے اندھا کر دیا ہے۔
مذہب سے تم کو مس تک نہین اُسکی بو بھی تمھارے دماغ تک نہین پہونچی تم جیسا احمق تم
جیسا بیوقوف دنیا مین دوسرا نہوگا کہ اپنا جان و مال ایک قوم پر نثار کر رہے ہو جس نے
تمھارے ساتھ ٹھگائی کر رکھی ہے یہ برہمن ٹھگ سے بھی بدتر ہین ٹھگ کا یہی کام ہے کہ وہ
مال لے جان لے مگر یہ جان لیکر بھی پیچھا نہین چھوڑتے تمھارے مرنے کے بعد ورثا کو
خوب جھنجوڑتے ہین۔

اگر تمکو ذرا بھی عقل رہنمائی کرتی تو تم خود سمجھ جاتے کہ بُت جو تمھارے ہاتھ کے گھڑے ہوے
اور بنائے ہوئے ہین اُن پر تُم جل چڑھاتے ہو اُنکا مونہ دھوتے ہو اُنکو بھوگ دیتے ہو
کپڑے سلوا کر پہناتے ہو سب طرح تم اُنکی سیوا کرتے ہو اور اُسکو یہ سمجھتے ہو کہ ہم بڑا دھرم
کر رہے ہین ہماری برابر کوئی گیانی اور دھرم وان نہین ہے دنیا کے سب اقوام مین ہم ہی
سدھ ہین کتنے ہی پاپ کرین جہان گنگا اشنان کیا سب پاپ دُھلگئے **بدری نراین**
گئے اور کایا سدھ ہوی **کالی دیوی** کے درشن کرتے ہی سب کلیس دور ہوئے۔

**ظالمو!** یہ سب پاپ کے کام ہین جو تمکو نرگ مین لے جائینگے ذرا سی سمجھ کا آدمی بھی
تمھاری اِس بیہودگی کو گوارا نہین کرسکتا بُت پرستی سے بدتر کوئی پاپ نہین اور یہ جل چڑھانا
بھوگ دینا بُت کو مزین کرنا پھر اُسکو ڈنڈوت کرنا بہروپیون کا سانگ ہے۔

**اے قوم!** آگاہ ہو کہ بت پرستی خلاف فطرت انسانی ہے اُسے ترک کرو اور وحدہ لاشریک
کی عبادت کرو جو تمھارا اور ان برہمنون کا مالک اور خالق ہے۔

برہمنون کی اطاعت اور فرمان برداری سے یک قلم آزاد ہو جاؤ۔

اُس **جوتی سروپ نرنکار** کی عبادت کرو جسکے نزدیک سب قومین برابر ہین اور
اُسکو کسی کی شرکت اپنی خدائی مین نہین بھاتی۔

اُسکے نزدیک **شُدر** اور **ملیچھ** وہی ہین جو اُسکے سوا اُسکی مخلوقات کو مالک اور خالق

سمجھتے ہین انکی مکتی ہرگز نہوگی انکو نرگ مین جھونک دیا جائیگا اور کہین پناہ نہین ملے گی دنیا چند روزہ ہے ان خویونکے دام فریب مین آکر کیون اپنی اور اپنی قوم اور اولاد کی عاقبت خراب کرتے ہو مرنا یقینی اور بدیہی امر ہے اور خدا کے یہان اعمال کی جزا و سزا واقع ہونے والی ہے مصیبت کے دن سے غافل مت رہو اور اس چند روزہ زندگی مین اپنی عاقبت کی فکر کرو مرنے کے بعد پچھتانے سے کوئی فائدہ نہو گا۔

ہکو غیر اقوام کی تاریخ سے اسکا پتہ نہین ملتا کہ یہ گوتم کون تھا مگر اسمین شک نہین کہ وہ موحد و خدا پرست قوم متنبہ ہوئی اور باہم اتفاق کر کے بتونکی پوجا اور برہمنونکی اطاعت موقوف کی۔

**گوتمی مذہب** کا رواج تمام ملک مین ہوگیا اور برہمنون کو ملک سے نکالنا اور قتل کرنا شروع کیا۔ ایک عرصے تک خوب تلوار چلی اور برہمن بھاگ کر اور جان بچا کر دوسرے ملکون مین چلے گئے۔

مدت دراز تک **بدھہ مذہب** کا رواج اس ملک مین رہا اُس وقت علی العموم اور درباری مذہب یہی تھا کوئی قابو اُس آریہ قوم کا نہین چلا تمام ملک اُنسے باغی ہوگیا لیکن وہ تاک مین لگے ہوے تھے اور ہزارون تدابیر کرتے تھے۔

آخر کار چند برہمنون نے چار چھتریون کو شجاع اور تنومند اور اپنے مطلب کے دیکھکر اپنے ہمراہ لیے اور اُنسے کہا کہ اگر ہماری راے کی مطابق عمل کروگے تو ایک روز تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہو جاؤگے انکو عام کے روبرو لاکر یہ ظاہر کیا کہ ہمنے ارسبدگر (آبو کے پہاڑ) پر ایک اگن کنڈ (آتش کدہ) بنایا تھا اسمین چار مورتین ڈالدی تھین سو اُس اگن کنڈ سے **اگن کل** کے چار چھتری یہ پیدا ہوے ہین جنکو ہم اپنے ہمراہ لائے ہین جو کوئی انکی اطاعت اور فرمانبرداری کریگا اسکی مکتی ہوگی ورنہ نرگ مین پڑیگا۔

اسپر بہت سے جاہل انکے دام تذویر مین آگئے اور اُنھون نے مطلق غور نہین کی کہ یہ دام فریب کس غرض اور منشا سے بچھایا گیا ہے اور برہمن مہاراج اس آڑ مین کیا شکار کھیلا چاہتے ہین۔ اتفاق اور جہلا کے ہر جانب سے ایک جم غفیر ہوگیا اور تمام ملک مین غدر پڑگیا اور بدھہ والونکو

ہندوستان سے چھانٹنا اور کاٹنا شروع کیا۔

پھر وہی **مورتی پوجن** اور **برہمنی دھرم** اس ملک مین پھیل گیا اور اُن چارون چھتریون کی نسل **پرمر۔ چوہان ۔ سولنکھی۔ پریہار** کے نام سے موسوم ہوکر فرمان روائی کرنے لگی۔

برہمنو کا قانو

جسوقت ان برہمنون نے اپنی گئی بادشاہت پھر اپنے قبضہ مین دیکھی اور بودھ والون کا نام ونشان اِس ملک سے مٹادیا توآیندہ کے واسطے براہ دوراندیشی چند تجاویز ایسی کین جسکے اجراسے اُنکے مذہب اور ملت کا قیام اسوقت تک موجود ہے۔

(۱) یہ کہ ذاتون کی تقسیم کرکے علحدہ علحدہ اُنکے کام مقرر کردئے۔

**چھتری** راج تلک کے مالک اور وہ سپہ گری کا پیشہ اور سکے ہنر سیکھین۔

**بیس**۔ بنج بیوپار۔ تجارت اور دکان داری کرین۔

**شدر**۔ (نیچ ذات جواُنکے سوا ہین) نوکری۔ خدمتگاری اور دیگر پیشے کاشتکاری اور مزدوری وغیرہ اختیار کرین۔

ان تینون کو علم سے کوئی سروکار نہین۔

**برہمن** (پنڈت جی مہاراج) آرام سے بیٹھے ہوئے علم کی پستکین بانچین اور سب طرح کے علوم حاصل کرین اسکے سوا انکا کوئی شغل نہین۔

و حقوق قدیم سے برہمنون کے فرض ہین وہ بدستور جاری رہین اُنکا حفظ اور اُنکا عمل ...بات کا باعث ہے۔

...ب کی طرف سے پوجا پاٹ بھی برہمن ہی کیا کرین اور جنم پتری وغیرہ اور کل مذہبی فرائض اُنکے حقوق دیگر اُنھین سے ادا کراے جائین۔

بیس صرف حساب بھی۔ کھاتہ بقدر ضرورت سیکھ لیا کرین باقی علوم سے کوئی سروکار نرکھین یہی سبب ہے کہ کوئی بنیا یا چھتری مذہبی پُستک نام کو بھی نہین جانتا۔

یہ اصول برہمنون نے اسی غرض سے قائم کیا کہ یہ علوم پڑھنے سے ہوشیار اور واقف کار
ہو جائینگے تو ہمکو نہین پوچھینگے جہالت کی حالت مین ہی ہماری کاربرآری ہو سکتی ہے۔
اس حالت مین یہ سب طرح سے برہمن کے محتاج جملہ امور مین رہینگے یہی سبب ہی کہ کوئی کام اہل ہنود
بدون برہمن کے نہین کر سکتے۔
گوتم رکھ کا واقعہ اُنکے پیش نظر تھا یہ سبق انکو وہی تعلیم کر گیا کہ علم کو اپنے قبضے سے علحدہ کسی کے
لیے نہین کرنا چاہیے یہی اپنی کلید اور یہی نوید جاوید ہے۔
تاریخ سے کسی بائس یا چھتری کا بدیا وان ہونا نہین پایا جاتا اسکی خاص وجہ یہی ہی کہ برہمنون
کے سوا دیگر اقوام کے لیے مثل زمانہ سابق **یوروپ** کی علم پڑھنا جرم تھا۔
اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان سے علوم جاتے رہے صرف **بیدک - جوتش - حساب**
**علم ادب** رہگیا جو سنسکرت مین اس وقت تک موجود ہے۔
(۲) یہ قانون وضع کیا کہ کوئی ہندو دھرم جہاز کا سفر نکرے جہاز پر قدم رکھا اور دھرم بھشٹ
ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ خشکی تو ایک ہی جانب مین ہندوستان کے ہے اور سمندر تین
طرف سے محیط ہے اور خشکی کا سفر مشکل اور تری کا آسان۔ اگر یہانکے باشندے غیر ملکون مین
جائینگے اور اپنے یہان کے انوکھے مذہب پر غور کرینگے تو یہان آکر بدل جائینگے
اور لوگون کو نفرت اُس دھرم سے دلائینگے جسکا انجام یہ ہوگا کہ ہمارے قابو سے یہ کمیرے
باہر ہو جائینگے اور برہمن شتر مارے مارے پھرینگے۔
(۳) یہ قانون بنایا کہ کوئی کسیکے ساتھ نکھائے دریائی اور کھانے اور برتنو مین چھوت ٹھہرا دی۔
مٹی کے برتن کو اس درجہ حقیر کر دیا کہ جو ایکمرتبہ استعمال مین آیا پھر قابل برتنے کے نہین ہو سکتا۔
اُسکی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ دیگر اقوام ایسے برتنون کا استعمال کرتے ہین تاکہ
اہل ہنود اُنسے متنفر رہین اور انکے گھر کا پانی تک نہ پئین۔
(۴) دنیا کی سب اقوام کو ملیچھ (نجس و ناپاک) کے لفظ سے تعبیر کر دیا کہ دیگر ممالک مین

جو اقوام ہین نہایت ناپاک اور قدرتی نجس ہین اُنسے ہندو دھرم کو ہمیشہ متنفر رہنا چاہیے اگر کپڑے بھی اُنکے کپڑونسے بھڑینگے تو کپڑے اور جسم سب ناپاک ہو جائیگا۔

(۵) گوشت کھانا خود بھی ترک کر دیا اور دوسرون کو بھی اُسکی سخت ممانعت کر دی۔

ان ضوابط سے غرض یہی تھی کہ اہل ہند دوسرے ملک مین جانے اور دیگر اقوام کے میل جول سے محترز رہین گو ماس بھوجن چھوٹے مگر موہن بھوگ تو ہاتھ سے نجائے۔

واقعی جہالت آنکھون کو اندھا اور کانون کو بہرا کر دیتی ہے اور دل کی بصارت جاتی رہتی ہے۔ اہل ہنود نے اُسکو نفاست خیال کیا اور اصلیت پر نظر نہین کی کہ پنڈت جی کے احکام اور قوانین کس بنا پر مبنی ہین اور وہ دھرماتما بنانے کے لیے نہین ہین بلکہ اُنکو اور اُنکی نسلون کو ترقی سے روکنے اور خسر الدنیا والاخرۃ بنانے کے لیے وضع کیے گئے ہین۔

انھین قوانین نے اہل ہند کو کم زور اور ذلیل کیا اور وہ ہمیشہ مغربی اقوام کے ہاتھ سے ذلیل اور خوار ہوے اور اپنی ہزارون برس کی سلطنت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

یہی وہ اصول ہین جسکے سبب برہمنی دھرم اس ملک مین ابتک قائم اور برقرار ہے۔

یہ قوم آریہ اور اُنکی نسل بڑی دور اندیش اور خود غرض تھی دولت حاصل کرنے اور عیش کی زندگی کے لیے ہزارون ذریعے معاش کے اُنھون نے اپنے لیے قائم کر لیے کہین تیرتھ کے مقام بنائے تاکہ وہان صوبے صوبے مین ہر سال ہندو جمع ہون اور اپنی اپنی فیاضی سے برہمنون کو مالامال کرین اور کہین ہوم اور برہم بھوج کے احکام جاری کر دیے کہ جب کوئی بیماری مصیبت یا واقع ہو تو برہمنون کو دان پُن دیا جاے جسمین سونا۔ چاندی۔ مشک۔ زعفران۔ جواہرات ریشمی۔ سوتی پارچہ۔ غلہ۔ مویشی۔ ہتیار ہر قسم کی چیزین داخل کر دین جسکی تجویز بھی برہمن کرے۔ نئے دن برہمنون کو جمایا جاے کل خیرات اور صدقات خاص برہمنون کا حق ہے اور کسی کے دینے کا کچھ فائدہ نہین خواہ کوئی کیسا ہی محتاج اور اپاہج ہو صرف برہمن کو دینے کا دھرم ہے خواہ وہ لکھ پتی ہو۔

ایک غریب بیوہ بھی اگر اپنے لیے روٹی پکاے تو اُس مین بھی برہمن کا حصہ ہے۔
اس قدر تہوار مقرر کردے کہ برہمن ہمیشہ دوسرون کے گھر ہی جیمتے رہین اور چلتے وقت جیب
خرچ کے لیے دکھشنا (دانت گھسائی) لیکر جائین۔
تمام مندرون اور تیرتھون پر برہمن ہی قابض رہین اور وہان جسقدر چڑھاوے اور نذر ونیاز
چڑھے وہ عین المال برہمنون کا ہے۔
برہمن یہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یہ اصول وہی لوگ مان سکتے اور تعمیل کرسکتے ہین جو
علم وعقل سے بے بہرہ ہون اسواسطے علم کی اجازت کسیکو نہین دی گئی۔
جتنے بڑے بڑے راجا مہاراجہ گزرے اُنمین سے ایک بھی لکھا پڑھا نہین تھا سب جاہل
اور کندہ ناتراش تھے اسی وجہ سے وہ اس روشنی کے زمانے مین بھی ناخواندہ ہین اور
ہندوستان مین ایسا تو ایک بھی راجہ نام ونشان کو نہین ہے جو اپنے مذہبی علوم سے آشنا
ہو اور یہی حال اُنکے مصاحبون کا ہے۔
ہمکو کسی قوم کی تاریخ لکھنا مدنظر نہین ہے صرف مختصر طور پر مذہبی خیالات اور واقعی او
بدیہی حالات عام پر ظاہر کرنا مقصود ہے سو اس سے ناظرین خیال کرسکتے ہین کہ یہ اصول
اہل ہنود کے کس قدر نفرت انگیز اور تعجب خیز فطرت کے خلاف ہین۔
جو کچھ بھی علم وعقل رکھتا ہوگا وہ ہرگز ایسے لغو اور بیہودہ عقائد کو پسند نکریگا فوڑا سمجھ لیگا کہ
یہ دھرم کرم کچھ نہین ہے صرف برہمنون کی شکم پُری کی باتین ہین اور قوم کے لیے گمراہی
اور بے دینی کی گھاتین۔
شکر ہے کہ اُس زمانے مین انگریزی تعلیم کے اثر نے اُنکو کسی قدر متنبہ کیا ہے اور کچھ لوگ نئی
روشنی کے جو اپنے کو آریہ سماج کہتے ہین کسی قدر آگاہ ہوے ہین جنکا پیشوا سیامی جی
پنڈت سری دیانند سرستی جی پہلا شخص ہے جسنے اہل ہنود کو آگاہ کیا کہ بید
جسکو تم آسمانی کتاب کہتے ہو وہ بتون کی پرستش کا حکم نہین دیتا ہے۔

یہ مورتین جو مندرین قائم کر رکھی ہین جنکی پوجا بڑے خلوص سے کرتے ہو محض گمراہی ہے
انکو توڑ دو جلادو خاک مین ملادو اور جوتی سروپ نرنکار کی پوجا کرو جو تمھارا اور
ان بتون کا خالق اور مالک ہی۔

یہ دھرم جو رائج ہی بالکل بید کے خلاف ہی اس سے مکتی ہرگز نہو گی۔

یہ فطرت کا پہلا مسئلہ ہی جسکی اشاعت کے واسطے سیامی جی نے سب جگہ کتھا کہی اور اہل ہنود کو برانگیختہ کیا۔
اگرچہ اسکا رواج کچھ زیادہ نہین ہوا اور کسی مقام سے بت نہین اُٹھائے گئے لیکن خیالات مین
اہل ہنود کے کچھ تغیر ضرور آگیا اور جو لوگ سیامی جی کے مقلد ہین وہ بتون کی پرستش سے بیزار
اور متنفر ہین اور وہ انکو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا کہ دیگر مذاہب کے لوگ جس سے امید ہے کہ آیندہ کو
ان خیالات کے ترقی پانے سے بتون کی پوجا اس ملک سے بالکل اُٹھ جائیگی کیونکہ علم اپنا قبضہ ہر جگہ
اور ہر قوم پر کرتا جاتا ہی اور جو باتین پہلے لوگون کو معلوم نہ تھین وہ علم کی بدولت اچھی طرح سے
واضح ہوتی چلی جاتی ہین غیر ملکون کا سفر بھی اہل ہنود کرنے لگے ہین۔

مگر افسوس کہ سیامی جی نے بت پرستی سے تو مخالفت کی لیکن معرفت الٰہی کے مسئلے مین بھی
کھنڈت ڈالدی کہ جسطرح باری تعالیٰ کا وجود قدیم مانا ہے اسی طرح مادۂ علم اور ارواح کو بھی قدیم
بنادیا جس سے تین شمار واجب الوجود بن گئے اور خداوند تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا جو مذہب کا رکن
اعظم ہے باطل ٹھہر گیا۔

تاہم جو عقائد مذہبی بے اصل تھے انکی کسی قدر حقیقت اہل ہنود کو دریافت ہونے لگی ہے۔
اس زمانے مین علم وہ کام کر رہا ہے جو کسی زمانے مین تیر و نیزون سے نہین ہو سکتا تھا
علم کا کام جہالت مٹانے اور خیالات کے درست کرنے کا ہے اور اب علم کا دور دورہ ہے
سو جھوٹے مذہب بہت جلد اب دنیا سے اُٹھنے والے ہین اور وہی مذہب سرخرو اور قابل قدر
رہیگا جسکے اصول نہایت پختگی اور ثبوت کے ساتھ یہ ظاہر کرینگے کہ یہ خدائی مذہب موافق فطرت ہی۔
یہ حجاب اکبر جو تقلید آبائی نے آنکھون پر ڈال رکھا ہے کوئی دن کا ہی جس قدر زوال دن بدن

اہل ہنود کے مذہب کو ہے اور ہوگا اس سے زیادہ کسی مذہب کو نہین اور ہونا ہی ہے!
جھوٹ ہمیشہ نہین چل سکتا کاغذ کی ناؤ ایک ہی دفعہ پانی مین چل سکتی ہے -

کوئی بھی پہلو اس ہندو دھرم کا عقل کی موافق نہین ہے جسقدر اصول اور فروع ہین سب لغو
اور بیہودہ ہین مذہب کی بو تک انکے دماغ کو نہین لگی بھیڑونکے ریوڑ کی طرح وہ آبائی تقلید
ڈگر پر پڑ لیے ہین اور اسکو مذہب سمجھ رکھا ہی جو جہنم کا راستہ ہے -

درحقیقت اہل ہنود کو مذہب کی جانب رغبت نہین ہے دُنیا نے انکو اسقدر غافل اور ملوث کر رکھا ہے
کہ وہ رات دن معاش کی فکر مین سرگردان اور پریشان رہتے ہین اور کچھ خیال انکو اس بات کا نہین
ہی کہ موت سر پر سوار ہے دنیا رہنے کا مقام نہین ہے یہان کا قیام ایسا ہی ہے جیسا اسٹیشن کا قیام
کہ وہان مختلف اقوام کے لوگ جمع ہوجاتے ہین کوئی دو گھوڑونکی اور کوئی چار گھوڑون کی اور کوئی
[illegible] کی بگھی مین سوار ہوکر وہان اُترتا ہے اور کوئی پیادہ پا اپنا استر بستر بھی سر پر لیے
جانے کے ارادے سے آتا ہی وہان اس تھوڑے سے قیام مین اگر کسی کو بیٹھنے کے واسطے کرسی
اور کھانے کو شیرینی اور میوے ملے تو کیا اور جو کسی نے بے فرش زمین پر پڑکر باسی روٹی اور
دو گھونٹ پانی پیکر گذر کی تو کیا گاڑی کا سفر سب کو برابر ہے اور وہ اسٹیشن کا مکان ہمارا یا
باپ کا نہین جسپر ہم کوئی فخر یا گھمنڈ کرین -

رسمی اور تقلیدی طور سے اہل ہنود مذہبی عمل کرتے ہین مگر دلی سعی اور تجسس مذہب کی جانب
مطلق نہین ہے اور وہ آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھتے کہ ہم کیا کر رہے ہین -

صاحبو! اس ناپائدار زندگی پر جو تم بپھرے ہوے اور مغرور پھرتے ہو اسکے قیام استمرار
[illegible] مین صرف تفاوت تو اسیقدر ہی کہ اسکے قیام کے منٹ اور اسکے قیام کے برس! حضرت
فطرت نے تمکو اسقدر آگاہ اور متنبہ کیا ہی جسکی انتہا نہین ہزارون مشاہدات اور بدیہیات کو تمہاری
عبرت کے لیے ہر دم پیش نظر کر دیا ہی کہ کسی طرح سے تمہاری آنکھین کھلین اور تم اس مست خواب سے بیدار
ہو اور خدا کی جانب دل لگاؤ اور اسکے پاس پہونچنے سے پہلے اُسکے احکام سُنکے فرمان اُسکے اور

اسکے نواہی سے واقف ہوجاؤ اور اسکے مطابق تعمیل کرنے کو اپنی نجات کا باعث سمجھو لیکن تم ایسی میٹھی نیند مین مست اور سرشار ہو کہ کروٹ تک نہین لیتے گویا کہ سانپ سونگھ گیا ہے جھوٹے اور وضعی مذہب کی پیروی کرتے ہو اور اُسپر ایسا تمنے اعتماد کر رکھا ہے کہ چھان بھی چھوڑ اُسکی کچھ نہین کرتے کھانے اور پینے کی احتیاط کو تمنے اپنا مذہب سمجھ رکھا ہے اصول کی تمکو خبر تک نہین کہ مذہبی اصول کیا ہین -

یہ کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے کی خواہش تو حیوانات مطلق مین بھی ہے پھر کیا تم انکی ہی برابر رہنا چاہتے ہو جس منشا اور مطلب کے لیے تمکو دنیا مین بھیجا گیا ہے اور آدمیت کا خلعت تمکو پنھایا گیا ہے -

صاحبو! اُسکا دل سے خیال رکھو اور اُس سے غافل مت رہو -

عمرین تمکو ایسی ناکافی نہین دی گئین کہ جسمین تمکو دنیوی امور سے فرصت نہ ملتی ہو کہ تم گیان دھیان مین تھوڑا سا وقت صرف کرو بہت سا حصہ تمھارے اوقات کا محض فضول اور مشاغل لا یعنی مین برباد جاتا ہے -

تمھاری مجلسونمین دنیا بھر کے بکھیڑے ہزار طرح کے جھگڑے طے ہوتے ہین اور رات دن دنیا کے کمانے مین تمکو آرام کی فرصت بھی نہین ملتی مگر تم کبھی بھولے سے بھی اس طرف غور نہین کرتے کہ مہادیو اور سری کشن کون تھے اُنکے افعال و اقوال کیا تھے اُنکی تعظیم اور پرستش کیون کی جاتی ہے اُنکے واقعی حالات کیا تھے دیوتا اور اوتار کا عقیدہ قابل تسلیم ہے یا نہین اس سے ذات باری تعالی پر کیا الزام عائد ہوتا ہے

مندرون مین جو مورتین سلاوٹونکے ہاتھون کی گھڑی ہوئی ہین وہ عظمت اور ڈنڈوت کی قابل کیسے ہو سکتی ہین -

دریا کے پانی سے اشنان کرنے سے کیسے گناہ رفع ہو سکتے ہین سری ماتا اور لچھمی کسطرح ہمارے گناہونکا بار اُٹھا سکتی ہین دیوی کیا ہے کالی بھوانی کون بلا ہے -

سب سے اعلی فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ معرفت الہی کو دریافت کرے جب اسی کا حال

علو معلوم ہوا تو یہ زندگی اور مال دولت سب اکارت ہے۔
دنیا مین رہکر تمنے کیا کیا پیٹ تو اپنا جانور بھی بھر لیتے ہین اس حالت مین تم اُنسے بھی بدتر ہو
اُنسے کوئی مواخذہ نہین اور تم سے ہر ایک بات کی گرفت ہوگی۔
یہ دولت اور یہ ثروت اور یہ حکومت کچھ کام نہ آئیگی اُلٹا وبال جان و آفت کا طوفان اُٹھائیگی۔
اُسوقت کا افسوس تمکو کچھ فائدہ نہ دیگا۔
تمنے دُنیوی امور مین اپنے باپ دادا کا چلن بالکل چھوڑ دیا کوئی برہمن اور مہاجن زر
نہین کرتا تھا اب قوم کی قوم نوکری پر جان دیتی ہے پوشاک خوراک تمھاری سب بدل گئی کوٹ
پتلون سوڈھا واٹر برانڈی کا علی العموم رواج ہے اسکو ہرگز آبائی طرز کے خلاف نہین سمجھتے اور نہ
ایسا عمل کرنے مین کوئی دوس خیال کرتے ہو لیکن مذہبی عقائد وہی چلے جاتے ہین اور برہمنون
کے دام فریب سے رہا ہونے کو جی نہین چاہتا اسی گمراہی مین خود مبتلا ہو اور اپنی آیندہ نسلوں کو
بھی اسی گمراہی کی وصیت کرتے ہو۔
درصل اہل ہنود مین وہ مادہ ہی نہین ہے دوسرے مذہبونکی تحقیق تو وہ کیون کرنے لگے ہین
خود اپنے مذہب کی پُستکین اور پوتھیان بھی وہ نہین بانچتے
جو عبادت وہ کرتے ہین اُس پر یہ غور نہین کرتے کہ ہمارے یہان کیا سند اس عقیدے اور عبادت
کی ہے یہ جو طریقہ پوجا کا رائج ہے کہانتک پایۂ ثبوت رکھتا ہے یہ نوش ہے یا نیش زہر ہے یا امرت۔
دنیوی ترقی کے واسطے وہ بڑی بڑی کوششین کرتے ہین اور واقعی دنیا کی ترقی مین وہ بہت
بڑھے ہوے ہین لیکن جیسے وہ دنیا کمانے مین دیگر اقوام ہند سے سبقت لے گئے ہین ویسے ہی
مذہب مین سب سے ہٹے اور پس ماندہ ہین اُس کی جانب ذرا بھی اُن کو رغبت نہین جہان
اُن کو ہمیشہ رہنا ہے۔
تھوڑی سی نا بنیاد زندگی کے لیے دنیوی علوم حاصل کرکے بڑے بڑے پاس کرتے ہین مگر
دائمی زندگی کے لیے ایک کتاب بھی نہین پڑھتے۔

سنسکرت جسمین اصول انکے دہرم کے ہین اُس سے محض ناآشنا ہین اور وہ نام کو رہگیا ہے نہایت ہی کم مقدار کے آدمی اُسکی تحصیل کرتے ہین اور جو کرتے ہین وہ جوتش حاصل کرکے دنیا کماتے ہین اصول اور عقائد کچھ بھی حاصل نہین کرتے ۔

ایک زمانہ عنقریب ایسا آنے والا ہے کہ انکی مذہبی پستکین اور وہ چارون بید جنکو وہ آسمانی کتاب سمجھے ہوئے ہین ترجمہ ہوکر شائع ہوجاوینگے اُس وقت اُنکو یہ راز سربستہ خود بخود کھل جائیگا

سلہ (سنسکرت) اصل اسکی سہنسکرت ہے سہنس قدیم مازندرانی زبان کا لفظ ہے ساکنان مازندران دنیا مین ویو بولے جاتے تھے اسی واسطے وید کو دیوتاؤن کی زبان لکھا جاتا ہے سہنس کے معنی ہزار کے ہین اور کرت کے سریانی زبان مین بار ۔ مرتبہ اور مدت کے ہین چونکہ یہ زبان طوفان نوح علیہ السلام سے ایک ہزار برس کے بعد جاری ہوئی اسواسطے یہ نام ہوا اسمین سریانی ۔ عبرانی ۔ عربی ۔ دیہاتی ۔ پہاڑی وغیرہ زبانین شامل ہین قدیم زبان آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک سریانی تھی طوفان کی چھٹی صدی مین ہود عبیر نے جو قوم عاد کا پیغمبر تھا زبان عبرانی جاری کی ساتوین صدی مین ہود عبیر کے پوتے یعرب نے عبرانی کو نئی تبدیلیون کے ساتھ فصیح بناکر عربی جاری کی اور پارسی زبان جو سنسکرت سے مشابہت تام رکھتی ہے اُسکی وجہ یہی ہے کہ ملک پارس مازندران سے ملا ہوا ہے اور پارسی پارس بن ہوشنگ نبیرۂ کیومرث بن سام بن نوح علیہ السلام نے طوفان کی پانچوین صدی کے اخیر مین جاری کی ۔

سلہ (بید) مولف وجہ تبر کا احمیر اور دیگر مورخ اقراری ہین کہ بیاس جی نے اپنے شاگردون رج ۔ یجس ۔ سامن ۔ اتھرونا سے زند واوستا کا ترجمہ کرایا جسکی تعلیم اُنھون نے زردشت سے بلخ جاکر حاصل کی تھی اُن چارون ویدون کو اپنے شاگردون کے نام سے موسوم کیا رج سے رگوید ۔ یجس کے نام سے یجروید اور سامن سے سام وید اور اتھرونا کے نام پر اتھربن وید نام رکھے گئے اور بیاس جی کا خطاب ویدبیاس ہوا ان ویدون کو تالیف ہوئے ساڑھے تین ہزار برس ہوئے زند واوستا کے مضامین کے مطابقت ویدون کے ماخذ کی شاہد ہے اور جبھی سے اہل ہنود مین آگ کی تعظیم شروع ہوئی ۔

وید کے معنی علم ۔ دانائی ۔ واقفیت کے ہین ۔

اور وہ جان لینگے کہ ہم اور ہمارے بزرگ سخت گمراہی مین تھے اور جسکو ہمنے امرت سمجھا تھا وہ بالکل سنکھیا تھا اور جسے سنکھیا گمان کرکے نفرت کرتے تھے وہی امرت نکلا۔

| اچھے کو بُرا بُرے کو اچھا سمجھے | | کتنی یہ بُری سمجھ ہے اچھا سمجھے | |
|---|---|---|---|

برہمنون نے ایک چالاکی یہ کی کہ تاریخی حالات یہان کے اور نیز اپنے قلم بند نہین کیے منظور ہے کہ یہان خداپرست اور مقدس بزرگ بھی ہوے ہون اور انھون نے لوگونکو ہدایت کی ہو کیونکہ اہل ہنود مین کوئی بات کسی مذہب کی اور کوئی کسی مذہب کی جو پائی جاتی ہے جسکا حال آگے معلوم ہوگا اسکی وجہ یہی ہے۔

یہ بھی قیاس مین نہین آتا کہ جو طریقہ عبادت کا اسوقت رائج ہے وہ قدیم ہے بلکہ عبادت کا طریقہ بھی مختلف رہا ہے۔

راجہ رام چندر جی کے زمانے اور اُنسے پہلے عہد مین پرستش کا دوسرا طریقہ ضرور ہوگا اسی طرح سری کرشن جی کے بعد اور اُنسے سابق کے زمانے مین عبادت اور ہی وضع پر ہوگی۔

مگر اسمین شک نہین کہ علی العموم مورتی پوجن اہل ہنود کا اصول رہا ہے اور کھانے پینے کی احتیاط کو عقائد پر مقدم رکھا گیا ہے۔

جو کسی نے مہادیو کی پرستش ترک کرکے راجہ رام چندر جی یا سری کرشن جی کا نام جپنا شروع کیا تو اُس سے کوئی تعرض نہین کیا گیا لیکن کھانے پینے میں اگر کوئی بے ضابطگی وقوع میں آئی تو اسکو ہندو دھرم سے فوراً خارج کیا گیا غرض کہ اہل ہنود کے یہان مہتم بالشان امر کھانا پینا ہے جو دوسری قومون کے میل جول اور ربط ضبط کے لیے ایک آہنی دیوار حائل ہے برہمنون کو مذہب سے تو غرض تھی نہین جو اسکی پابندی کا خیال ہوتا انکو تو اپنی دچھنا اور جم جنم سے سروکار تھا اسواسطے انھون نے اسی کا زیادہ التزام کیا عقائد مذہبی کی اُن کو کیا پروا تھی۔

گوشت کی ویدمین کہین ممانعت نہین ہے بلکہ ماس بھوجن کو سب کھانون مین افضل لکھا ہے اور سب اوتار اور دیوتا نے گوشت کھایا ہے لیکن برہمنون نے یہ سمجھکر کہ دنیا کی کل اقوام اُسکو برغبت تمام کھاتی ہین ذبیحہ کو گناہ قرار دیا کہ یہ جیو ہتیا ہے تا کہ غیر اقوام سے اہل ہنود پرہیز اور نفرت کرین اسی مین اُنکا مدعا وابستہ تھا چھتریون کی گوشت خواری کے مجبوراً وہ روادار ہوئے کیونکہ وہ فرمانروا اور جنگجو قوم تھی اس سے اُنکو مستثنےٰ کر دیا گیا۔

یہ بھی ایک تعجب کی بات ہے کہ برہمن۔ چھتری۔ بیس اور شدر ایک مذہب کے تابع اور پیرو کار اور پھر اُنکے باہم کھانے پینے اور عبادت مین یہ اختلاف اور پرہیز اور اصرار کہ برہمن چھتری کے یہان کا کھانا نہین کھاسکتا اور نہ بنیا شدر کے ہاتھ کا کھانا کھاسکتا ہے۔

چھتریون کو گوشت مباح اور برہمن اور بیس کو حرام۔ لیکن برہمن ہین بڑے ہوشیار گو کچھ لوگون نے اس عمدہ غذا کے کھانے سے پرہیز کیا تا کہ اسکا رواج ہو مگر قنوجی کشمیری بنگالی۔ برابر نوش جان فرماتے ہین اور شدر مین تو کوئی پرہیز ہی نہین ہے البتہ بیچ مین مارے گئے بیچارے بنیے کہ عمدہ غذا سے بھی محروم رہے اور برہمن کے درجے کو بھی نہین پہونچے گوشت چھوڑنے سے بالکل بزدل ہو گئے۔

ہندوستان کی جمیع اقوام مین بنیون سے زیادہ ڈرپوک کوئی قوم نہین ہے تلوار بندوق بڑی چیز ہین میدان مین ایک اچھوت یا دوسری قوم کا ہٹا کٹا آدمی دس بنیون کو چاہے سو کرسکتا ہے۔

یہ قوم ہرگز لڑائی کے کام کی نہین رہی جرأت اور بہادری نام کو اُن مین نہین ہے یہ طفیل برہمنون کا ہے جنھون نے اُنکو اِس درجہ نامرد اور بزدل بنایا ہے۔

اگر نسل خدا کو رکھنے منظور تھی جو پیشوایان مذہب نے گوشت کے ساتھ جانورون کا دودھ حلال رکھا اُنکو تو یہ سمجھ نہین تھی کہ دودھ خون سے بنتا ہی جو برہمن مہاراج اسکا بھی اظہار کرکے دودھ کو حرام کر دیتے تو بس بنیون کا خاتمہ ہوا تھا۔

گوشت کی ممانعت پہلے اس طرح سے نہین تھی بڑے بڑے بھگت اور رشی بر نسبت تمام اسکو کھاتے تھے غالباً دوسرے عہد برہمنی مین گوشت کھانے کا انتظام کیا گیا بودھ والون کے یہان گوشت خواری اور مورتی پوجن جرم تھا انکے دھرم مین دونون کا عمل درآمد تھا جو قومین بودھ مذہب کی یہان مغلوب ہو کر رہین مورتی پوجن برہمنون کا انکو اختیار کرنا پڑا اور گوشت نہ کھانے کا طرز برہمنون کو بودھ والون کا پسند آیا ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ فریقین کے باہم ایک مدت تک جدال و قتال رہی تو اُس پر یہ فیصلہ ہوا کیونکہ ہمارے پاس وہ صلحنامہ نہین ہے جو اُنکے باہم ہوا تھا مگر اسمین شک نہین کہ جب برہمنون نے دوبارہ بودھ والون پر غلبہ پایا اور ہزارون لاکھون کو اس ملک سے نکالدیا تو جو لوگ یہان بودھ مت کے رہے وہ بہر طرح دب کے رہے اور رہنے کی حالت مین فریق غالب نے سخت شرائط پر ان لوگونکو اس ملک مین رہنے کی اجازت دی ہوگی برہمنون کا اصل اصول بُت پرستی تھا اسی شرط کو انھون نے بودھ والون سے منظور کرایا اور بودھ والون کا بڑا اصول جیو رکھشا تھا وہ برہمنونکو قبول کرنا پڑا جسکی تعمیل سب سے زیادہ بنیون نے کی خواہ ایسی کی مجانست اور موانست نے جو عرصے کے بعد ایک جگہ رہنے سے ہوگئی بت پرستی کا رواج بودھ والون مین کردیا جیسے پردے کا رواج اہلِ ہنود مین قطعی نہین تھا اور لباس بھی انکا اور ہی وضع کا تھا مسلمانونکی مجانست سے انھون نے پردے کی رسم اختیار کی اور انھین کا لباس زیب تن کیا۔

اب جو بودھ مت والے جین دھرم کے نام سے مشہور ہین وہ بھی علانیہ بُت پرستی کرتے ہین اور پارسناتھ جی کی مورت اپنے مندرون مین نصب کرتے اور پوجتے ہین جسطرح سے برہمن چوبیس اوتار کو خدائی مین شریک کرتے ہین ایسے ہی وہ چوبیس تیرتھنکر کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہین اور بھجن گاتے اور پوجا کرتے ہین الغرض برہمنون نے بودھ والونکو بھی اپنی مت کا کرلیا جیسے وہ مشرک ہین ایسے ہی جین والے ہین۔

جیو ہتیا کی احتیاط مین تو اس درجہ مبالغہ اور غلو کیا ہے کہ مونھ کو ہر دم بند ھا رکھتے ہین

اپنے ہاتھ سے روٹی نہین پکاتے صاف پانی نہین پیتے میل کچیل برتنون کا دھوؤن گھرون سے مانگ کرلیجاتے ہین اسی کو پیکر زندگی بسر کرتے ہین جوتا نہین پہنتے نہ بال سر پر رکھتے ہین کہ جوئین پڑینگی غسل بالکل نہین کرتے اور نہایت ناپاک رہتے ہین انکے افعال اور اقوال ناشایستہ ناگفتہ بہ ہین -

ان مین سے جو فریق ایسا ہے وہ بالکل تارک الدنیا علانیہ رہتا ہے عورتین بھی اس مذہب کی سر منڈواکر اس پنتھ مین شامل ہو جاتی ہین اور آزادانہ طور سے رہتی ہین اور بے پردہ در بدر روٹی مانگتی پھرتی ہین -

یہ ڈونڈیہ پنتھ عجیب قسم کا ہے -

بھیک مانگنا جو بدتر گناہ ہے وہ انکے نزدیک اعلی درجے کا حسن عمل ہے -

کسی کو کوئی ظلم یا کبیرہ گناہ کرتے ہوئے دیکھکر روکنا انکے یہان بڑا گناہ ہے -

یہ لوگ گھر واسہ بھی نہین کرتے عورتین اور مرد مجرد رہنا ثواب سمجھتے ہین مگر عورتون اور مردون کا ایک جگہہ مجتمع رہنا گناہ نہین خیال کرتے

جب اس پنتھ مین کوئی مرد یا عورت داخل کی جاتی ہے تو اس پنتھ کے گرد جمع ہوتے ہین اور بڑی خوشی کرتے ہین عورت کے سر کے بال کھسوٹ کر اوسکا سر صاف کر دیتے ہین اور پھر اپنے طریق مین اسکو داخل کر لیتے ہین -

اہل ہنود کی بیوہ عورتین اکثر اس پنتھ مین شامل ہو جاتی ہین - اور خویش و اقارب سے کنارہ کرکے گھر بار چھوڑکر ایسے لوگون مین جا ملتی ہین اور انھین کے ساتھ زندگانی بسر کرتی ہین -

اب مین ناظرین کو اس جانب متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ جن کو اپنے مذاہب کی نسبت یہ دعوی ہے کہ ہمارے مذہب موافق قانون فطرت ہین اور ہم خدائی دین کے تابع فرمان ہین -

یہود۔ نصاریٰ مسلمان تینون مذہبون کے دعویدار اپنے اپنے مذہب کو دین حق اور بموجب فطرت کے کہتے ہین اور تینونکے پاس جو مذہبی قانون ہے اُسکو آسمانی کتاب بتلاتے ہین اور یہ تینون مذہب تمام روے زمین کو گھیرے ہوے ہین کسی ایک ملک یا ایک قطعہ زمین مین محدود نہین ہین۔

یہ تینون مذہب خدا کو خدا سمجھتے ہین اور انبیا کے اور اُنکی رسالت اور وحی کے قائل ہین اور قیامت کا ہونا بھی مانتے ہین۔

تاریخ سے اِن تینون مذہبونکی اصلیت ابتداے آفرینش بنی نوع انسان سے پائی جاتی ہے اور تینون کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ سب سے پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام اس زمین پر آیا جسقدر انسان ہین سب اُسی کی اولاد ہین اُسی کو مجوس آباد اور دیگر مشرکین آدا اور مہادیو کہتے ہین۔

اُسکی پیدائش اور دنیا مین آنا اور وحدانیت اور رسالت کا قائل ہونا بھی تینون مذہبونکے نزدیک ایک ہی طرح سے ہے جسمین کچھ تفاوت نہین۔

آدم علیہ السلام کی رسالت بھی تینونکے نزدیک مسلم ہے اور تینونکے یہان ایک ہی نام ہے یہود کے یہان موسیٰ علیہ السلام تک اور نصاریٰ کے یہان حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور اہل اسلام کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک نزول وحی کی حد ہے۔

ان تینون کی کتابین آسمانی ایک دوسری کی تصدیق اور واقعات کا حال ایک ہی وضع اور نام سے ظاہر کرتی ہین۔

توریت مین تشبیہات زیادہ زبور۔ انجیل مین کم اور قرآن بالکل مفصل ہے۔

توریت۔ زبور۔ انجیل مین کنایون اور اشارات مین اکثر مطالب کا

اظہار کیا گیا ہے جسکے سبب کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ مطلب سمجھا اور باعث اختلاف کا ہوا لیکن **قرآن** مین اصولِ ایمان کو جن پر مذہب کا دار و مدار ہے ایسی وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ جس سے سامع کو کوئی اشتباہ کسی قسم کا نہین رہتا نہ تاویل کی ضرورت ہوتی ہے۔

فروعات مین بعض بعض کلمات البتہ اس طرح کے ہین کہ جنکے معنی مین تاویل کی جاتی ہے اور کوئی کچھ اور کوئی کچھ معنی لگاتا ہے مگر اس سے کوئی دقت واقع نہین ہوتی بلکہ باعث آسانی اور سہولیت کا ہے کہ عاقل جس پر چاہے عمل کرے۔

سب سے پہلے ہمکو وہ اصول قائم کرنے چاہیین کہ جو از روے فطرت مذہب کے لیے نہایت ضروری اور مہتم بالشان امور ہین پھر دیکھنا چاہیے کہ وہ کس مذہب مین پائے جاتے ہین اور کس مین نہین۔

**اول** اصول اور لب لباب اور سب سے بڑا مسئلہ خداوند جل و علی شانہ کے وجود کا ہے کہ ہم اُسکی ذات کو تسلیم کرین کہ وہ مالک اور خالق روے زمین اور تمام عالمون کا ہے اور وہ ہم سے ہر قسم کا مواخذہ کرنے والا اور ہمکو عذاب و ثواب دینے والا ہے کسیکو اُسکے حکم مین دخل نہین سب اُسکے تابع فرمان ہین ایک ذرہ سنے اُسکے حکم کے ہل نہین سکتا اور جو اوصاف اُسمین ہین وہ کسی مین نہین۔

یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ فطرت خود ہمکو بتلا رہی ہے کہ کوئی ہمارا خالق ایسا ہے کہ جسنے یہ کارخانہ بنایا ہے اور سب کا وہ مالک ہے اُسی کی بادشاہت آسمانون اور زمین مین ہے اور جو کچھ اُسکے اندر ہے وہ اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہے وہ سب سے نرالا اور یگانہ ہے نہ کوئی اُسکا شریک و عدیل ہے اور نہ کوئی مصاحب اور وزیر۔

وہ قدیم ہے جسکو کبھی کسی قسم کا تغیر تبدل نہین ہو گا جس حالت مین ہے اُسی حالت مین ہمیشہ رہے گا۔

نہ اُسکے واسطے مکان کی ضرورت ہو نہ قیام کی حاجت ۔ نہ وہ جنم لیتا ہو اور نہ اولاد رکھتا ہو
نہ اُس کے ماں باپ ہے اور نہ بیوی اور نہ خاندان نہ خویش نہ اقارب ۔ وہ انسانی
صفات سے بالکل بیرا اور منزہ ۔ اور فطرتی اوصاف سے قطعی مُعرّا ۔
تمام عالم رائی کے دانے کی برابر ہر دم اُسکے پیش نظر ہے ۔
نہ وہ کسی کی عبادت کا محتاج ہے اور نہ ارام و راحت کی اُسکو احتیاج ۔
سب کو فنا ہے مگر وہ ذات جیسی ہے ویسی ہی ہمیشہ رہیگی نہ اُسکے واسطے پہلے سے
کوئی وقت ہو اور نہ آیندہ کے لیے اُسکو وقت کی ضرورت ہے ۔
وقت بھی اُسکی ایک مخلوق ہے جیسی کہ روح اور جمیع کائنات اُسکی مخلوقات ہیں ۔
جب تک ہم ایسی ذات کو بصفات بالا تسلیم نہ کرینگے فطرت کا مسئلہ حل نہین ہوگا ۔
کیونکہ جب کسی چیز صنعتی یا علمی پر ہم نظر ڈالتے ہین تو ہمارا فطرتی خاصہ یہ ہے کہ ہمکو اُس
شے کے دیکھنے سے اُسکے واضع اور صانع کی قابلیت کا اندازہ فوراً دریافت ہوجاتا ہی ۔
جسوقت کوئی کَل یا کوئی کتاب ہماری نظر سے گذرتی ہے تو اُسکو دیکھکر ہم اُسکے
صانع اور مصنف کو گو آنکھ سے نہ دیکھین مگر عقل سے ہمکو اُسکی لیاقت اور قابلیت کا
علم ہوے بدون نہین رہتا پھر کیا وجہ کہ لاکھون کروڑون قدرتی اشیا کو ہم دنیا مین
اپنی آنکھ سے دیکھین اور اُسکے صانع حقیقی نے جو لاکھون صنعتین قسم قسم کی اسمین خفیہ
اور علانیہ رکھی ہین اُنکو دیکھکر اُسکے صانع سے منکر ہوجائین ۔
ایسا کرنا فطرت کے محض خلاف ہوگا ۔
ہماری عادت ہی یہ واقع ہوئی ہے کہ ایک نقش کے دیکھنے سے بھی فوراً نقاش کا خیال
یقین کے ساتھ ہمارے دل مین آجاتا ہے ۔
پس یہ خیال عین فطرتی خیال ہے جو ہم سے کسی حالت اور کسی وقت مین کسی طرح
سے رفع نہین ہوسکتا ۔

دنیا مین ہمکو کوئی شے اور کوئی وجود ایسا نہین ملتا جو خود بخود ہوگیا ہو اور کوئی اُسکا صانع نہو سب اشیاء دنیا کی اُسی وقت بنی ہین جب اُن کے صانع پہلے پیدا ہوگئے ہین اس سیلیے مقتضائے فطرت دنیا مین یہی امر ہے کہ ہم خالق عالم کے وجود کو سب سے اوّل تسلیم کرین۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ بے شک اس موجودات کا کوئی خالق ہے اور اُسکی ذات کے وجود کو تسلیم کرنا مقتضائے فطرت ہی تو اب اُسکے اوصاف ہمکو از روے فطرت دریافت کرنے چاہیین کہ وہ کن اوصاف کے ساتھ متصف ہی۔

سب سے اعلیٰ اور افضل قدرت کا نمونہ انسان ہی اسپر نظر ڈالو کہ یہ کیا تھا اور کیا سے کیا ہوگیا۔ اگر غور کرو تو قدرت نے بڑی ہی شان اور جلوہ گری کا اظہار کیا ہے کہ ایک قطرۂ منی سے جو محض ناپاک تھا اور جسکے نام لینے سے بھی نفرت آتی ہے حضرت انسان کو کس صناعی کے ساتھ پیدا کیا ہی کہ خون سے تو منی بنائی تھی پھر وہ رحم عورت مین جا کر خون ہوگئی اور اُسکے اثر نے حیض کے خون کو اپنی جانب کھینچنا شروع کیا وہ خون جو ماہوار عورت کے شکم سے جاری ہوتا تھا اب وہ رحم مین جمع ہونے لگا اور جمع ہونے سے اُسمین غلظت آگئی غلیظ ہوکر ہڈیان گوشت کے ساتھ بننی شروع ہوئین اور پھر ایک ہی چیز نہین صدہا چیزین اپنے اپنے موقع پر اور کس خوبی کے ساتھ اُنھین ناپاک اور متنفر چیزون کے میل سے بنین جنکے دیکھنے سے کراہیت اور حقیقت پر نظر کرنے سے نہایت ہی حیرت اور تعجب ہوتا ہی۔

وہی مرد اور عورت کا خون ہے جس سے ہڈیان علیحدہ بن رہی ہین بال علیحدہ دانت ناک آنکھین۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤن۔ سر۔ ناخن وغیرہ اعضائے ظاہری اور اندرونی اعضائے دل۔ جگر۔ دماغ وغیرہ علیحدہ بن رہے ہین جن مین سے ایک کی شرح کے لیے بھی دفتر چاہیے اور پھر کسقدر جلد کہ نو مہینے مین یہ مضغۂ گوشت اچھی طرح سے بن سنور کر دم کے دم مین سلامتی کے ساتھ صاف ستھرا عالم شہود مین جلوہ گر ہوگیا۔

| | |
|---|---|
| الحمد لواہب العطایا<br>والشکر لصانع البریہ | اس شور نے کیا مزہ چکھایا<br>جسنے ہمین آدمی بنایا |

یا تو یہ حالت تھی کہ اسکی اصلیت کو کوئی دیکھ بھی نہین سکتا تھا نام لینے سے بھی ستے آتی تھی یا اب یہ کیفیت ہے کہ گود مین لیتے ہین چومتے ہین چاٹتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین اور یہ زندہ ہے سبکو دیکھتا ہے مگر مُردے سے بدتر نہ اسکو یہ خبر ہے کہ مین کون ہون اور یہ کون لوگ ہین جو مجکو آنکھون پر لیے پھرتے ہین اور کہانسے آیا ہون اور کس حال مین تھا نہ اپنے جسم کی سدھ ہے نہ کسی چیز کی خبر نہ اٹھائے سے اُٹھے اور نہ بٹھائے سے بیٹھے۔

دنیا مین آگئے مگر کسی کام کے نہین پھر جو اُسنے بڑھنا اور نشو و نما پانا شروع کیا تو اچھا قوی زبردست خوب صورت تنومند جوان بنگیا۔

اب کسی کو نظر مین نہین لاتا غرور جوانی پر منڈلا رہا ہے ایسا نشے مین سرشار ہے کہ نہ اپنے فرائض کا خیال ہے اور نہ کسی طرح کا ملال کہ مجکو اس دنیا مین آکر کیا کرنا ہے اور کس غرض سے مجکو یہان بھیجا گیا ہے کس قدر جھگڑے اور کتنے بکھیڑے میرے جی کو لگے ہوے ہین کچھ پروا نہین اپنے زور مین مست اور اپنی نیند کے نشے مین متوالا ہو رہا ہے۔

موت کا فرشتہ سر پر چڑھا ہر دم موت کا حکم سُنا رہا ہے مگر یہ غافل پڑا ہوا کروٹ تک نہین لیتا۔

یہ بھی ایک دریا کا سا چڑھاؤ تھا جو وقت معین کے بعد اُتر گیا سب اعضا ضعیف ہوگئے نہ وہ جسم مین توانائی رہی اور نہ دل مین وہ امنگ نہ وہ رازمائی محض ناقابل مردنے سے بدتر ہوگیا اور ایکدن آخر کو ہزارون حسرتین اور لاکھون تمنائین دلمین لے جا کر راہی مُلک بقا ہوا۔

یا تو اس ذراسی زندگی پر بڑے بڑے انتظام اور بڑے بڑے کام کر رہا تھا اور زمین و آسمان کے قلابے ملا رہا تھا یا اب دیکھنے کو بھی اسکا کوئی نشان نظر نہین آتا یہ بھی معلوم نہین کہ کہان گیا اور کیون چلا گیا آرام مین ہے یا تکلیف مین۔

مان باپ زن و فرزند سے ایسا گیا کہ نہ اُسکو اُنکی خبر اور نہ انکو اُسکی اطلاع۔

جسکی خاطر یہ اپنی جان قربان کرتا تھا اور رات دن اُنکے ارام کے لیے سر کھپاتا تھا اور کچھ پروا
اس بات کی نہین تھی کہ ایک دن یہ محبت اور یہ الفت میرے جی کا وبال ہوگی وہ کچھ بھی
اسکی غمگساری اور ہمدردی نہین کر سکتے۔
یہ ہے اور اُسکے اعمال نہ کوئی اُسکا رفیق اور نہ کوئی عزیز یہ سب ظاہری دنیا سازی کی باتین ہین
اور غفلت کا پردہ آنکھون پر پڑا ہوا ہے۔
عاقبت کی خبر تو خدا جانے دنیا مین دیکھو تو آدمی کا کوئی بھی ہمدرد اور غمخوار نہین ہے۔
جب تک اسکے ہاتھ کو وسعت ہے دشمن بھی دوست اور انتہا درجے کے مہربان ہین جسوقت
تنگی آئی گھر کے عزیز و اقارب بھی اسکے دیکھنے کے روادار نہین وہ بھی ہر دم تحقیر اور خونخوار
نگاہ سے دیکھنے لگتے ہین خود اپنے زن و فرزند کو یہ بار خاطر گذرتا ہے۔
یہ سب کہنے کی باتین ہین سب غرض کے آشنا اور وقت پر دھوکا دینے والے ہین۔
آدمی ناحق اور بے فائدہ انکی محبت کے نشے مین دیوانہ ہو رہا ہے دنیا مین دوست صادق
اِسکا ایک بھی نہین۔
در اصل اسکا اصلی اور سچا دوست جو ہر دم اُسکے اچھے بُرے حال کا خبرگیران اور ہر صورت
اور ہر موقع کا نگران خواہ یہ کیسی حال مین ہو اسکو یہ اچھا ہی معلوم دیتا ہے اور وہ اسکے جمیع امور
جسمانی روحانی کا متکفل نہ اس سے کسی چیز کا خواہان نہ اس پر نظر کہ ہندو ہے یا مسلمان اپنے
خزانہ سے ہر دم اسکو مالا مال کرنے لیے آمادہ۔ اور دمبدم نگاہِ لطف و کرم زیادہ۔ وہ ذات
اسی خداوند وحدہ لاشریک کی ہے جسنے اسکو پیدا کیا ہے اور عدم سے عالم شہود مین لایا ہے۔
وہی اسکا معاون اور مددگار اور بگڑی کا بنانے والا اور وہی اسکو ہر بلا سے بچانے والا ہے۔
دنیا مین دل لگانے اور جان فدا کرنے کی قابل اگر کوئی ذات ہے تو وہ خدا کی ہی ذات ہے
جسکا کوئی عدیل نہین لیکن اُسکے اکرام اُسکے انعام کا معاوضہ جان قربان کرنے سے بھی نہین
ہو سکتا بقول مرزا غالب

| حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہوا | | جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی |
|---|---|---|

بڑی بڑی مشکلات مین وہ آن کی آن مین ایسی دستگیری اور فریادرسی کرتا ہے کہ آدمی کو
ازخود بالیقین معلوم ہوجاتا ہو کہ یہ اُسی کا کام ہے اور اُسی کے فضل سے یہ مشکل حل ہوئی ہر
اُسوقت سارے دہریون اور فلسفیون کے اقوال جو خداوند کریم کے منکر ہین باطل اور یک
قلم مردود ہوجاتے ہین -

فطرت کا جوشش جب زور کرتا ہے اور آدمی کو اپنی اصلی حالت پر لے آتا ہے تو ہر ایک ملحد
اور منکر خدا سے اُسکی قدرت کاملہ کا اقرار کرا دیتا ہے -

جو لوگ مصائب دیدہ خصوصًا جہاز کے سفر کردہ ہین اُنسے اس امر کو کوئی دریافت کرے -

---

اس قدرت کے دیکھنے کا انکو بہت ہی زیادہ اتفاق پڑتا ہے اور جو اہل باطن عارف باللہ
ہین وہ تو قدرت کے جلوے مین ہردم محو رہتے ہین -

روحانی خیالات اُسی وقت صاف اور عمدہ اور پاکیزہ ہوتے ہین کہ جب دل صاف ہو
اور دل کا صاف کرنا ریاضت اور نفس کشی پر منحصر ہے جس قدر نفس امارہ کو مارا جائیگا
اور لذات اور خواہشات لایعنی سے اُسکو روکوگے اسی قدر قلب صاف ہوگا اور جب تک
یہ مکدر رہو رہا ہے اُس وقت تک انوار الٰہی کا پرتو اثرانگیز نہین ہوسکتا -

اللہ رب العالمین کا فیض عام ہے اور وہ تمام عالم پر محیط ہے -

یہ امر نہین ہے کہ اُسکا جلوہ کہین پڑتا ہے اور کہین نہین ہر جگہ اسکا جلوہ روشن ہے لیکن
جو اجسام اُسکی قابلیت رکھتے ہین اُنپر زیادہ اثر ہوتا ہے اور جو کم قابلیت رکھتے ہین اُنپر کم
اور جو بالکل نہین رکھتے اُنپر مطلق اثر نہین ہوتا -

دیکھو! آفتاب کیسا جسم روشن ہے مگر تاریک اور مکدر جسم کو وہ ہرگز روشن نہین کرسکتا
جن اجسام کی سطح صاف اور چکیلی اور شفاف ہر وہ کیسے روشن معلوم ہوتے ہین -

پانی اور آئینے پر غور کرو کہ اُنمین کدورت نہین ہوتی تو اُنکا یہ حال ہوتا ہے کہ خود آفتاب

ہی اُن مین نظر آنے لگتا ہے۔
کہان آفتاب کا جسم اتنا بڑا کہ جسکی برابر ہم کسی جسم کو تشبیہ تک نہین دے سکتے اور کہان ایک ذرا سے ظرف کا پانی اور ایک چھوٹا سا آئینہ جسمین آفتاب سما جاے اور ہمکو نظر آنے لگے اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ چھوٹے بڑے اور ادنی اور اعلی پر منحصر نہین ہے وہ جلا اور صفائی کا خواہان ہی جہان یہ صفائی ہوگی اُسی جسم مین وہ اپنا انعکاس ڈالیگا۔
قلعی اُسی برتن پر اچھی ہوتی ہے جسمین کلوٹ نہین رہتی اور جسمین میل بھرا ہوتا ہے کیسی ہی قلعی کرو کبھی وہ برتن اجلا نہین ہوتا یہ قصور قلعی کا نہین ہے درصل قصور اُس برتن کا ہے۔
لیکن اس بیانسے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ خداوند تعالی کا جلوہ کسی کو نظر آتا ہے البتہ اُس کا جلوہ عالم پر پڑتا ہے مگر۔

| | دیکھا تو کہین نظر نہ آیا | ہرجائی ہے تیرا جلوہ لیکن | |
|---|---|---|---|
| | کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا | تجکو ہی سزا ہے کبریائی | |

اوپر جو ہمنے انسان کی پیدایش اور اُسکی زندگی کا حال قلم بند کیا وہ اُسکا ایک جسمی خاکا تھا اب جو اُسمین فطرتی اوصاف ہین انپر غور کرو جنکے سبب تمام مخلوقات مین معزز اور محترم ہے۔ قدرت نے جو اوصاف اسکو عطا فرمائے ہین اُنمین سے ایک بھی کسی غیر مین نہین پایا جاتا۔
(۱) یہ کہ اسکو روح دی گئی ہے جو کسی کو نہین دی گئی شاید بعض آدمیون کو یہ خیال گزریگا ہ دیگر حیوانات اور نیز نباتات مین بھی روح ہے اسلیے ہم بتلاتے ہین کہ روح سوائے انسان کے کسی مین نہین ہے اور حیوانات اور نباتات مین روح ہرگز نہین اُنمین ایک قوت روان ہے سکے سبب وہ چلتے پھرتے اور نشو و نما پاتے ہین جسکو جان یا جیو کہتے ہین۔
روح اور جان کا امتیاز دریافت کرو۔
روح ایک جوہر لطیف ہی جو بتلاتی ہے کہ یہ کام نیک اور یہ کام بد ہے وہ کسی حالت مین ام سے خوش نہین ہوتی بلکہ مکدر رہتی ہے اسکا اندازہ ہر شخص کرسکتا ہے کہ نیک کام

روح کا بیان

کرنے کے بعد روح پر غور کرو تو اُسکو ایک طرح کی فرحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور بدکام کرنے سے گو حظ نفس ہو مگر روح پر کلفت کا اثر دیر تک رہتا ہے پس یہ روح ہی ہے جو نیک و بد افعال سے خوش اور غمگین ہوتی ہے اور یہی **نفس ناطقہ** ہے۔

جس قدر عمدہ اور پاکیزہ خیالات دل مین حلول کرتے ہین وہ روح کا اثر ہے عقل روح نہین ہے وہ روح کی مشیر اور اُسکی صلاح کار ہے۔

فطرت نے روح کی حفاظت کے واسطے جان اور مددگار اور محافظ دیے ہین اُنمین عقل اعلیٰ ہے۔

روح تمام جسم کے رگ و ریشہ مین دائر اور سائر ہے رنج و راحت جو کچھ پہونچتا ہے وہ روح کو ہی محسوس ہوتا ہے۔

**حواس خمسہ** باصرہ۔ سامعہ۔ لامسہ۔ ذائقہ۔ شامہ جنکو حواس ظاہری کہتے ہین اور وہم خیال حس مشترک وغیرہ باطنی حواس سب روح کے تابع فرمان ہین۔

اگر یہ کہو کہ یہ قوتین دیگر حیوانات مین بھی پائی جاتی ہین کہ وہ بھی دیکھتے۔ کھاتے۔ پیتے اور سُنتے ہین اور باطنی حواس سے اپنی مضر اشیا کو دریافت کر لیتے ہین اور اُس سے اپنے کو بچاتے ہین اور اپنے آرام و آسایش کے لیے صدہا طرح کے بندوبست کرتے ہین جس سے بخوبی عیان ہے کہ جیسے حواس انسان کو دیے گئے ہین ویسے ہی دیگر جانورون مین موجود ہین۔

لیکن حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت نے موافق اُنکی حفاظت کے اُنکو سمجھ دی ہے جیسی سمجھ انسان کی ہے ویسی اُنکو ہرگز نہین دی گئی اگر ایسی سمجھ اُنکو دی جاتی تو وہ کبھی انسان کے بس مین نہ آتے بلکہ آدمی کا دنیا مین رہنا مشکل کر دیتے۔

ایک ذائقہ کی قوت پر نظر کرو کہ آدمی کے ذائقے اور حیوانات کے ذائقے مین نہایت تفاوت ہے یہ نباتات گھاس لکڑی وغیرہ آدمی کو تلخ اور بدمزہ معلوم ہوتی ہے اور چارپایون کو شیرین اور خوشگوار کہ وہ مزہ کے ساتھ برغبت تمام کھاتے ہین اور بعض چارپائے اُس کو سونگھتے تک نہین۔

شیر۔ بھیڑئے۔ چیتے اور لومڑی وغیرہ کے روبرو کیسی ہی سبز گھاس اور پتے رکھو وہ کبھی نہین کھائینگے اُنکی غذا گوشت ہے۔
گائے۔ بیل۔ بھینس وغیرہ گوشت کھانے سے بالکل متنفر ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ آدمی کے اور انکے ذائقے مین ضرور تفاوت ہی اور جو ذائقہ آدمی کو دیا گیا ہے وہ ذائقہ ہی اور ہے اور حیوانات کو بھی جو ذائقہ دیا گیا ہے وہ بھی مختلف ہی چیل اور گدھ کے روبرو مٹھائی مٹی کی برابر ہے خواہ کسی قسم کی ہو پھر جو چیزین وہ کھاتے ہین اُنکی ماہیت سے قطعی بیخبر ہین صرف اسقدر ادراک اُنکو ہے کہ یہ ہماری خوراک ہے۔
یہ ہرگز نہین سمجھتے کہ یہ گھاس یا درخت کے پتے ہین یا زراعت کے ڈوکھے اور کیسے اُگے ہین اور کسطرح سے ہمارے کھانے مین آئے ہین اُنکو کھانے سے غرض ہے۔
**باصرہ** کی قوت بھی اُنکی ایسی ہی ناقص ہے کہ وہ جس چیز پر نظر کرتے ہین اسکی اصلیت کو نہین سمجھ سکتے اگر وہ اصلیت کو جانتے تو اپنے سے ادنی جانور کو دیکھکر کیون خوف کھاتے۔
گھوڑے اور اونٹ کو دیکھو کہ کیسے قوی جانور ہین اور ادنی جانور بیل اور گدھے اور خرگوش تک کو دیکھکر بھڑک جاتے ہین گاڑی کی گڑگڑاہٹ سے بالکل بے قابو ہو جاتے ہین۔
شیر سب سے زیادہ بے باک اور دلیر جانور ہی مگر آگ کے دیکھنے سے کوسون بھاگتا ہے۔
ہاتھی جو نہایت قوی ہیکل ہے ایک پٹاخے کی آواز کی سہار نہین کرسکتا۔
یہی حال اُنکے دیگر حواس کا ہی اور وہم وخیال تو اُنکو مطلق نہین ہے نہ وہ اپنی حالت پر غور کرسکتے ہین نہ کوئی منصوبہ کسی طرح کا اپنے دل مین باندھ سکتے ہین نہ خود واقف ہین کہ ہم کون ہین کسی طرح کے نیک و بد کی اُنکو تمیز نہین بمقابلہ انسان کے اُنکی زندگی ایسی ہی جیسی نباتات کی کہ وہ نشو ونما پاتے اور آدمی کے کام آتے ہین اُنمین جو قوت ہی وہ جب زائل ہو جاتی ہے تو وہ بے جان ہو کر پڑتے ہین مثل انسان کے اُنکی جان قائم نہین رہتی کہ دوسرے عالم کی سیر کرے۔
اور یہ قوت جمادات مین بھی پائی جاتی ہے صرف اُنکی قوت اور حیوانات کی قوت مین اسقدر

تفاوت ہی کہ ان مین روانی ہے اُن مین نہین وہ نشو ونما پاتے ہین اور یہ نہین۔
ان کی توالد تناسل پر نظر کرو تو یہ وصف بھی اُن مین ایسا نہین ہے جیسا آدمی مین ہے
عورت کو حیض ہوتا ہی اور حیض کے خون سے بچہ بنتا ہی حیوان مطلق مین یہ بات نہین پائی جاتی۔
انکی شہوت بھی وہ شہوت نہین ہے جو آدمی مین ہے نر اور مادہ کو جفتی کی خواہش اُسیوقت تک
رہتی ہے جب تک نطفہ قرار نہین پاتا جہان نطفہ ٹھر گیا نر مادہ کو اور مادہ نر کو سونگھتی تک
نہین اور آدمی کو ہر حالت مین بدستور وہی خواہش رہتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آدمی کی جو
خواہش ہے اور ہے اور حیوانات کی خواہش صرف بضرورت نسل ہے۔
پھر ایک تفاوت یہ ہی کہ جب تک اُنکے بچے پرورش نہین پاتے اُسوقت تک بچے حیوانات کو
اور حیوانات بچونکو نہین چھوڑتے بڑے ہونے پر وہ بالکل اجنبی ہوجاتے ہین۔
غرضکہ روح جسکے واسطے یہ سب کارخانہ قدرت نے قائم کر رکھا ہے صرف حضرت انسان ہی کا
حصہ ہے اور اسی کے باعث یہ جملہ مخلوقات مین اشرف المخلوقات کہلاتا ہی اور اسی واسطے اسکے لیے
جزا و سزا ہے اور اسی مین کوئی بڑا اسرار الٰہی ہے جسکو ظاہر نہین کیا گیا۔
روح روح مین بھی تفاوت ہی ایک روح ایماندار (فرمان بردار) بندونکی ہے اور ایک روح کافرون
(نافرمانون) کی ہے جو روح فرمان بردارون کی ہے اسمین بھی کئی درجے ہین۔
**ایک** تو وہ ہین جو دل سے خداوند تعالیٰ اور اُسکے احکام کو تسلیم کرتے اور مانتے ہین مگر عمل
نہین کرتے اور مغلوب النفس ہین۔
**دوسرے** وہ ہین کہ درمیانی چال چلتے ہین بہتسے نیک اور بہتسے بدکام اُنسے سرزد ہوتے ہین
**تیسرے** وہ اللہ کے بندے ہین جو ہر دم نیکیون مین مشغول اور مصروف ہین اور خالق
عالم کی نافرمانیون سے کوسون بھاگتے ہین اور وہ سابق بالخیرات ہین کہ نیکی کرنے سے
کسی وقت اُنکو سیری نہین ہوتی۔ اس تیسرے فریق مین سے ایک فریق اُن بندگان
عالی شان برگزیدہ کا ہے جنکا انتخاب خود قدرت نے کیا ہے خواہ کوئی صورت کسی قسم

کی ہو وہ گناہ پر امادہ نہین ہوسکتے ہر حال اور ہر وقت مین وہ تابع فرمان خداوند ذوالجلال کے رہتے ہین
یہی وہ فطرتی اثر تھا جسنے **یوسف** علیہ السلام کو **زلیخا** جیسی حسین اور دلربا شاہزادی سے
ایسی حالت مین کہ جسمین انسان بے اختیار ہو جاتا ہے گناہ سے باز رکھا۔

کافرون کو دیکھو کہ دُنیا کے معاملات مین وہ کیسے سنجیدہ اور سریع الفہم کہ بڑے مشکل عقدون کو
ایک نگاہ مین حل کرتے ہین اور ایسے چالاک اور ہوشیار ہین کہ کسی عیّار کے دام فریب مین
نہین آسکتے مگر مذہب کی جانب سے ایسے کودن اور نے مغز کہ مطلق غور نہین کرتے اور اُن کو
ذرا بھی خیال نہین ہوتا کہ ہمارا مذہبی عقیدہ درست ہی یا نادُرست۔

اُنکو خواہ کوئی کیسی ہی ترغیب دے اور کیسی ہی دلائل اور براہین اُنکے روبرو کوئی پیش کرے وہ
اُس جانب مائل ہی نہین ہو سکتے اور اُس طرف کا اُنکو خیال بھی نہین آسکتا ورنہ اقتضاے فطرت
انسانی یہ ہے کہ جس امر مین یہ اپنا کچھ بھی فائدہ سمجھتا ہے اُسکی جانب بجان و دل متوجہ ہو جاتا ہے
اور اُسکے موانع کا دفعیہ بڑی کوشش اور سعی کے ساتھ کرتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایسے بڑے
فائدہ کے لیے یہ راغب نہین ہوتا اور ایک عارضی اور ناپائدار نفع کی خاطر ہر دم اپنی
اوقات گرانمایہ کو ضائع کر رہا ہے۔

جو انسان ذرا سی عقل بھی رکھتا ہے اُسپر کوئی مقدمہ فوجداری کا خدانخواستہ دائر ہو
اور وہ اگرچہ ہنوز ماخوذ بھی نہوا ہو لیکن اس خیال سے کہ شاید جرم ثابت ہو جاے اور مین
سزایاب ہو جاؤن ایک دم چین سے نہین بیٹھ سکتا خواہ اُسکا گھر برباد ہو جاے اور زن
و فرزند کیسے ہی فاقے سے مرین یہ اپنے بچاؤ کیواسطے اپنی محنت اور خرچ مین کمی نہین کر سکتا۔
گو یہ اچھی طرح سے جانتا ہو کہ جو جرم مجھ پر لگایا گیا ہے اُسکی سزا دائم الحبس نہین پھانسی نہین
صرف چندروز کی سزاے قید یا جرمانہ ہے مگر وہ ہرگز اُس سے غافل نہین رہ سکتا اور خواہ اُسکو
کیسا ہی یقینی ذرائع سے اطمینان دلاؤ وہ مطمئن اور فارغ البال نہین ہو سکتا۔

موت کا حکم خدا کے گھر کا ہر دم منادی کر رہا ہے اور باآواز بلند سبکو پکار رہا ہے کہ موت کیواسطے

ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ اور ہزاروں لاکھوں کو اپنی آنکھوں کے روبرو روزمرہ مرتے ہوئے دیکھتے ہیں پھر بھی کچھ پرواہ نہیں ہوتی اس عارضی زندگی کو حیات ابدی اور سرمایہ جاودانی جانتے ہیں۔ پس اسکی وجہ یہی ہے کہ اُن کفار کی روح ازروئے فطرت وہ جوہر لطیف نہیں ہے کہ جو ایمان دار بندوں کی ہے۔ ایماندار دل ایماندار روح ہر دم اور ہر لحظہ اسی ذکر و فکر میں معروف و مشغول رہتی ہے۔

مرد مومن دار آخرت کی درستی اور صلاح کے لیے دنیا کو مزرعۂ آخرت سمجھکر مونہ لگاتا ہے ورنہ دل سے ہرگز راغب نہیں ہوتا اور یوں کہتا ہے۔

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم  جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

وہ نفیس اور پاک روحیں خواہ کسی قوم اور ملت میں جنم لیں اور کیسے ہی جان و مال کے خطرے اُنکو پہونچیں وہ خدا کو نہیں بھول سکتیں۔

**حضرت ابراہیم** علیہ السلام نے کیسے بُت پرست اور اشد کافر کے گھر میں جنم لیا تھا کہ تمام خاندان اور قوم کے آدمی اور بادشاہ تک خدا کے منکر تھے اور انھوں نے قسم قسم کے عذاب بھی دیئے اور بادشاہی قہر و غضب سے بھی سب طرح سے ڈرایا مگر وہ ہرگز اُنکے ڈرانے سے نہیں ڈرے اور بہت جوش اور مبالغہ کے ساتھ بتوں کی توہین اور اُنکے عقیدے کی تذلیل نہایت جرأت اور جوان مردی سے کرتے رہے۔

وہ کیا چیز تھی جسکے باعث اُن بت پرستوں ملحدوں جاہلوں کو پکار پکار کر کہتے تھے کہ "ای قوم! اس گمراہی اور جہالت سے باز آؤ اور وحدہ لاشریک جس نے تمکو اور تمھاری قوم کو پیدا کیا ہے اُسکی عبادت کرو"

"وہ تمھارا اور تمھارے باپ دادا کا رب ہے"

کیوں بتوں کی پرستش سے عذاب الٰہی اپنے اوپر لیتے ہو اور کس واسطے اس تبہ کار عقیدے سے اپنے مکان ہمیشہ کے لیے دوزخ میں بناتے ہو۔

وہ روح پاک تھی جو ایسی بدکار قوم سے نکل کر علیحدہ ہو گئی اور اُسنے قوم کو للکارنا اور پکارنا شروع کیا

اور قوم کے اور اپنے خاندان کے لعن وطعن اور رسوائی کا مطلق لحاظ و پاس تک نہین کیا اور نہ قہر سلطانی سے خوف آیا۔

جن لوگون کا دل خدا کی جانب سے غافل اور دنیا مین شاغل ہے اور وہ مذہب کی تلاش اور تفتیش کچھ نہین کرتے آبائی تقلید پر مرمٹے ہین اور اُنکو کسی وقت یہ خیال نہین آتا کہ ہمارے عقائد مذہبی کیسے ہین قدرتی ہین یا مصنوعی باپ دادا جو گذرتے چلے گئے وہ محقق تھے یا مقلد مرنے کے بعد خاص ہماری ذات سے سوال ہوگا آبائی تقلید ہمکو کچھ فائدہ نہین دیگی۔

اگر ہمارے باپ دادا گمراہ اور خلاف حکم خدا ہوے تو اُنکا اتباع ہمارے لیے سم قاتل ہوگا اور پھر ہم دوسری بار دُنیا مین نہین آئینگے جو تلافی مافات کرسکین صرف ایک دفعہ کی زندگی اعمال اور عقائد کے لیے عطا کی گئی ہے۔

**فطرت** کا یہ خاصہ ہی نہین ہے کہ مرنے کے بعد دوسری مرتبہ پھر دُنیا مین کسی کو بھیجا جائے آج تک کوئی مردہ لوٹ کر نہین آیا عدم کا راستہ وہ ہے جسکی واپسی نہین۔

جنکو یہ خیالات نہین آتے وہ اچھی طرح سے یقین کرین کہ اُنکی روحین از روے فطرت خبیث ہین جنکو دوزخ مین جھونکدیا جائیگا۔

گو وہ یہان چند روزہ زندگی مین دنیا کا مزہ اُٹھالین اور جو جو دل کی حسرتین ہین وہ ایک وقت معین تک جب تک کہ اُنکو موت نہین آتی ہے بخوبی نکال لین مگر مرنیکے بعد وہ یہی فریاد کرینگے کہ ہاے "کیا اچھا ہوتا کہ ہم دُنیا مین مٹی ہوتے"

وہ حکومت اور دولت اور وہ عیش جب سب خاک مین ملجائیگا تو کچھ بھی یاد نہین آئیگا صرف ایک خواب و خیال سا رہجائیگا اس وقت وہ یہ کہینگے کہ "ہمکو ہمارے باپ دادا اور سرداروں اور دنیا کے جاہ و حشم نے برباد کیا" ہم جسکو نوش سمجھتے تھے وہ سراسر نیش تھا جسکو امرت خیال کیا تھا وہ زہر ہلاہل تھا اور سردار اسی طرح سے اُنکو نادم اور شرمندہ کرینگے کہ تمنے ہمکو کھویا۔

کاش اُس دولت اور ثروت کی عوض ہم دُنیا مین محتاج اور ذلیل ہوتے فاقے کرتے ہر قسم کے

مصائب اُٹھاتے لوگ ہمکو ذلیل رکھتے دولت۔ثروت۔حکومت کچھ ہمکو ندی جاتی صرف خدائے واحد کی عبادت کرتے اور اس دام فریب مین نہ آتے تو آج کیون اس بلا مین مبتلا ہوتے کی ہزار مصیبتون اور آفتون کو ہم جھیل لیتے یہ عذاب ہمکو ندیا جاتا۔

لیکن اُس وقت کا یہ افسوس کچھ فائدہ دیگا اور اُسن پچتانے سے کچھ حاصل نہوگا۔

(۲) انسان کو عقل عطا ہوئی ہے جو کسی کو نہین دی گئی اور قدرت نے یہ جوہر نفیس اور انمول بہا بھی اُسی کو بخشا ہے حیوانات مطلق مین یہ ادراک نہین ہے۔

یہ عقل وہ چیز ہے کہ جہان ہماری نگاہ نہین پہونچ سکتی جسکو حواس ظاہری نہین پاسکتے ہاں وہان یہ پہونچ جاتی ہے اور اصل کا پتہ لے آتی ہے۔

یہی اشیا کو اور اُنکی حقیقت کو کما ینبغی دریافت کرتی ہے اور طرح طرح کے تجربونسے نتائج نکالتی ہیز حیوان مطلق کو جو سمجھ دی گئی ہے وہ اُس سے کسی چیز کی اصلیت یا حقیقت کو ہرگز دریافت نہین کرسکتے صرف انکو اتنی ہی سدھ ہے کہ وہ اپنی خوراک اور آرام کی چیزون کو جانتے ہین اور اپنے دشمنکو پہچانتے ہین انسان کی عقل ہے کہ عالم بالا تک کی اشیا کو دریافت کرتی ہے اور اُنکی حقیقت معلوم کرکے قسم قسم کی اشیا اور چیزین بناتی ہے۔

جس قدر آرام و آسایش کا سامان اس عالم مین پھیلا ہوا ہے وہ عقل کا ہی زور ہے۔

اگرچہ بعض چرند پرند اپنے لیے عمدہ مسکن اور گھونسلے بنا لیتے ہین لیکن وہ اُس عقل سے بہرہ نہین رکھتے جو انسان مین ہے وہ ایک طرح کا گھونسلا یا مکان بنانا اُنکا فطرتی خاصہ ہے کہ جب وہ بنائینگے اسی قسم کا بنائینگے۔

چڑیا اپنی وضع کا اور دیگر اپنی وضع کا گھونسلا بنائیگا دوسری وضع کا ہرگز اُس سے نہین بن سکیگا۔

انسان ہے کہ روزمرہ نئی ایجاد نئی وضع نیا طرز ہر ایک امر مین اپنی عقل خداداد سے کرتا اور بناتا رہتا ہے۔

انسان کی عقل غیر محدود اور حیوان مطلق کی سمجھ بالکل محدود ہے۔

(۳) انسان کو علم دیا گیا ہے جو دیگر حیوانات کو نہین دیا گیا۔
(۴) سخاوت۔
(۵) شجاعت۔
(۶) امانت۔
(۷) دیانت خاص انسان ہی کا حصہ ہے جس سے کل جانور محروم ہین۔
یہان دو وصف **شجاعت** اور **امانت** کی ہم تشریح کرینگے باقی کی صراحت کی ہم ضرورت نہین دیکھتے۔

## شجاعت

شجاعت اس جوانمردی اور بہادری کا نام ہے کہ جہان موقع جان کے لڑانے اور خطرے مین ڈالنے کا ہو وہان آدمی جرأت کرے اور کچھہ خیال اُسکو اپنی جان کے جانے کا نہین رہے۔
یہ وصف انسان کا کس وقت برانگیختہ ہوتا ہے **اوّل** حفظ آبرو **دوم** حفظ جان **سوم** حفظ مال **چہارم** حفظ دین۔ انمین سے تین وصف تو دیگر حیوانات مین مطلق نہین ہین حفظ جان کے واسطے وہ بھی حملہ آوری کرتے ہین جیسے شیر۔ چیتا۔ ہاتھی۔ سانپ۔ بچھو وغیرہ کہ اپنی جان کے خوف سے وہ آدمی کو مار لیتے ہین وہ شجاعت نہین ہے انسان کی بہادری سے اُسکو کوئی مناسبت ہی نہین ہے وہ حملہ آوری اُنکا خاصہ ہی ہے خواہ اُنکا دوست ہو یا دشمن اور موقع ہو یا نہ موقع اُنکو حملہ آوری سے غرض ہے

| نیش عقرب نہ از پئے کین ست | مقتضائے طبیعتش این ست |
| --- | --- |

شیر اپنے پرورندہ کو اور ہاتھی فیلبانکو اکثر مار ڈالتا ہے جو خاصہ ان جانورونکے اندر ہے اُسکو شجاعت نہین کہتے ہین جُبن اور تہوّر کا جو وسط ہے اُسکو شجاعت کہتے ہین جس سے حیوان مطلق کوسون دور ہین۔

## امانت

یہ بار امانت آدمی پر ہی ڈالا گیا ہے اور اسی نے اس بار امانت کو اپنے سر پر اُٹھایا ہے

یہ وہ بار ہے جسکا بجز انسان کے کوئی متحمل نہین ہو سکتا
انسان کو جو روحانی اور جسمانی طاقتین اور حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہین یہ سب امانت ہین اور زن و فرزند خویش و برادر جس قدر بنی نوع انسان ہین سبکا بار اسکے ذمے ڈالا گیا ہے اور ہر ایک کا حق اسپر لگایا گیا ہے۔
آنکھ امانت۔ کان امانت۔ ہاتھ پاون امانت جملہ اعضا امانت ہین کہ انکو یہ ضروری کام مین لگائے بیہودہ اور لغو امور مین ذرا لگایا اور خائن کہلایا۔
سنکرات مین انکو مصروف کیا اور مجرم ہوا برخلاف دیگر حیوانات کے کہ وہ اس سے بالکل آزاد ہین اور کوئی بار امانت اُنکے ذمے نہین ہے۔
دنیا مین وہ صدہا حرکات کرتے ہین کسی جانور کو مارتے کسیکو مجروح کرتے کسیکی زراعت برباد کرتے ہین کسیکا گھی۔ دودھ مکھن وغیرہ کھا جاتے ہین اور ہزار طرح کے نقصان کرتے ہین مگر قانوناً اُنسے کبھی کوئی مواخذہ نہین کیا جاتا اور آدمی ہے کہ اگر بی بی کو نان و نفقہ نہ دے اولاد کی پرورش نکرے ماں باپ کی خدمت مین کمی کرے عزیز و اقارب کو اُنکے حقوق نہ دے اُس سے فوراً باز پرس ہوتی ہے۔
پھر یہی نہین ہزار طرح کے بار اسکے علاوہ اُسکے ذمے ہین سب جانور غیر مکلف ہین اور یہ ذرا سا بندہ ضعیف البنیان مکلف۔
آسمان۔ زمین۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ سورج چاند وغیرہ مین سے کوئی بھی ایسا شکنجے مین جکڑا ہوا نہین ہے جیسا کہ انسان ہے پیٹ کے فکر کے سوا لاکھون طرح کے تفکرات یکی جان کو لگے ہوئے ہین۔
آج بی بی کے پاجامے اور کرتی کی فکر ہے تو کل بیٹے کے انگرکھے اور جوتے کی۔ اولاد کی پرورش اُنکی تعلیم ماں باپ کا نان و نفقہ اور اُنکی خدمت بھائی بہنونکے حقوق غرضکہ دنیا بھر کا بار اسی خاک کے پتلے پر ڈالا گیا ہے۔

| "آسمان بار امانت نتوانست کشید | | قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند" |
|---|---|---|

(۸) انسان فاعل خود مختار ہے اپنے اقوال اور افعال مین وہ پورا آزاد ہے اور اس آزادی ہی کا باعث ہی جو زمانہ بھر کے جھگڑے دنیا بھر کے بکھیڑے اسکے پیچھے لگے ہوئے ہین حیوانات مین یہ وصف نہین ہے وہ خود مختار ہرگز نہین صرف اپنی خورش اور آشایش کا انتظام وہ اسی فطرتی قاعدے سے کر سکتے ہین کہ جو اُنکے لیے مخصوص ہے۔

(۹) انسان مین ہمدردی ہے ہر ایک کے رنج و راحت مین یہ شریک ہوتا ہے اپنی قوم اپنے خاندان اپنے عزیز و اقارب کے سوا تمام بنی نوع انسان اور حیوان کے آرام کے لیے ہزارون تدبیرین اور کوششین کرتا ہے اُنکی اصلاح اور فلاح کے لیے جان و مال خرچ کرتا ہے اور اپنی زندگی کا نتیجہ اور ذاتی فرض ہمدردی کو سمجھتا ہی یہ وصف نہایت ہی اعلی اور افضل انسان مین ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرو بیان

یہ چند اوصاف مذکورۂ بالا جو ہمنے انسان کے ظاہر کئے انکے ملاحظے سے ثابت ہی کہ قدرت نے جو اوصاف فطرتی انسان مین رکھے ہین وہ کسی کو عطا نہین فرمائے جسقدر مخلوقات ہی سب مین انسان ممتاز ہے اور جو صنعتین کہ انسان بناتا اور ایجاد کرتا ہے اُن مین انسان کا کوئی وصف نہین پایا جاتا۔

ہزارون کلین اور لاکھون طرح کی چیزین انسان کی بنائی ہوئی موجود ہین اور بعض کلین ایسی ہین کہ لاکھون آدمیون کے زور کا کام دیتی ہین لیکن انسانی وصف اُن مین مطلق نہین ہے۔

گھڑی اگرچہ وقت تبلاتی ہے مگر انسان جیسا تنفس اس مین نہین ہے گھنٹہ ہرچند کہ آواز دیتا ہے لیکن آدمی کا سا نطق اُس مین کہان۔

جس طرح سے انسان کی مصنوعی اشیا قسم قسم کا کام دیتی ہین اسی طرح سے قدرت نے انسانی ضروریات کے لیے حیوان مطلق بنادیے ہین وہ چلتے ہین پھرتے ہین کھاتے ہین

پیتے ہین جاگتے ہین سوتے ہین گرمی سردی سے موثر ہوتے ہین بولتے ہین چہچہاتے ہین دیکھتے ہین سونگھتے ہین سُنتے ہین چھوتے ہین مگر جیسے اوصاف انسان مین ہین وہ اُنمین نہین۔
ایک قوت ناطقہ انسان کی ہے کہ جیسے دریا کا دہانہ کھولدیا اور وہ روان ہو رہا ہے اور ایک بولنے کا خواص حیوانات مین ہے کہ جسقدر اُنکو قدرت نے سکھادیا ہے وہی آوازین وہ بول سکتے ہین اور جو انسان کی بولی اُنکو سکھائی جاے تو اُسکے مفہوم کی کچھ خبر اُنکو نہین ہوتی۔ **طوطا** اور **مینا** گو آدمی کی بولی سیکھ جاتے ہین لیکن مفہوم کو ہرگز دریافت نہین کرسکتے اور جو سکھایا جاتا ہے نہ اُس سے تجاوز کرسکتے ہین۔ یہی حال اُنکے دیگر خواص کا ہے۔
جب یہ معلوم ہوگیا کہ جو اوصاف انسان مین ہین وہ حیوانات مین نہین اور جو حیوانات مین قدرت نے اوصاف رکھے ہین وہ دیگر مخلوقات مین نہین پائے جاتے اور خود آدمی جن چیزون کا صانع ہے اُنمین بھی کوئی وصف آدمی کا نہین پایا جاتا **تو اب یہ مسئلہ** "کہ
"خداوند جلّ وعلیٰ شانہ بیٹا رکھتا ہے" یا
"وہ رحم عورت مین حلول کرتا ہے"
محض غلط اور صریح بہتان ہے اور فطرت کے خلاف
جس حالت مین کہ اُسنے انسان کو باین صفات بنایا کہ اُسکے سے اوصاف کسی مین نہین رکھے تو خود وہ انسانی صفات سے کیسے متصف ہوسکتا ہے۔
یہ عقیدہ اُسکی قدرت کاملہ کو دھبہ لگانے والا اور خدائی زور کا مٹانے والا ہے۔
جن لوگون کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک ذات مین تین وصف ہون کہ
وہ خالق بھی ہو۔
پروردگار بھی ہو۔
قہار بھی ہو۔
**محال ہے۔**

اسواسطے وہ تین خدا علحدہ علحدہ مانتے ہین۔

(۱) برہما پیدا کرنے والا۔

(۲) بشن پرورش کرنے والا۔

(۳) مہیش (مہادیو) قہر کرنے والا۔

یہ اُنکی سخت غلطی ہے وہ آدمی کی حالت پر نظر کرین کہ وہ ایک ذات ہو کر کتنے اوصاف رکھتا ہے کہ سخی ہے۔ دولتمند ہے۔ عالم ہے۔ بہادر ہے۔ حسین ہے۔ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ لکھتا ہے پڑھتا ہے۔ چلتا ہے۔ پھرتا ہے۔ موجد ہے صدہا ہزارہا اوصاف ایک ذات مین موجود ہین یہ تو محال نہین اور خداوند تعالی مین ان تین صفتونکا ہونا محال وناممکن سمجھا جاے محض دعوی باطل ہے۔

تثلیث

اسی طرح سے جو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ اب (باپ) ابن (بیٹا) روح القدس (جبرئیل) یہ تینون وجود ہین جو مالک اور خالق زمین وآسمان ہین۔

یہ عقیدہ بھی فطرت اور قانون قدرت کے خلاف ہے کیونکہ باپ یا بیٹا ہونا انسانی خاصہ ہے اگر خدا کو باپ تصور کیا جائیگا تو وہ انسانی صفات سے جو الوہیت کے شایان نہین ہے متصف ہوگا اور جیسا خاصہ توالد تناسل کا انسانین ہے وہی خدا کی ذات مین ماننا پڑیگا۔

اگر یہ لوگ اللہ اور مسیح دونون کو قدیم جانتے ہین تو بیٹا ہونا ہی اس کے منافی ہے اسلیے کہ بیٹے کے لیے ضرور ہی کہ باپ کے بعد ہو اور یہ شان ہی حادث کی اور دونوکو حادث کہین تو حدا تشریف لیگئے اور اگر باپ کو قدیم بیٹے کو حادث جانین تو باپ بیٹے مین مجانست نہی مغائرت آگئی کچھ کام نہ نکلا بہر طور مقدمات دلیل فاسد اور دعوی باطل ہے۔

یہ عقیدہ مذہب کے اصل اصول کو ہی نسیاً منسیا کیے دیتا ہے۔

اس لیے کہ سب سے پہلا اور اعلی مسئلہ مذہب کا یہی ہے کہ بندہ یہ جانے کہ ہمارا مالک اور خالق کون ہے جب یہی اُسکو دریافت نہوا اور پہلے ہی مقام مین یہ بھٹک کر رہگیا تو آگے کا جانا معلوم۔

اس عقیدے مین چند عقائد ہین۔

**ایک** تو وہ جو **اقنوم** یعنی تین وجود کے قائل ہین جسکا بیان ابھی ہم کر آئے ہین۔
**دوسرے** وہ ہین جو یہ کہتے ہین کہ ان تینون یعنی **باپ۔بیٹا۔روح القدس** سے ذات باری کا وجود ہے۔
اسکی دلیل اُنکے نزدیک یہ ہے کہ بغیر تین امر کے واحد کا وجود محال ہے جیسے ایک کا ہندسہ کہ وہ درحقیقت دیکھنے اور سمجھنے مین تو ایک ہے مگر اس مین طول بھی ہے عرض بھی ہے عمق بھی ہے اسی طرحسے خدا کا وجود سمجھو۔
**تیسرے** وہ ہین کہ جنکا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالی نے بندونکی مغفرت کے لیے دُنیا مین اپنا بیٹا مسیح علیہ السلام پیدا کیا کہ وہ کفارہ سب گنہ گارون کے گناہ کا ہوجاے اور اُسکے سبب سے وہ سبکو بخشدے جو اُسپر ایمان لائین۔
یہ تینون عقیدے جو تمام یوروپ مین ایک دراز عرصے سے چلے آتے ہین جسکو ہزار برس سے زیادہ گذر گئے فطرت کے خلاف ہین۔
**پہلا عقیدہ** تو اہل ہنود کے مذہب کی موافق ہے کہ ان مین جو لوگ **برہما۔بشن مہیش** کو خدا کہتے ہین ویسے ہی یہ **اقنوم** کو یعنی جیسے برہما۔بشن۔مہیش خدائی کے مالک ہین اسی طرح سے انکے نزدیک باپ۔بیٹا۔روح القدس خالق عالم اور رب العالمین ہین پس ایک خدا کے تین خدا ہین۔
اس عقیدہ کا خلاف فطرت ہونا ہم اوپر بیان کر آئے ہین یہان یہ اظہار کرتے ہین کہ اس عقیدے کے لوگ موحد نہین مُشرک ہین۔
کسی نے کسی دیوتا کو خدا مانا کسی نے **کالکا دیوی** اور ماتا کو پرمیشر جانا اور کسی نے اُنکا بیٹا بنا کر بیٹے کو اور روح القدس کو اُنکی خدائی مین شریک سمجھا نتیجہ اور مآل کار دونونکا ایک ہے۔
یہ عقیدہ جو اہل ہنود کے مذہب سے ملتا ہے شہادت دیتا ہے کہ یا تو اہل ہنود کے پیشواؤن نے عیسائیون سے یہ سبق لیا ہے یا عیسائیون نے اُنسے۔

ہند اور یونان مین بھی ایک زمانے تک جو تعلق رہا ہے وہ کسی تاریخ دان سے پوشیدہ نہین کیا عجب ہے کہ مثل تناسخ کے یہ مسئلہ یونان کے عیسائیون سے اہل ہنود نے سیکھا ہو اور یہان آکر اپنے مذہب کی مطابق یہ شکل بنا لی ہو۔

تاریخ پکار رہی ہے کہ ساتوین صدی عیسوی تک **مصر - روم - یونان** مین عیسائی اور **ایران** مین بت پرستی - آتش پرستی کا مذہب درباری مذہب تھا اور ملک **عرب** مین گو کوئی مستقل سلطنت اُس وقت مین نہین تھی مگر **نصاری - یہودی - مشرکین** سب لوگون کے مذہب کا مجموعہ **عرب** تھا اور ہندوستان مین رعایا برایا اور دربار کا مذہب علی العموم بت پرستی تھا۔

چونکہ ان ملکون کا سلسلہ آپس مین ملا ہوا ہے ایک ملک سے ایسے عقائد دوسرے ملک مین اور اُس سے تیسرے ملک مین پھیل گئے یہی وجہ ہے کہ اہل ہنود کا مذہب مجموعہ تمام مذاہب کا ہے۔ تھوڑی بہت سبکی تقلید کو اپنا شعار کیا ہے۔

**ایک** تو وہ ہین کہ جو برہما - بشن - مہیش کو خدا مانتے ہین۔

**دوسرے** وہ ہین کہ جو ہیں اوتار اور تینتیس کروڑ دیوتا کو خدا جانتے ہین۔

**تیسرے** وہ جو آگ کو دیوتا اور خدا سمجھتے ہین۔

**چوتھے** وہ ہین کہ ان سبکے سوا **دیوی** کو خدا جانتے ہین اور دیوی بھی ایک نہین صدہا دیوی ہین۔

**پانچوین** وہ ہین کہ جو ہیں **جگن ناتھ** کو خدا کہتے ہین اور پارسناتھ جی کی پوجا کرتے ہین۔ یہودی اور عیسائی **بیت المقدس** کی زیارت کرتے اور اُسکو **بیت اللہ** سمجھتے تھے۔ عرب کی قومین **خانہ کعبہ** کو اپنا زیارت گاہ جانتی تھین اور احرام باندھکر وہان جاتی تھین اور سر منڈاتی بال کترواتی تھین **آب زمزم** وہانسے لاتی تھین جیسا کہ اہل اسلام مین اب تک رائج ہے۔ اہل ہنود نے اُسکی جگہ **ہردوار** مقرر کیا جو بعینہ **بیت اللہ** کا ترجمہ ہے۔

یہ بھی وہان بال منڈاتے اور احرام باندھتے اور گنگا جل کی شیشیان وہان سے بھر کے لاتے ہین
پہلے یہود۔ نصاریٰ زکوٰۃ یا صدقے کے مال کو باہر نکال کر رکھتے تھے ایک قدرتی آگ کا
شعلہ اسکو جلا دیتا تھا اہل ہنود نے اسکی جگہ ہوم قائم کیا جو اب تک اُنکے یہان ہوتا ہے اور
صدہا من گھی تیل۔ غلہ وغیرہ آگ کی نذر کیا جاتا ہے۔

**بیاس جی** جوبید کے مصنف ہین انھون نے **ایران** مین جاکر مذہب **زردشت** اختیار
کیا اور یہان آکر آتش پرستی کا رواج دیا جسکی تصدیق پارسیونکی کتابین کرتی ہین۔
جب سے اہل ہنود آگ کو **اگن دیوتا** کہنے لگے اور راجپوتانے مین عام وخاص آگ
کو **باسدیو** کہتے ہین۔

یہ سب گل کھلایا ہوا اُسی عقیدۂ تثلیث کا ہے بعض قصے بھی اُنکے **اہل کتاب** کے
قصون سے ملتے ہین **ہرناکش** اور پہلاد کا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود بادشاہ
کے قصے سے مشابہت تام رکھتا ہے اور اُسی واقعہ کی یادگار **ہولی** کا تہوار ہے جسکی صورت
امتداد زمانہ اور جہالت کی وجہ سے کچھ کی کچھ ہو گئی ہے۔

ایسی ایسی مذہبی باتین تبلا رہی ہین کہ مغربی ملکون کے میل جول سے جو کسی زمانے مین تھا
برہمنون نے وہی عقائد اس ملک مین جاری کر دیے اور اُنمین کسیقدر رد و بدل کر دیا۔

**تناسخ** جسکو **آواگون** کہتے ہین **یونان** کے دہریون کا مسئلہ تھا جو اہل ہنود نے
اختیار کر لیا اسی طرح سے جس نفس بھی اُنین سے بعض کا شیوہ تھا جو یہان رواج پا گیا اور اسکو
عبادت تصور کر لیا جس پر آجکل کے آریہ زور دے رہے ہین۔

اہل ہنود کی بہت سی باتین یہود و نصاریٰ اور زردشتیون سے ملتی ہین۔

**یہود و نصاریٰ** نے حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنایا تو اہل ہنود نے
بجائے اُسکے **اوتار** مقرر کر لئے کہ خود ذاتِ باری نے حلول کیا ہے اور سرکشون
کی تنبیہ کے لیے جنم لیا ہے۔

یہ خیال اور یہود و نصاریٰ کا عقیدہ دراصل ایک ہے۔
لطف یہ ہے کہ خود نصاریٰ کے علما اس مسئلے مین حیران ہین اور وہ کوئی دلیل اسکی اپنے پاس نہین رکھتے صرف آبائی تقلید سے اسکی پابندی کرتے ہین۔ زیادہ افسوس دانایان فرنگ کی دانائی پر آتا ہے جنھون نے ادنیٰ حالت سے اعلیٰ درجے کی ترقی کی ہے اور وہ اپنی کتابون اور تاریخون کے دیکھنے سے تجربہ کار اور واقف کار ہوگئے ہین کہ اس آبائی تقلید کی وجہ سے اُنکی قوم نہایت تاریکی مین پڑی ہوئی تھی اور علی العموم اوہام باطلہ مین مبتلا اور رسم کی پابند تھی جب تک ان عقائد موہومہ جاہلانہ کو ترک نہین کیا گیا ترقی کا زینہ ہاتھ نہین آیا۔
دنیا کی اصلاح اُنھون نے خوب کی دولت و عزت مین آج وہ تمام قومون سے سبقت لے گئے ہین مگر مذہب مین ہنوز اُنکا قدم پیچھے ہے۔
سب باتون مین اپنا طرز آبائی بدل دیا نہ وہ کھانا ہے نہ وہ لباس نہ اگلا طریق معاش جو بات ہے نئی وضع اور نئے انداز کی لیکن مذہبی خیال وہی چلے جاتے ہین اور تثلیث کے باطل عقیدے پر بلا دلیل جمے ہوئے ہین۔
یہ غور نہین کرتے کہ یہ عقیدہ شرک کا ہے جس سے مذہب باطل ہوتا ہے خداوند تعالیٰ کو جب تک وحدہ لاشریک نہین تسلیم کیا جائیگا دین حق نہین سمجھا جا سکتا ہے۔
دوسرا عقیدہ جو یہ ہے کہ بدون تین کے واحد کا وجود نہین ہو سکتا جیسے ایک کا ہندسہ کہ وہ دراصل ایک ہی مگر اُس مین طول و عرض بھی ہے اسیطرح سے خدا سمجھو کہ وہ خود اور مسیح اور روح القدس فی الحقیقت ایک ذات ہے۔
یہ عقیدہ اور پہلا عقیدہ نفس الامر مین تو ایک ہے ظاہرا اسکی شکل جداگانہ معلوم ہوتی ہے ورنہ یہ عقیدہ پہلے عقیدے کی ایک دلیل ہے ہان اتنا تفاوت ضرور ہے کہ وہان تین وجود علیحدہ علیحدہ تسلیم کیے گئے ہین اور یہان ہر سہ وجود کا ایک وجود مانا گیا ہے

اور سمجھانے کے لیے ایک مثال دی گئی ہے جسمین صریح مغالطہ ہے کہ ایک کے واسطے صرف طول اور عرض کو لازم کر کے محدود کر دیا حالانکہ اسی پر حصر نہین ہو سکتا جس شے کے لیے طول اور عرض کو لازم کرو گے اُسکے واسطے جسم اور جہت اور مکان اور زمان اور رنگ اور وضع بھی ازروے فطرت ماننی پڑیگی صرف تین پر حصر نہین ہو سکتا۔

جو یہ خیال گذرے کہ اگر خداوند تعالی کو ہم واحد ہی تسلیم کرین اور اُسکی ذات کو بیٹا اور روح القدس سے پاک اور منزہ سمجھ لین تب بھی ازروے فطرت یہ قباحت جو اوپر بیان کی رفع نہین ہو سکتی اور ہمنے تو تین پر ہی حصر کیا ہے تمکو زیادہ معبود ماننے پڑینگے۔

لیکن جس حالت مین ذات باری تعالی کو آپ یہ تسلیم کرینگے کہ وہ بالکل فطرت انسانی و حیوانی و انجادی سے پاک۔ مبرّا اور نرالا ہے اور وہ ذات ہی اسطح کی ہے کہ جو ہمارے وہم اور گمان سے اعلی ہے جسقدر اجسام ہماری نظر سے گذرتے ہین وہ بات کسی ایک مین بھی نہین پائی جاتی اور ہمکو اسقدر فہم نہین کہ اگر اُسکی حقیقت ہمارے ذہن نشین کی جاے تو ہمارے قیاس اور ادراک مین وہ آجائے۔

آفتاب اور شعلے کا مٹھی مین آنا اور سمندر کا کوزے مین سمانا جیسا ناممکن ہے ایسا ہی ذات باری تعالی کی ماہیت ہمارے ادراک اور وہم اور قیاس مین آنی محال ہے۔

دنیا مین اُسکا سا کوئی جسم اور کوئی شے ہم نہین دیکھتے اُسکی ذات تو اُسکی ہی ہے اُسکے اوصاف پر نظر کرو کہ وہ کن اوصاف سے موصوف ہے تو یہ خدشہ دل سے رفع ہو جائیگا۔

حلم اُسکا ایک وصف ہے اور یہ وصف انسان مین بھی ہے مگر خداوند تعالی کے حلم کے روبرو انسان کا حلم بالکل بے حقیقت ہے۔

آدمی کیسا ہی حلیم اور بردبار کیون نہو جہان اپنے کسی مطیع اور فرمان بردار کو خلاف حکم دیکھا اور غضب مین آیا خداوند تعالی لاکھون نافرمانیان ہزارون سیہ کاریان آدمیون کی ہردم دیکھتا ہے اور ویسے ہی انعام اور اکرام کیے جاتا ہے اور غضب مین نہین آتا۔

| خدائے راست مسلم بزرگواری و حلم | کہ جرم بیند و نان برقرار میدارد |
|---|---|

رحم اسکا اس درجہ وسیع ہی جسکی انتہا کسی نے نہین پائی ادنیٰ اُسکا یہ ہو کہ اگر اس سے التجا کے ساتھ طلب کرو تو وہ خوش ہوتا ہے اور جو نہ مانگو تو نہ مانگنے سے ناراض یہی معنی رحمٰن کے ہین۔

غفور اتنا بڑا ہے کہ جس قصور مین کسیکو پکڑ کر اسکی مغفرت کریگا تو وہ مغفرت ایسی ہوگی کہ پھر کسیکو اُس گناہ مین ماخوذ نہین کریگا۔

علیم اس درجہ ہے کہ ہر ایک وقت مین سورج۔ چاند۔ زمین۔ آسمان۔ عرش و کرسی اور ما فیہا کے جملہ حالات سے بھی کما حقہ علم رکھتا ہے اور کیڑے جو زمین پر چل رہے ہین اُنکو بھی جانتا ہے اور اُنکی آرزونکا علم رکھتا ہے۔

قادر اتنا بڑا ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو صرف یہی فرما دیتا ہے کہ "ہوجا" جسکے فرمانے کے ساتھ فوراً وہ کام ہو جاتا ہے۔

غرضکہ اسکے اوصاف مین ہی ہماری عقل حیران اور پریشان ہے جب صفات ہی اُسکی ہماری خرد مین نہین اسکتین تو ذات مین ہم کیا گفتگو کرسکتے ہین۔

| "تو کار زمین را نکو ساختی | کہ با آسمان نیز پرداختی" |
|---|---|

صفات تو صفات انسان اُسکی ادنیٰ مخلوق کی حقیقت دریافت نہین کرسکتا۔

یہ اُسکی انتہا درجے کی جسارت ہے کہ وہ ذات الٰہی کی حقیقت دریافت کرنے کے درپے ہو جاتا ہے اور اپنی اصلیت پر نظر نہین کرتا ہے اور یہ نہین جانتا ہے۔

| "کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند | بلا احصی از تک فرو ماندہ اند" |
|---|---|

| | | |
|---|---|---|
| اے در تگ و پوئے تو ز آغاز | عنقائے نظر بلند پرواز | فکر تو بدل خیال بگداخت |
| اوج تو ز مرغ بال بگداخت | دانا کہ بکنہ راہ او بست | بر کنگرہ شعلہ تار مو بست |
| این مرحلہ گرچہ دل نشین ست | ہشدار کہ بادش آتشین ست | توحید تو ہر کہ راند در قیل |

| قرگان زندش طمانچہ برو | گردیدہ نظر کند بدان سو | بر مور چہ زد عماری فیل |
| --- | --- | --- |
| حیرت رہ معرفت گرفتہ" | | ذات صفت صفت گرفتہ |

اسی واسطے اُسکو "سبحان" کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے علیحدہ اور نرالا ہے۔
ایسا یقین کرنے سے کوئی ضرورت ہمکو نہ اُسکے جسیم اور وسیم اور طویل اور عریض ماننے کی پڑتی ہے اور نہ مکان اور زمان اور جہت اُسکے لیے لازم ہو سکتی ہے۔
کیونکہ وہ وجود ہی فطرت سے نرالا ہی فطرت تو اُسکی مخلوق ہے اور وہ خالق۔
اس سے جب ہم یہ سمجھ لینگے کہ اللہ کی ذات موافق فطرت کے نہین ہے اور فطرت خود مخلوق ہے اور وہ اس قاعدہُ فطرت سے علیحدہ اور نرالا ہے تو اسپر ہم وہ خلقی قاعدہ جو ازروے فطرت دیگر اجسام پر چلاتے ہین نہین وارد کر سکینگے اور یہ جانینگے کہ وہ ذات ہی ایک نرالی ذات ہے جسکا نہ کوئی شریک ہے نہ عدیل نہ اُسکے باپ ہے اور نہ وہ کسی کا باپ نہ اُسکو عورت کی ضرورت ہو نہ کسی مرد کی اُس وقت دل خود بخود یہی اقرار کریگا کہ "سبحانک لاشریک یا ہو" اس خیال سے کوئی نقصان عائد نہین ہو سکتا۔
کس لیے کہ خداوند تعالی جو خالق کل موجودات کا ہے وہ ایسا ہی ہونا چاہیے کہ نہ اُسکا کوئی نظیر ہو نہ شریک۔ اگر ہم یہ تسلیم کرینگے تو نظیر اور شریک ہونے کا ثبوت ہمکو دینا پڑیگا جو قطعی محال ہے اور اُنکے اختیارات اور اُنکی جداگانہ قدرتین تسلیم کرنی پڑینگی۔
خداوند تعالی کا کوئی نظیر ہوتا تو آسمان و زمین اتنے عرصے تک ہرگز قائم نہ رہتے وہ مقابل کا حریف اُنکو تہ و بالا کر دیتا یا دوسری جگہ اُٹھا کر لیجاتا اور جو کوئی خدائی مین شریک ہوتا تو وہ اپنا کارخانہ ضرور ظاہر کرتا یہ عالم اس طرح سے ہرگز برقرار نہ رہتا۔
ایک پادری صاحب سے کسی نے پوچھا کہ مسیح علیہ السلام خدا کا بیٹا سپوت ہے یا پوت ہے یا کپوت ہے اگر سپوت ہوتا تو اس سے بہتر عالم بنا کر دکھلاتا اور باپ کے کارخانے کو ترقی دیتا مگر عالم بدستور ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ سپوت نہین۔

جو پوت تسلیم کرین تو پوت کے واسطے یہ لازم ہے کہ باپ کی برابر کرکے دکھلائے مسیح علیہ السلام نے کوئی عالم بناکر نہین دکھلایا باپ کے ہی مکان مین اقامت کی اور باپ کے ہی سرمایہ سے زندگی گذاری اس سے ظاہر کہ وہ پوت بھی نہین ہے۔

تیسری صورت کا بیٹا کپوت ہوتا ہے جو باپ کے کارخانے اور سرمائے کو درہم برہم کردے سو یہ کارخانہ دنیا کا ویسے ہی چل رہا ہے اور جہان قائم اور برقرار ہے اس سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کپوت بیٹا بھی نہین ہے۔

اب فرمائے کہ مسیح علیہ السلام جسکو آپ خدا کا بیٹا قرار دیتے ہین کیسے بیٹا ہوسکتا ہے۔

یہ وہ مدلل مسئلہ لاجواب تھا کہ پادری صاحب کو بجز سکوت کے کیا جواب آسکتا تھا۔

**تیسرا** جو یہ عقیدہ ہے کہ دنیا مین بندونکی مغفرت اور نجات کے لیے خداوند تعالیٰ نے اپنے بیٹے مسیح علیہ السلام کو بھیجا کہ وہ کفارہ سبکے گناہون کا ہوجاے تاکہ جو اُسپر ایمان لائین اُن کو وہ بخشدے۔

یہ خیال بھی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ دین ازروے فطرت ہے اور خاص غرض دین کی یہی ہے کہ سب بنی نوع انسان خدا کو مانکر اُسکا خوف کرین اور گناہ سے بچتے رہین کیونکہ نظام عالم جبھی قائم رہسکتا ہے کہ علی العموم مذہبی خیال لوگونکو ہو ورنہ اس خیال کے نرکھنے سے نہ دنیا مین امن ہوسکتا ہے اور نہ مخلوق کو آسایش۔

اسی خیال نے یہ سب باتین کررکھی ہین جس سے دنیا مین یہ بہار آرہی ہے اور لوگ اگرچہ مختلف مذاہب رکھتے ہین مگر قتل۔چوری۔زناکاری۔دغا فریب کو سب گناہ کبیرہ سمجھتے ہین۔وہ کیا چیز ہے جسنے اُنکے دل مین ان امور کو جرم قرار دیا ہے وہ خیال صرف عاقبت کا ہی خیال ہے جو اُنکو خوفزدہ کررہا ہے اور وہ گناہونکے ارتکاب سے ڈرتے ہین اسی پر امن خلائق کا مدار ہے۔

جب لوگ یہ سمجھ لینگے کہ ہمارے گناہون کا بار مسیح علیہ السلام نے اُٹھالیا ہے تو اُن کو گناہ

کرنے کی جراءت ہوگی اور وہ گناہ کرتے ہوئے ہرگز خوف نہین کرینگے ملک مین کثرت ارتکاب
سے فتنہ اور فساد پھیل جائیگا امن و آسایش نام کو نہ رہیگی۔
قدرت نے جو مذہبی خیال سبکے دل مین ڈالا ہے وہ باطل ہو جائیگا اور نظام عالم مین برہمی پڑجائیگی
پس جو مذہب معصیت اور گنہگاری سے لوگونکے دل کو اطمینان دلاتا ہے وہ مذہب مین فطرت کے خلاف ہے
کیونکہ اقتضاے فطرت یہی ہے کہ کوئی کسی کا بار گناہ نہین اٹھا سکتا۔
کرے کوئی اور بھرے کوئی محض انصاف کے خلاف ہے۔ یہ مسئلہ ایجاد بندہ ہے ایسا دین
خدائی دین نہین ہو سکتا جسکا بطلان ظاہر۔

# "رسالت"

## دوسرا اصول مذہب کا "رسالت" ہے

تجربے سے معلوم ہوا کہ عقل جو قدرت نے ہمکو عطا کی ہے وہ ایک ایسا چراغ روشن جسم
مین ہے جو ہمکو ہر ایک تاریک اور نورانی جسم کی جہان ہماری نگاہ نہین پہونچ سکتی نہ دیگر حواس
پہونچ سکتے ہین خبر دیتی ہے ہر ایک نیک و بد ہمکو اُسکے ذریعے سے دریافت ہوتا ہے۔
جو امر ہنوز ظہور مین نہین آیا اُسکی صورت بنا کر یہ عقل آنکھون کے سامنے کھڑی کر دیتی ہے کہ اگر
ایسا کروگے تو ایسا ہوگا۔
وہ ہمکو نیکی کی جانب رجوع کرتی ہے اور بدی سے ہمکو بچاتی ہے۔
اس مین اور اُس خواہش مین جو ہمکو بدی کی جانب راغب کرتی ہے ہمیشہ اختلاف رہتا ہے
جب یہ غالب ہو جاتی ہے تو ہم اُس بدی سے محفوظ رہتے ہین ورنہ اُس خواہش نفسانی مین
مبتلا ہو کر گنہگار اور مجرم ہو جاتے ہین۔
اس عقل کا فطرتی خاصہ یہ ہے کہ وہ جہانتک ممکن ہو آدمی کی اصلاح اور تہذیب اور شایستگی

اور بہبودی مین کوشش کرے اور اُسکو خداوند تعالی کی نافرمانی اور گنہگاری سے بچائے۔
اگر یہ چراغ روشن آدمی کے جسم مین نہوتا تو یہ محض نکما اور ناکارہ تھا۔
جب اس مین فرق آجاتا ہے تو آدمی دیوانہ ہوجاتا ہے اور کچھ بھی اپنا نیک و بد نہین سمجھتا نہ اپنے مال کی حفاظت کا اُسکو خیال ہوتا ہے نہ جان کے تلف کرنے کا ملال۔
عزت۔ دولت۔ راحت۔ کلفت۔ ذلت کسی کی جانب بھی اُسکی نظر نہین رہتی
درحصل یہ عقل ہماری نہایت درجہ محافظ اور صلاح کار اور اعلی درجے کی مفید مطلب چیز ہے۔
لیکن جہان اس مین تمام خوبیان اور سرتاپا نکوئیان ہین وہان اتنا نقص بھی اُسکو لگا ہوا ہے کہ یہ خطا سے محفوظ نہین۔
کیسا ہی عقلمند اور ذکی اور فہیم ہو مگر کسی نہ کسی وقت وہ ضرور خطا کھا جاتا ہے اور کوئی رائے ایسی دیتا ہے جسکا نتیجہ نہایت ہی مضر اور خراب نکلتا ہے۔
**یونان** کی عقل نہایت مشہور اور مسلم ہے **بطلیموس** وہانکے حکما مین اعلی درجے کا عقلمند اور دانا حکیم ہوا ہے جسکے مقلد **افلاطون** اور **ارسطو** جیسے مشہور اور نامی فلاسفر ہو گذرے ہین اسکی رائے تھی کہ زمین ساکن ہے اور آسمان کو گردش ہے۔
یہ عقیدہ تمام دنیا مین پھیل گیا اور ہزارون برس تک لوگ اسی بات کے قائل رہے اور زمین کے سکون اور افلاک کی گردش پر صدہا رسالے تصنیف ہوئے اور ہنوز بھی کروڑہا آدمی اسی پر جمے ہوئے ہین۔
بعد مین جو ایک حکیم حاذق اُسی ملک یونان مین **فیثاغورث** ہوا تو اُسکی عقل بطلیموس کے خلاف اس جانب گئی کہ زمین آفتاب کے گرد پھرتی ہے اُسنے اس طرح سے دلائل روشن کے ساتھ اس مسئلے کو لوگون کے ذہن نشین کیا کہ بہت آسانی سے لوگ سمجھ کر حیران رہگئے اور خداوند تعالی کی اس قدرت کو دیکھکر انکی عقل دنگ ہوگئی اور کوئی تردید عمدہ براہین کے ساتھ اُسکے دعوی کی وہ نہین کرسکے۔

اسکے بعد جو حکما ہوئے سب نے فیثاغورث کی رائے کو پسند کیا اور بطلیموس کی رائے کو باطل-
اس سے معلوم ہوا کہ عقل خطا سے محفوظ نہین ہے اور جسکے واسطے فطرتی خطا لگی ہوئی ہو کہ
وہ غلطی بھی کرتی ہے تو اسپر اعتماد کامل نہین کیا جا سکتا-
دنیا مین کوئی عقلمند یہ دعوی نہین کر سکتا کہ میری عقل کبھی خطا نہین کرتی نہ آجتک کسی نے یہ دعوی کیا-
جس حالت مین عقل کی یہ کیفیت ہو کہ وہ خطا سے محفوظ نہین اور روح کی شایستگی اور تہذیب کے
لیے دھرم یعنی دین لازمی ہے تو روح کو صرف عقل کے بھروسے پر چھوڑنا اور دین کا مدار عقل پر
رکھنا خلاف فطرت تھا-
کیونکہ جس حالت مین عقل کی نسبت غلطی کا احتمال ہے اور مذہب ایک امر غیبی اور اسرار الٰہی
ہے تو لازم ہوا کہ کوئی چیز عقل کے سوا انسان کی روحانی صلاح کے لیے ایسی ہونی چاہیے کہ
جو خطا سے محفوظ ہو اور وہ ایسی چیز ہو جس مین کوئی احتمال کسی قسم کا باقی نہ رہے اور وہ
منجانب اللہ ہو تا کہ اسکو سب آدمی محکم سمجھ کر یقین کرین اور اس کا اتباع کرنے سے حیات
جاودانی کا لطف اُٹھائین-
اسکے واسطے قدرت نے بندونکی روحانی صلاح کے لیے رفع حجت کی غرض سے **الہام** کا
قاعدہ مقرر فرمایا جسمین خطا کا احتمال تک نہین ہے-
اسی کا نام پیام الٰہی اور اسی کا نام **وحی** ہے پھر جبکہ یہ پیام خالص اور خطا اور جملہ عیوب سے
پاک وصاف تھا اسکے واسطے مقتضائے فطرت لازم ہوا کہ جس پر وہ پیام نازل ہو وہ بھی
ازروے فطرت نہایت سچا اور خالص اور سنجیدہ انسان ہو جسمین گناہ اور نافرمانی کا فطرتی اثر
نہووے اور خدا کے احکام پہونچانے اور اُنکی اشاعت کرنے مین ہر دم ساعی اور قوم کا بجان
و دل ہواخواہ اور سچا ریفارمر ہو-
وہ کسی ذاتی غرض سے غرض نہ رکھتا ہو خالص خدا کے واسطے لوگون کی تہذیب اور روحانی
اصلاح کرتا ہو وہ خود مقدس ہو ایماندار ہو معصوم ہو-

خداوند تعالیٰ کے احکام کا پورا پابند اور جملہ گناہون سے پاک اور منزہ ہو اور ان احکام کی تعمیل مین خواہ اُسکے مال کا خواہ اُسکے اہل وعیال کا یا اُسکی جان کا گو کیسا ہی نقصان ہو اور اُسکو قوم کیسے ہی عذاب دے قسم قسم کے مصائب اُسکو اُٹھانے پڑین خواہ کوئی اُسکو جلتی ہوئی آگ مین ڈالدے یا اُسکے گلے پر چھری پھیر دے مگر وہ اُس کلمہ حق سے باز نرہے تمام دنیا اور اُسکی جملہ کائنات کی رائی کے دانے کی برابر بھی اُسکی نگاہ مین وقعت نہوئے۔

ایسے شخص مقدس کو قدرت نے فطرت کی رو سے اُس **الہام** اور **وحی** کے لیے منتخب کیا اور وحی سے اُسکی تصدیق فرمائی کہ "یہ ہمارا نائب اور برگزیدہ بندہ ہے جو کہے اُسکو سُنو اور بسر وچشم منظور کرو"۔

"اگر اسکا حکم نہین مانو گے اور دوسرونکے کہنے سنے کی موافق اُسکے خلاف مین ہوگے تو آسمانی عذاب نازل ہونگے"

"دنیا مین رسوائی اور بلا اور آخرت مین دائمی عذاب دیا جائیگا اور روسیاہ ہوکر میدان حشر مین پکڑے ہوئے آوگے اور جو اطاعت اور فرمانبرداری کروگے تو دنیا مین عزت کے ساتھ بسر کروگے اور عاقبت مین حیات جاودانی اور عیش وکامرانی کا مزہ اور لطف اُٹھاوگے"

"ایک ایسے عمدہ اور پاکیزہ عشرت منزل مین تمکو رکھا جائیگا کہ جسکے آرام اور عیش کا لطف تمھاری عقل مین بھی نہین آسکتا ہے"

"فرمان بردار بندون کے واسطے جسقدر آرام اور عیش کی زندگی اعزاز کے ساتھ بعد مرنے کے ہے ویسا لطف اور عیش نہ آجتک کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور نہ کسی کے دل مین ایسا خیال گذرا"

قدرت نے اپنے ایسے منتخب اور رسیدہ اور برگزیدہ بندے کو لقب **رسول** ونبی کا از روے وحی عنایت فرمایا معجزات اور فطرتی اثر نے شہادت دیدی کہ یہ وہ مقدس اور بزرگ لوگ ہین جو وحی کے لیے منتخب کیے گیے ہین۔

جس وقت **آدم** علیہ السلام کا ظہور دنیا مین ہوا اسکے ساتھ ہی وحی کا نزول کیا گیا۔

آدم علیہ السلام جن سے نسل انسان کی چلی اور جنکو مذہب ثلثہ آدم اور مجوسی آباد اور مشرکین آدا اور مہادیو کہتے ہین بہشت سے نکالے گئے تھے۔

اگرچہ مشرکین اس طرح سے حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا مین آنے کی تصدیق نہین کرتے اور اس بارے مین اُنکے مختلف اقوال ہین لیکن یہود۔ نصاری مسلمان سب متفق ہین اور اُنکی آسمانی کتابین اسکی شاہد۔

یہ آدم علیہ السلام سب سے پہلا انسان پہلا نبی پہلا رسول اور سب آدمیونکا باپ جو اس وقت روے زمین پر ہین اور ابتداے آفرینش انسان سے ابتک گذر چکے ہین۔

یہ ضرور ہے کہ جس شخص نے نعماے جنت کا لطف اُٹھایا تھا اور وہ فلک الافلاک کی سیر کر رہا تھا اور مسجود ملائک تھا جب اس تودۂ خاک پر پٹکا گیا ہوگا تو کیسا کچھ صدمہ اور غضب کا حادثہ اُسکے دل پر نہ ہوا ہوگا ایسے وقت مین جب تک پیام الٰہی نے اُسکو اُسی مقام سکے ملنے کا مژدہ نہین سُنایا ہوگا اُسکا غم فرو نہین ہوا ہوگا۔

اسواسطے اول وحی اُسپر یہی نازل ہوئی کہ "آیندہ ہماری ہدایت پر جو ہم وحی اور الہام کے ذریعے سے وقتاً فوقتاً نازل کرتے رہینگے تُو اور تیری اولاد عمل کریگی تو وہی مقام پھر ہمیشہ کے لیے اسطرح سے نصیب ہوگا کہ وہانسے کبھی نکالے نہین جاؤ گے سو چند روزہ اُس قیام دنیوی مین کہ صبر کرو اور دنیا مین جو ساگ پات۔ غلہ وغیرہ کاشتکاری سکے ذریعے سے حاصل کروگے وہی تمھاری غذا ہے جُوتو۔ بوؤ۔ کماؤ اور کھاؤ"۔

اگر اُسوقت وحی رہبری نکرتی تو آدم علیہ السلام کے کھانے پینے رہنے سہنے کا کچھ بھی بندوبست نہوتا۔ اسی وحی نے غلے کا بونا زمین کا جوتنا۔ پیسنا۔ پکانا سب تعلیم کر دیا۔

پھر جب زمین پر آدمیون کی کثرت ہوگئی اور دنیوی امور مین ایجادین ہونے لگین اور خود آدمی اپنی عقل خداداد سے انتظام تمدن کرنے سگے اور بندے خداوند تعالی کی نافرمانی کی جانب مائل ہونے لگے اور فطرتی اصول کے خلاف وہ بت پرستی کرنے لگے اور بعض یہان تک

سرکش ہوگئے کہ وہ اپنے جاہ وحشم پر مغرور ہوکر اپنے کو خدا کہلانے لگے تو اُس وقت وحی کہا
نافرمانی اور سرکشی کے دور کرنے کے لیے خاص روحانی صلاح کے واسطے نازل ہونے لگی
جسکی فرمانبرداری کوئی فریق ہمیشہ کرتا رہا اور وہی فریق فرمان بردار اور خداپرست کہلایا باقی فریق
جو اُسکے خلاف مین ہے وہ منکر اور نافرمان کے نام سے نامزد ہوئے اور پھر اُنمین بہت سے فریق
ہوگئے اور نفاق بڑھتا چلا گیا۔

باہمی فساد اور خونریزی نے یہ تفرقہ ڈالا کہ بنی نوع انسان جو سبکو ایک باپ کا بیٹا سمجھتے تھے
ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے اور ایک فریق دوسرے فریق کو غیر جنس خیال کرنے لگا۔

امتداد زمانے نے وہ برادرانہ رشتہ منقطع کر کے تقلید آبائی کو مذہب اور قوم بنا دیا جسکو جہالت
نے رنگ برنگ کے جلووں سے وہ رنگ دیا جسکی صورتین اور طرزین آج ہزاروں قسم کی ہم دنیا مین دیکھ رہے ہین
یہ ہے روحانی خاکہ جسکی سطح سے خاک گھر گھر اُڑائی جارہی ہے اور اُسکو مذہب حقانی اور سچا دھرم
یقین کیا جارہا ہے۔

جب لوگ حقیقت سے دور ہوکر آبائی تقلید پر جم گئے اور پیغمبر وقت کے فرمان کو وہ اپنی ضد اور سرکشی
سے جھٹلانے لگے اور اُسکی جان کے لاگو ہوگئے اور یہ وتیرہ اُنھون نے اختیار کرلیا کہ آبائی طریق
گو کیسا ہی خراب۔ ذلیل۔ بیہودہ اور محض جھوٹا ہو اُسکو ہرگز ترک نہین کرنا چاہیے
نہ اُسکی تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ تفتیش کی حاجت اپنے وہم اور گمان سے جو بزرگون نے شیوہ
اختیار کیا ہے وہ مسلم اور قطعی فرمانِ ناطق ہے۔

ایسی حالت مین وہ گمراہ اور بے دین کیسے نہوتے اصل گمراہی کا سبب یہی خیال ہے جس کا
نام تقلید آبائی ہے۔

اگر سب لوگ اس ناقص خیال کو چھوڑ دین اور باپ دادا کے قدم بقدم چلنے کی پیروی نکرین تو
بہت جلد اور بکثرت وہ راہ راست پر آجائین اور اس گمراہی سے جسنے اُنکی روح کو مکدر اور خراب
کر رکھا ہے نجات پائین۔

یہ بحث ہمنے کتاب المہدی مین بھی کی ہے۔

تقلید آبائی کا خیال سب فریق مین ہے لیکن ان لوگون نے جو مذہب کو نہایت ہی اہم اور حیات ابدی کا ذریعہ جانتے ہین اُسکی حقیقت کو دریافت کیا ہے۔

انکو خداوند تعالی پر یقین ہے کہ بعد مرنے کے ہم اسیکے روبرو پیش کیے جائینگے اور وہ ہم سے سب طرح کا مواخذہ کرنے والا ہے جسکے روبرو کسیکی قرابت کسی کی حمایت کچھ فائدہ نہ دے گی جو عذاب ثواب ہوگا وہ بھگتنا اور اُٹھانا پڑیگا۔

تقلید آبائی کی برابر کوئی دشمن انسان کا نہین ہے اسنے لاکھون کو غارت کردیا کروڑون گھر برباد کردئے ملک کے ملک تہس نہس ہوگئے۔

آدمی کو آنکھین دی گئین عقل دی گئی ہوش و حواس سب اسی غرض سے قدرت نے دیے ہین کہ یہ دوسرونکے بھروسے پر نرہے اپنی سعی اور محنت سے فوائد دارین حاصل کرے۔

جنکو یہ سمجھ ہے وہ ہرگز اُس آبائی تقلید کے دام فریب مین نہین آتے ہین فوراً اُس سے کنارہ کرکے علیحدہ ہوجاتے ہین اور شب و روز اُنکے خیالات عالم بالا کی جانب لگے رہتے ہین جیسا کہ مسافر بار بار گھڑی کو چلنے کے وقت کے انتظار مین دیکھتا ہے اسی طرحسے یہ کبھی اپنے قوی پر کبھی اعضا پر کبھین بالون کی سفیدی پر کبھین بدن کے ضعف پر نظر کرکے آمادہ ہوتے ہین کہ اب اُنکی مین زیادہ وقفہ نہین اور جسقدر رُکنے ہو سکتا ہے وہ اپنا کوئی وقت ضائع نہین کرتے سفر کی تیاری مین ہردم مستعد رہتے ہین اور جو کام کرتے ہین وہین کا فائدہ سمجھکر کرتے ہین اور ان کو کچھ خیال اور کسی نفع یا نقصان کا نہین ہے وہ دنیا کے غم اور عیش کی کچھ پروا نہین کرتے بڑا فکر اُنکے دل کو وہین کا لگا ہولے جہان اُنکو ابدالآباد رہنا ہے۔

ایک دراز عرصے تک فرمان بردار بندے رسالت ہی جانتے رہے اور خدا کی توحید اور انبیا کی رسالت کے وہ قائل رہے۔

پہلا اصول جو قائم کیا گیا وہ یہی تھا کہ "ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

اسی اصول کو سب ایماندار بندون نے تسلیم کیا اور ایک ہی خدا کی پرستش ملک در ملک ہوتی رہی۔ انبیا کا فریق جو ہر ایک ملک اور علاقے مین پیدا ہوا وہ بہی منادی کرتا رہا کہ خدائے واحد کی عبادت کرو اور کسی کو اُسکے حکم مین شریک مت سمجھو۔

طبائع کا اختلاف فطرتی خاصہ ہے سب سے پہلے اختلاف ان فرمان بردارون مین اُن لوگون نے کیا جو موسی علیہ السلام کے پیرو کار تھے کیونکہ اس سے پہلے اختلاف اس فریق مین نہین پایا جاتا۔

اس فرقے کے اکثر آدمیون نے اپنی جہالت اور ضد سے حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت سے انکار کیا اور اونکی جان کے دشمن ہوگئے اور اپنے اور عیسائیون کے عندیہ مین اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا اور اپنے اختلاف و انکار کی حجتین اور دلیلین قائم کرنی شروع کین۔

**موسی** علیہ السلام کو نبی آخر الزمان اور عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اُنھون نے قرار دیا۔

سب سے اول قانون فطرت کو یہودیون نے توڑا کہ خداوند تعالی جو کسی کا باپ یا بیٹا ہونے سے مُبرا ہے جو شان اُلوہیت کے خلاف ہے اُسکو صاحب اولاد تسلیم کر لیا۔

یہ مسئلہ اور عقیدہ تو پہلے ہی شائع ہوچکا تھا اور عیسی علیہ السلام کو قدرت نے اپنا کرشمہ دکھلانے کے لیے بدون باپ کے پیدا کیا پھر عیسائی کیسے حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار نہ دیتے۔

اُنھون نے بڑے مبالغے اور دلائل کے ساتھ علانیہ اس عقیدے کا اعلان کیا اور اپنے عقیدے کو محکم اور مدلل کرنے کے واسطے یہ اجتہاد کیا کہ انبیا معصوم نہ تھے وہ سب گنہ گار اور خطا کار تھے۔

اس لیئے لازم ہوا کہ ایسی ذات عالم شہود مین جلوہ گر ہو جو گناہ کی سزاوار اور مرتکب جرم کسی طرح نہو سکے سو خدا کا ہی درجہ باقی رہگیا تھا اسواسطے یہ مغالطہ دیا گیا کہ خداوند تعالی نے انبیا کو جب معصوم نہ دیکھا تو بندون کی ہدایت اور گناہون کے کفارے کے لیے اپنے بیٹے مسیح علیہ السلام

کو دنیا مین بھیجا اور سب انبیا پر جنکو وہ رسول او رنبی یقین کرتے تھے الزام لگانے شروع کیے اور وہ قاعدۂ فطرتی عصمت کا جو انبیا کے لیے مخصوص تھا یک قلم شکست ہوگیا۔

ان لوگون نے یہ غور نہین کی کہ فطرت کی رو سے بیٹا باپ سے بڑھکر یا اُسکی برابر ہونا چاہیے اور جبکہ خدا کا بیٹا تو کسی طرح سے بھی باپ سے کم ہونے کی لائق نہین ہے اگر ہم یہ عقیدہ درکھینگے تو خدا کی ذات لا جو شرک سے مبرا ہے باطل ہو جائیگی اور ایک خدا کے دو خدا ماننے پڑینگے جو خلافِ فطرت ہے۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام مان کے پیٹ سے تولد ہوئے کھانا ویسے ہی کھاتے تھے جیسے سب آدمی کھاتے ہین دیگر حوائج انسانی کی اُنکو ایسی ہی ضرورت تھی جیسی سب آدمیون کو ہے گرمی سردی بلا اُنکو پہونچتی تھی اور بقول یہود و نصاریٰ اُنکو قوم نے قتل کیا زمین اپنی جگہ پر آسمان اپنے مقام پر اسی طرح سے قائم رہے سورج اور چاند بدستور چلتے اور اپنے اسی اندازے پر دورہ کرتے رہے بیٹے نے اتنا بھی نہین کیا کہ ایک ستارہ بھی ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ رکھدیتا یا کوئی نئی مخلوق بنا کر دکھلاتا یا اس مخلوقات مین کوئی تغیر یا تبدل ہی کرتا خدا کے بیٹے ہونے کی لائق تھے جو کام تھے اُن مین سے ایک بھی تو نہین کیا اور قوم نے ادنیٰ آدمی کی مثال اُس کو گرفتار کرکے سولی پر چڑھا دیا۔

واقعی قانون فطرت خدا کا ہی بنایا ہوا ہے اور یہ کسی کے اختیار مین نہین ہے اور کوئی اُسکے حکم مین ذرا بھی دخل کسی طرح کا نہین کر سکتا وہی مالک اور سب کا خالق ہے۔

مسیحی ایک وقت مین تثلیث کے خیال سے بالکل علحدہ تھے اور مسیح علیہ السلام کو خدا کا بندہ اور برگزیدہ پیغمبر جانتے تھے۔

ایک عرصے کے بعد یہودیون کی چپقلش اور باہمی معرکہ آرائی نے اُنہین یہ خیال ڈالدیا کہ عیسیٰ م بندہ نہین خدا کا بیٹا ہے جسکو بعض بعض جاہلون نے تسلیم کرلیا اور پھر یہ عقیدہ عام ہوگیا۔

یہ امر مسلم ہے کہ عیسائی جو بکثرت یوروپ کے خطے مین آباد ہین یک قلم جاہل اور ناخواندہ تھے ایک ہزار برس کا زمانہ یوروپ کا مڈل ایجز (تاریکی کا زمانہ) کہلاتا ہے جسمین علوم کی تعلیم

بالکل اُٹھ گئی تھی اور جہالت نے ہر چہار طرف سے اُن کو گھیر لیا تھا۔
علوم سے علی العموم اہل یوروپ کو کلی نفرت تھی علم پڑھنا قانوناً جرم تھا اور سب کا یہ خیال تھا کہ علم پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے ایسی حالت مین لیسنے پوچ اور ناقص عقیدے کو زیادہ رواج ہو گیا اور جہالت کے باعث نسلاً در نسلاً یہ اعتقاد جمتا اور پھیلتا چلا گیا۔
جہالت جب غالب ہو جاتی ہے تو وہ انسان کو صلاح سے دور ڈالدیتی ہے اور ناقص خیال اور ناقص عقیدے دلون مین حلول کرتے چلے جاتے ہین۔
جس حالت مین عیسائی علوم کو چھوڑ بیٹھے تو اُن مین وہ قوت نرہی کہ وہ ایسے ناقص خیالات جاہلانہ کو علمی زور سے دفع کرتے مذہب پاک جو اُنکا تھا وہ مذہب نرہا پابندی رسم و رواج ہو گیا۔
پہلے عیسائی خدا کے احکام کے پابند تھے اب وہ تقلید آبائی کے تابع ہو گئے۔
مذہب کا حال علم سے ہی کھلتا ہے اور ہر شے کی کیفیت علم کے ذریعے سے ہی دریافت ہوتی ہر ناخواندہ آدمی واقعی نصف وحشی ہے۔
کوئی قوم ہو جہان اُسکے سر سے علم کا سایہ علیحدہ ہوا اور اُس قوم پر ادبار آیا ناواقفیت کی حالت مین یہ ٹھوکرین کھائیگا۔ بہکیگا اور گمراہ ہو جائیگا اور جب اُسکو بوجہ لاعلمی اصلیت کی خبر ہی نہو گی تو ناچار رسم و رواج اور تقلید آبائی کی پیروی کرنی پڑیگی۔
کچھ عیسائیون پر ہی منحصر نہین ہے کہ اُنھین اختلاف پڑ گیا اور اپنے مقدس اور خالص دین مین اُنھون نے افراط تفریط کردی اور اپنی خود رائی سے مذہب کے جاہل علما نے اُسکو خراب کر دیا بلکہ یہود۔
مجوس اور اہل اسلام کی بھی یہی حالت ہے کہ ان فرقون مین جسقدر جہالت نے اپنا دخل کیا ہے اور جسقدر وہ علوم سے دور ہو گئے ہین اُسی قدر اُنکے مذاہب کو نقصان پہونچے ہین اور اصلی عقائد مین فرق آگیا ہے۔
یہودی اور عیسائیون مین اسقدر خون ریزیان اور معرکہ آرائیان ہوئی ہین کہ جسکی نظیر دوسری قوم مین نہین مل سکتی دفتر کے دفتر اُنکے جدال و قتال کے واقعات سے بھرے ہوئے ہین۔

جب تک یہودی اپنی سلطنت کو ہمیشہ کے لیے کھو نہیں بیٹھے لڑائی سے باز نہیں رہے
حالت مین ایک دوسرے کے خراب اور برباد کرنے اور اپنے دعوی کی تصدیق کی غرض سے
مذہبی کتابون مین انھون نے تحریف کردی ۔
اسی وجہ سے وہ آسمانی کتابین انکی قابل سند نہین ہین اور اسوقت جو توریت ۔ زبور ۔ انجیل
عہد عتیق اور عہد جدید کے نام سے اہل کتاب کے ہاتھ مین ہین وہ توریت ۔ زبور ۔ انجیل
نہین ہین جو موسیٰ علیہ السلام اور داود علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھین ۔
ان آسمانی کتابونمین پولوس یہودی نے بالکل ردوبدل کردی اور یہی دین عیسوی کی خرابی
اور بربادی کا بانی ہے جو پولوس مقدس کے نام سے عیسائیون کے یہان پکارا جاتا ہے ۔
خاص انجیل مقدس ع اریونکے کلام سے معمور ہے جو اریونکے کلام کو بھی کلام الٰہی سمجھتے ہین
بڑی نادانی اور سخت غلطی کی بات ہے کہ جس حالت مین یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ کتب آسمانی جن
کلمات کے ساتھ انبیا پر نازل ہوئی تھین یہ وہ کتابین نہین ہین اور آدمیونکی طبع زاد اور ایجاد
ہین تو اب انکے اوپر اعتماد کرنا اور انسے نجات کی امید رکھنا اہل یوروپ کی دانشمندی سے نہایت
بعید ہے اور یہی باعث ہے کہ دو حصے یوروپ ملحد ہو چلا ہے اور مذہب سے آزاد ہوتا جاتا ہے ۔
یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ یہودی عیسائی مسلمان اپنے اپنے مذہب کو بموجب فطرت
بتلاتے ہین اور پہلے نوشتون اور دنیا کی تاریخونسے ثابت ہے کہ یہ مذاہب قدیمی ہین اور ان
تینون مذہبونمین جیسا اتفاق اور انکے عقائد ملے جلے ہین ایسے اور مذہبونکے نہین اور از روے
فطرت ہمکو یہی معلوم ہوتا ہے کہ دین حق انھین مذہبون مین ہے اور انھین کے اصول کچھ دل کو لگتے ہین ۔
باقی مذاہب جو دنیا کے پردے پر ہین وہ محض لچر اور بیہودہ ہین جنکو فطرت قبول نہین کرسکتی اور وہ
کوئی مذہبی پابندی نہین ہے بلکہ وہ ملکی رسم و رواج اور باپ دادا کی لکیر کے فقیر ہین اور انھون نے
جو مذہبی تاویل کی ہے وہ انھین مذہب ثلاثہ کے اصول اور فروع کی تاویل ہے سو دو مذہب
یہودی اور عیسائیونکے اول اور دوم اصول کا حال خلاف فطرت ہونا ناظرین کو ملاحظہ بیان بالا سے

معلوم ہوگیا ہوگا کہ وہ دھوکے مین پڑگئے اور اُنھون نے سب سے اعلیٰ مذہبی اصول کو توڑ دیا اور گو اُنھون نے بُت پرستی اشیا پرستی نہین اختیار کی مگر عقیدے مین وہ مشرک ہوگئے ۔

جن لوگون کی عقل سلیم اور راے سنجیدہ تھی اور وہ کتب آسمانی کے نکات اور غوامض کو اچھی طرح سمجھتے تھے وہ اس بلا مین مبتلا نہین ہوئے اور اُنھون نے اُس قانون فطرت سے جو مذہب کے لیے قدرت نے عطا کیا ہے تجاوز نہین کیا ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بے پدر پیدا ہونے سے اُنکو کوئی تعجب نہین ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ جس خدا مین یہ قدرت ہے کہ اُسنے ایک جوڑے کو بدون مان باپ کے پیدا کر دیا اُسکے نزدیک بے باپ کے کسی کا پیدا کرنا کیا بڑی بات ہے ۔

اگر اس سے زیادہ بھی خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلائے جب بھی کوئی عجب نہین ہے وہ سب طرح کی قدرت رکھتا ہے ۔

اس سے زیادہ حیرت انگیز نمونہ اُسکی شان کبریائی کا دن اور رات ہی کہ جسوقت دن ہوتا ہی تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ تاریکی کا نام نہین رہتا تمام عالم ایسا روشن ہوجاتا ہی کہ غور کرنے سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اب یہ روشنی کہین جا سکتی ہے لیکن چار پہر کے بعد وہ کالی رات ڈرانی یک بیک آجاتی ہی کہ اُس روشنی کی نمود تک باقی نہین رہتی ۔

یا تو تمام دنیا مین اُجالا اور چہل پہل ہو رہی تھی اور سب آدمی چرند پرند وغیرہ اُچھل کود کر رہے تھے یا اب ایک سناٹے کا عالم چھایا ہوا ہے اور تمام دنیا مین اندھیر پڑا ہوا ہے گویا کہ کوئی ذی روح نہین ہے اور دنیا بالکل ویران اور ایک اُجڑا جہان ہے ۔

اُس وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ یہ خیال بھی نہین ہوتا کہ اب عالم مین پھر ویسی ہی چمک دمک ہوجائیگی اور وہی بہار اور وہی رونق رفتہ رفتہ از سر نو پھر آجائیگی لیکن وسنا بارہ گھنٹے کے بعد ایک نئی حالت پلٹ جاتی ہی نہ ستارونکی چمک کا نشان رہتا ہی اور نہ اندھیرے کا نام ۔

یا تو تمام دنیا مردہ پڑی ہوئی تھی یا اب سب جگہ نور کا عالم اور حیوان چرند پرند ایک شور و غل

کر رہے ہین گویا ابھی زندہ ہوئے ہین -

اس طلسم سے جو ہر روز ہوتا ہے کچھ تعجب نہین ہوتا ایک حضرت مسیح علیہ السلام کے اس طرح پیدا ہونے کو اچنبہ خیال کر کے متحیر ہو رہے ہین -

یہ بھی فطرتی خاصہ ہے کہ جس شے کو انسان روزمرہ اپنی نظر سے دیکھتا ہے اُس سے وہ متعجب نہین ہوتا اور نہ عبرت ناک ہوتا ہے کیسا ہی قدرت کا کرشمہ ہو ایک ہر وقت کے دیکھنے سے مساوات ہو جاتی ہے -

آدمی کا مرنا سچ پوچھو تو نہایت ہی خوفناک اور حیرت انگیز ہے کہ ابھی چلتا تھا پھرتا تھا بولتا تھا کھاتا تھا پیتا تھا خوشیان کر رہا تھا یکبارگی ایسا ساکت ایسا بیہوش ہو گیا کہ کسی بات کی خبر نہین سب اُسکی خاطر روتے ہین پیٹتے ہین چلاتے ہیں کسی کی آواز نہین سُنتا -

یا تو ایک پتے کے کھڑکے سے چونک پڑتا تھا یا اب ایسا بے حس و حرکت پڑا ہے کہ بجلی کا کڑکا ہو تب بھی اُسکو کچھ خبر نہو -

ایسی ایسی نشانیان دنیا مین ہزارون اور لاکھون فطرتی ہین اگر انسان غور کرے -

جس حالت مین **یہودی** اور **عیسائیون** کے اصل اصول ہی باطل ہین یعنی **توحید** اور **رسالت** تو دیگر عقائد سے گفتگو کرنا محض فضول ہے "قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا"

بے شک اہل **یوروپ** علی الخصوص **جرمنی** اور **انگریز** دانا ہین - عقیل ہین - محقق ہین - غیر مقلد ہین - حکیم ہین - آزاد ہین - مورخ ہین - مبصر ہین - معقول پسند ہین - غرضکہ انسانی قابلیت مین وہ اعلیٰ پایہ رکھتے ہین مگر مذہب مین وہ نہایت بودے - پورے غافل - دُنیا پرست اور ناعاقبت اندیش ہین -

روحانی ترقی مین ابھی تک اُنکا قدم پیچھے ہے آئین اُنھون نے سوائے اسکے کہ مذہب کی جانب سے بدظن ہو گئے اور دہریہ بنگئے اور کچھ فائدہ حاصل نہین کیا -

ہزارون لاکھون کروڑون آدمی یوروپ اور امریکا مین ایسے ہین کہ وہ کسی مذہب کے پابند نہین

اور اُسکو وہ خیالی ڈھکوسلا سمجھتے ہین۔
اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ عیسائیت کو نہایت سنجیدہ اور پاک مذہب سمجھے ہوئے تھے جب اُسکے قبائح پر اُنھون نے غور کی اور اُسکو خلاف فطرت پایا تو یہ گمان کر لیا کہ جب ایسا شایستہ مذہب بھی برحق نہین ہے اور اُسکا اصول فطرت کے خلاف ہے تو اب دنیا مین اس سے بہتر اور برتر کوئی مذہب نہوگا پس یہ عقیدۂ مذہبی ہی باطل ہے اور اس بارے مین سعی اور کوشش محض بیکار۔
یہ فطرتی اثر ہے کہ ابتدا سے جسکو آدمی نہایت معتبر اور سچا سمجھتا ہے اور پھر بہت عرصے کے بعد اُسکا بطلان یقینی ذریعون سے پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتا ہے تو وہ سبکی جانب سے بدگمان ہوجاتا ہے اور یہ سمجھ لیتا ہے کہ سب ایسے ہی ہونگے کوئی اعتبار کے لائق نہین ہے وہ بدگمانی اُنکی سدراہ ہوجاتی ہے۔
لیکن اُنکو یہ ہرگز نہین خیال کرنا چاہیے کہ مذہبی خیال ہیچ ہے اور دنیا مین کوئی مذہب حق نہین ہے۔
پہلا خیال لامذہبی کا ملحدانہ اور بیہودہ خیال ہے جسکو کوئی طبع سلیم نہین قبول کر سکتی۔
تاریخی واقعات جو بدیہیات ہین وہ مذہب کی اصلیت کو پکار پکار کر اعلان کر رہے ہین جنکو اقوام سابقہ نے برتا اور بھگتا ہے۔
انبیا سے جو جو معاملات قوم کے ہوئے ہین وہ ایسے صاف اور روشن ہین جن مین کوئی محل اشتباہ کا نہین ہے۔
ملک کے ملک اور قوم کی قوم اُنکی شہادت متواتر دے رہی ہے۔ اگر مذہب کی کوئی اصلیت نہوتی تو اُسکی خاطر قدرت اتنے زور کبھی نہ لگاتی کہ اپنی بنائی ہوئی مخلوق کو بوجہ نافرمانی اور الحاد کے دم کے دم مین غارت اور برباد کردیا شہر کے شہر بستیونکی بستیان بیکبارگی ملیامیٹ کردین وہ کون لوگ تھے جو اسطرح کے ناگہانی عذاب اور آسمانی آفات سے مارے گئے وہ اسی خیال کے آدمی تھے جو یہ کہتے تھے کہ مذہب کوئی چیز نہین ہے ایک خیالی اور فرضی امر ہے انبیا اور رسول پے بہ پے اُنکے پاس آئے اور اُنکو سب طرح سے سمجھایا متنبہ کیا ڈرایا مگر وہ اپنے فلسفی حلم کے گھمنڈ پر اُنکی تکذیب فلسفیانہ وضع سے کرتے رہے جسکے باعث وہ خدائی قہر

غضب کے مورد ہوسے غضب الٰہی اُن پر نازل ہوا اور وہ بے نام ونشان دنیا سے
جاتے رہے اور دائمی عذاب کے سزاوار ہوئے۔
دوسرا خیال کل مذاہب کی جانب سے بدگمان ہونے کا خداوند تعالیٰ پر الزام کا باعث ہے
جو الزام سے منزہ اور پاک ہے۔
اسکی تشریح پیشتر ہم کر آئے ہین کہ جیسے اُسنے جسمانی زندگانی کے لیے ہزارون لاکھون
طرح کے سامان اس دنیا مین کیے ہین روحانی زندگی جو دائمی اور حیات ابدی ہے اُسکے
واسطے خداوند تعالیٰ نے کچھ نہین کیا یہ خیال نہایت محال ہے۔
ایسے لوگون سے جو مذہب کو نہین مانتے ہمارا ایک ہی سوال ہے کہ وہ مذہب کو فرضی
رخیالی تصور کرتے ہین اگر وہ اصلی اور نہایت ضروری امر ہوا تو اُنکے اس خیال کا انجام کیا ہوگا
مذہبی خیال رکھنے کا نتیجہ بہرحال عمدہ اور بہتر ہے۔
**صاحبو!** وہ بات اختیار کرو جسکا مآل کار تمھارے حق مین بہتر ہوا ور تم کو مرنے کے
بچپتانا اور افسوس کرنا نہ پڑے۔
اب **نوح** علیہ السلام جیسا پیغمبر تمکو ہدایت کرنے نہین آئیگا کہ عالم مین **طوفان** برپا کردے
حضرت **ابراہیم** علیہ السلام سا بھی موجود نہین جو آگ مین پڑکر سارے دہریون
اور فلسفیون کی عقل خاک مین ملا دے۔
جناب **موسیٰ کلیم اللہ** تمھارے سمجھانے کے لیے کوہ طور سے نہین آئینگے کہ عصا
کا اژدہا اور جیب سے ید بیضا نکالکر تمکو خائف اور متحیر کردین۔
جناب **داؤد** علیہ السلام از سر نو زندہ نہین ہونگے جو لوہے کو موم کر
تم کو دکھلا دین۔
کیا تم حضرت **مسیح** علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہو جن کا نزول ابھی
نہین ہوگا۔

# اسلام

## امر سوم

سچا مذہب

امر سوم جسپر مین ان اوراق کو ختم کرنا چاہتا ہون یہ ہے کہ ہم کس ذریعے سے بآسانی دریافت کر سکتے ہین کہ یہ مذہب حق ہے۔

تھوڑی سی دیر کے واسطے ناظرین باتمکین اس حقیر تحریر کو بہ نظر انصاف توجہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائین اور غور کرین کہ جو کچھ ذیل مین عرض کیا گیا ہے وہ از روے فطرت صحیح ہے یا غلط۔

مختصر طور سے اہل انصاف اور خدا کے ماننے والون کے روبرو چوتھا مذہب **اسلام** پیش کیا جاتا ہے۔

فطرت کی کسوٹی پر جیسے دیگر مذاہب پرکھے گئے ہین اسی طرح اسلام بھی پرکھا جائیگا۔

اس مذہب کے مدعی بڑے دعوی کے ساتھ **اسلام** کو خدائی مذہب موافق فطرت کے بتلاتے ہین اور وہ یہ دعوی کرتے ہین کہ **اسلام** ہی قدیم مذہب منجانب اللہ ہے۔

یہی مذہب حضرت **آدم** علیہ السلام کا اور یہی حضرت **ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ** علیہم السلام کا تھا جسمین اب لوگون نے اپنی نافہمی سے اختلاف کر رکھا ہے۔

اختلاف فطرتی خاصہ ہے اسی واسطے آدمیون کی طبائع مختلف ہین بڑے بڑے دانا اور حکما کی رایون مین قدیم سے اختلاف چلا آتا ہے۔

اسی وجہ سے آدمیون کی عقل پر مذہب کو نہین رکھا گیا اور جن مذاہب کے آدمیون نے ایسا کیا ہے وہ خدائی مذہب سے دور ہوتے چلے گئے ہین اور ان مذاہب مین صدہا عیب پڑ گئے ہین پس یہ عقدہ صرف عقل کے زور سے حل نہین ہو سکتا۔

لیکن ہمارا ہادی ہمارا رہبر سواے عقل کے اور کوئی نہین ہر نیک و بد کا حال اسی کی بدولت

ہمکو معلوم ہوتا ہے مذہب ہو یا فطرت اُنکے حالات واضح اور منکشف کرنے کا آلہ ہمارے پاس عقل ہی ہو سکتا ہے اور اسی سے ہمکو سب جگہ کام لینا چاہیے۔

اسمین شک نہین کہ عقل غلطی سے محفوظ نہین اور جو چیز ایسی ہے کہ وہ خطا بھی کرتی ہے اور غلطی اُسکی مسلم اور بدیہی ہے جسکو روزمرہ ہم دیکھتے اور برتتے ہین تو اُسپر کلی اعتماد اور پختہ بھروسا نہین کیا جا سکتا خاصکر غیبی معاملون مین اسی واسطے ہمنے اس سے قطع نظر کرکے فطرت کو اختیار کیا ہو کہ جو بدیہیات سے ہو اور اسمین کوئی احتمال غلطی اور کمی بیشی کا نہین ہو کیونکہ قادر مطلق نے ہر چیز کو فطرت پر بنایا ہو اور فطرت ہی قانونِ قدرت ہے۔

اس لیے قدرتی مذہب وہی ہو جو فطرت سے ملتا ہو کیونکہ مذہب قانون الٰہی کا نام ہے۔

دین حق کے لیے مندرجہ ذیل شرائط از روے فطرت ہین جس مذہب مین یہ شرائط ہونگے وہی سچا مذہب اور خدائی دین ہے باقی باطل۔

**اسلام** کو ہم انھین شرائط کے ساتھ جانچینگے۔

**شرط اول**۔ سچے مذہب کے اصول جو قدیم سے قائم کیے گئے ہون وہ بدستور قائم رہین کیونکہ مذہب قانون الٰہی کا نام ہے اور قانون الٰہی مین تبدیلی نہین۔

**شرط دوم**۔ وہ مذہب عام ہو یعنی سبکو ایک نگاہ سے دیکھے کسی نسل یا قوم کی ترجیح کا روادار نہو۔

**شرط سوم**۔ اُسکا اعلان اس کثرت کے ساتھ دنیا مین شائع ہو رہا ہو کہ کسی کو یہ عذر نرہے کہ ہمارے پاس وہ ہدایت نہین پہونچی۔

**شرط چہارم**۔ اُس مذہب کا قانون اور اُس قانون کی پابندی اس درجہ سہل اور آسان ہو کہ غریب سے غریب اور ضعیف سے ضعیف بھی اُسکا بار اُٹھا سکے۔

**شرط پنجم**۔ قانون از روے فطرت قدرتی ہو یعنی اُسکے احکام یہ ظاہر کرتے ہون کہ یہ احکام بموجب اقتضاے فطرت ہین۔

اُس قانون مین اصول عقائد اور عبادت۔ طریق تمدن۔ حسن معاشرت۔ جزا۔ سزا۔ اقوام

نواہی کے مفصل درج ہون اور کل مذہبون کا تذکرہ۔
**شرط ششم**۔ جو کتاب آسمانی ہو وہ اول سے آخر تک اُس قدرتی مذہب کی تائید اور رسم پیشواؤن کی تصدیق صاف طور سے کرتی ہو اور اُس کتاب کے آسمانی ہونے کا اظہار اُسمین اچھی طرح سے کیا گیا ہو۔
**شرط ہفتم**۔ اُس کتاب مین یہ اظہار صاف لفظون مین کیا گیا ہو کہ یہ دین حق ہمیشہ کے لیے خدا کو پسند ہے اور اب اسی پر سبکو عمل کرنا چاہیے جو کوئی اُسکے خلاف دوسرا مذہب اختیار کریگا وہ قبول نہین کیا جائیگا۔
**شرط ہشتم**۔ تمام ملکون مین جو وہ آسمانی کتاب شائع ہو اُسمین ذرا بھی تغیر۔ تبدل۔ کمی اور بیشی نہو تحریف سے بالکل محفوظ ہو۔
**شرط نہم**۔ اُس کتاب مین یہ اعجاز ہو کہ بلاغت کے سوا ہدایت اور تہذیب اور شایستگی مین بے نظیر ہو منکرین کو خوف اور عبرت اور عاملون کو بشارت دیتی ہو۔
**شرط دہم**۔ جسپر وہ کتاب نازل ہوئی ہو اور جس طرح اور وضع سے اُسکا نزول ہوا ہو اُسکا اظہار بھی اُس کتاب مین کیا گیا ہو اور وہ شخص جسپر کتاب نازل ہوئی ہو برگزیدہ۔ نہایت سنجیدہ اور معصوم ہو۔
قدرت نے یہ قاعدہ قدیم سے رکھا ہے کہ ہر ایک کام کے لیے کوئی خاص شخص ہو کیونکہ جب تک اُسکے واسطے کوئی خاص منتظم نہو گا کام انتظام نہین پائیگا۔
سو دین کے انصرام کے لیے انبیا کو منتخب کیا گیا جسکی تصدیق ثلاثہ مذہب یہود و نصاری اور مسلمان کرتے ہین لیکن یہ قاعدہ یہودیون کے نزدیک **موسیٰ** علیہ السلام پر اور عیسائیون کے نزدیک حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام پر اور اہل اسلام کے عندیہ مین **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔
اگرچہ عیسائی حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام کو نبوت سے زیادہ درجہ خدا کے بیٹے ہونیکا دیتے ہین اور اُنکو معصوم یعنی گناہون سے پاک خیال کرتے ہین مگر بہر حال اس خیال سے وہ قاعدۂ قدرت جو مذہب

سکے واسطے انبیا کی رسالت کا ہی تینون مذہبون کے رو سے شکست ہوتا ہی اور یہ امر فطرت کے خلاف ہے
جس سے یہ تردد ہوتا ہے کہ جو قاعدہ قدیم سے چلا آتا تھا کہ یکے بعد دیگرے اور نیز ایک ہی زمانے
مین انبیا اور پیغمبر ظاہر ہوتے جو خلقت کو ہدایت کرتے تھے وہ قاعدہ کیون دنیا سے جاتا رہا۔
"وہ خدا کے قاعدے مین تبدیلی نہین ہے"۔ کیونکہ قانون قدرت مین ہم انقلاب نہین دیکھتے
صدہا ہزارہا سال سے زمانے مین جو فطرتی اثر ہے وہ کسی ایک شے مین سے بھی محو نہین ہے
توالد۔تناسل۔دن۔رات۔گرمی۔جاڑہ۔برسات آدمیونکی خورش پوشش و دیگر خواہشین
کسی ایک مین بھی تو تبدیلی نہین نہ کبھی دن کی رات ہوئی نہ رات کا دن ہوا نہ آسمان پر سے
بنے بنائے آدمی اور جانور زمین پر آپڑے نہ کبھی زمین کے حیوانات آسمان پر اچھل کود کے جا پڑے۔
یہ تو بڑی باتین ہین کبھی یہ بھی تو نہین ہوا کہ **بن مانس** مہذب انسان بنگئے ہون یا اسکے برعکس۔
مکڑی جسطرح سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح سے اسکی پیدایش جاری ہی اور مکھی کی اپنے دستور کی موافق
جب یہ قانون فطرت تبدیل نہین ہوا تو وہ قانون روحانی کیسے بدلا گیا ۔اور کبھی **توریت**
اور کبھی **زبور** اور کبھی **انجیل** اور کبھی **قران** نازل ہونا کیا معنی۔
ایکدفعہ ایک کتاب نازل فرمادینی تھی کہ اسی مین کلی و جزوی مسائل مذہب کے ہوتے۔
بار بار کتابین کیون نازل فرمائی گئین اور کس واسطے ہزارون انبیا مبعوث ہوئے۔
جس طرح سے تمام دنیا کے روشن کرنے کو آفتاب ماہتاب بنادیے ہین جو مچھلیون کی طرح
آسمان مین تیرتے ہوئے نظر آتے ہین اسی طرح سے تمام عالم کی ارواح کی درخشندگی کیواسطے
ایک ہی نورانی نسخہ کافی تھا۔

اس سے تو اہل ہنود اپنے ویدون کی نسبت دعوی سے کہ سکتے ہین کہ وہ موافق فطرت ہین کہ
ابتک وہی چار وید چلے جاتے ہین جو مہا برہماجی کے مکھ سے نکلے ہین اور جس مذہب کو دنیا کے
مذاہب ہیچ اور پوچ سمجھتے ہین اسی کا مذہبی قانون بموجب فطرت ہے۔
مگر غور کرنے سے دریافت ہوتا ہے کہ کسی ایک شے کے چند نام ہونے سے وہ شے مختلف

اور علیحدہ نہین ہوسکتی گندم - انبہ - خرما - نیشکر اگر ہزار قسم کے ہونگے پھر بھی جنس ایک ہی سمجھی جائیگی -

آدمیونکے رنگ اور جسم اور شباہت مین کیسا اختلاف ہی ایک یوروپ کے آدمی ہین ایک روم - ایران - عرب - ہند - افغانستان اور حبش کے جنکے رنگ اور جسم اور وضع مین بہت ہی کچھ تفاوت ہی لیکن سب آدمی ہی ہین -

غرضکہ کسی شے کے مختلف الاوضاع ہونے سے اُسکی ذات مین انقلاب نہین ہوسکتا ہی -

یہی حال **وحی** اور **رسالت** اور **کتب آسمانی** کا ہی کہ وہ **وحی** کبھی **آدم** علیہ السلام اور کبھی **نوح** علیہ السلام **ابراہیم** علیہ السلام **موسیٰ** علیہ السلام **عیسیٰ** علیہ السلام اور **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور کبھی دیگر **انبیا** علیہم الصلواۃ پر مگر منشا اور نفس مطلب سب کا ایک ہی تھا -

جسقدر **رسول** اور **نبی** ہوے سب ایک ہی کلمہ کی ہدایت کرتے رہے کہ "خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

انمین سے کسی ایک نے بھی ایک دوسرے **نبی** یا **پیغمبر** کی تردید یا تحقیر نہین کی جو آیا وہ پہلون کی تصدیق کا کلمہ بھرتا ہوا ہی آیا اور سبکو منجانب اللہ اور برگزیدہ **نبی** آخر دم تک ظاہر کرتا رہا اور جو منادی اگلے کرتے تھے وہی برملا دوسرے نے کی -

اگر ایک **نبی** یا **پیغمبر** ایسا کیا جاتا کہ اُسکو قیامت تک کی زندگی دیجاتی اور وہی سبکو ہدایت کرتا اول تو یہ امر خلاف فطرت تھا -

دوسرے لوگ اسکو عجیب الخلقت سمجھکر ہرگز تسلیم نکرتے اور اکتا جاتے اور تمام دنیا مین اُسکی سیر و سیاحت دشوار تھی صدہا اعتراض وارد ہوتے -

اسواسطے حکیم علی الاطلاق نے موافق قانون فطرت یہ عمل درآمد فرمایا کہ ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک مین ایک ایک دو دو دس دس بیس بیس سو سو ہزار ہزار **نبی** اور **پیغمبر** واسطے ہدایت خلق کے

روحانی اصلاح کی غرض سے مبعوث فرمائے اور چھ پیغمبر ایسے اولوالعزم صاحب شریعت عالم شہود مین جلوہ افروز ہوئے جنکے احکام اور ہدایت کی تعمیل دوسرے **انبیا اور پیغمبرون** نے بجان و دل کی اُنسی کی **وعظ** اور انھین احکام کے **لکچر** وہ ہر قوم اور ملک مین دیتے رہے۔
گو وہ مذہبی قانون کبھی **توریت** کے اور کبھی **زبور۔ انجیل** اور **قران** کے نام سے موسوم ہوا مگر اصول سب کا ایک ہی تھا اور ایک ہی غرض کے واسطے یہ آسمانی کتابین نازل ہوئین **توریت** اگر **قرآن** کی تمہید تھی تو **زبور** اور **انجیل** اُسکا ایک فصل اور باب تھا۔
جس حالت مین **قرآن** کتب پیشین **توریت۔ زبور** اور **انجیل** کی تصدیق کرتا ہے اور انھین عقائد کتب منزلہ کو زیادہ وضاحت اور صراحت کے ساتھ تاکید اور تکرار سے لوگون کے دل پر جماتا ہے تو پھر کیسے کہ سکتے ہین کہ یہ کتب سابقہ کے خلاف ہے۔
ان چارون کتابون کے عقائد پر جن سے ایمان مراد ہے نظر ڈالی جاتی ہے تو بالکل ایک ہی اصول اور ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی منشا اِن سب کا ہے کوئی ایک عقیدہ بھی توشکت نہین ہوا۔
آدمی کا قدم جسوقت زمین پر آیا اور اُسکی روحانی اصلاح کے لیے جو اصول قائم کیے گئے اُنھین سے ایک لفظ بھی تو نہین بدلا گیا۔
جس عقیدے کو **توریت** نے ظاہر کیا اسی اصول کو **زبور** اور **انجیل** نے اور زیادہ پختہ کر دیا۔
**قرآن** ایک مجموعہ اُن سب کا اور نیز ایک تفسیر کتب پیشین کی ہے۔
کیونکہ کتب منزلہ مین ایمان کے بڑے بڑے اصول یہی قائم کیے گئے تھے **وحدانیت۔ رسالت۔ قیامت۔ حشر و نشر۔ جزا و سزا۔ عبادت خدا۔**
انھین پر بہت زور دیا گیا ہے۔
انھین کی تعلیم حضرت **آدم** علیہ السلام کو اور انھین اصول کی پابندی کا حکم دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ کو ہوا تھا انھین کے محکم کرنے کو صحیفے اور انھین کے شائع کرنے کو کتابین نازل فرمائی گئین۔

انھین کے منوانے کو آسمان سے زمین پر طوفان اُٹھایا گیا اور انھین کے لیے پتھر برسائے گئے۔
انھین اصول کی خاطر زمین کو آدمیون کے خون سے رنگین کیا اور انھین اصول کا عہد و
پیمان بروز میثاق لیا گیا۔
انھین کے واسطے ممالک کے ملک غارت اور برباد کیے گئے اور انھین کی خاطر خاک
کے پتلے مسجود ملائک بنائے گئے
انھین کے وقار کے لیے زمین پر بجلی گری اور انھین کا اقتدار بڑھانے کو ایک قوم دوسری قوم سے لڑی۔
انھین کی اشاعت کو نفوس قدسیہ فلک سے اس تودۂ خاک پر تشریف لائے اور
انھین عقائد کی پختگی کے لیے وحی اور الہام پے درپے آئے۔
انھین عقائد نے بنی نوع انسان مین تفرقہ ڈالا اور انھین عقائد نے کافر و مومن کا مسئلہ نکالا۔
انھین عقائد سے ایک قوم دوسری قوم پر غالب ہوئی اور انھین کے سبب تمام دنیا عزت وجاہ
کی طالب ہوئی انھین عقائد نے ایک قوم کو فاتح دوسری کو مفتوح کھلوایا اور انھین عقائد
نے سیاست مدن دنیا مین پھیلایا۔
انھین عقائد نے تہذیب اور شایستگی کا سبق دیا اور انھین عقائد نے آدمیونکو خدا اور ابن خدا اور اوتار بنایا۔
انھین عقائد سے لوگ گبر و ترسا اور مسلمان کہلائے گئے اور انھین کے لیے دیر کنشت۔
کعبہ اور بیت المقدس بنائے گئے۔
یہودی۔عیسائی۔محمدی ازروے کتب آسمانی دراصل مسلمان ہین اور ان تینون کو اوپر کے
اصول تسلیم کرنے مین کوئی بھی عذر نہین ہے۔
جو مذہب توریت۔زبور۔انجیل کا ہے وہی قرآن کا صرف اعمال یعنی طرز
عبادت مالی و بدنی کے تغیر و تبدل سے وہ مذہب جو قدرت نے عطا کیا متغیر نہین ہوسکتا۔
کیونکہ اعمال ایک قسم کا ٹیکس بندون پر ہے جو کبھی زیادہ اور کبھی کم رہا ہو اور یہ بندونکے
اور زمانے کی حالت کے باعث ہی جو مقتضاے فطرت ہے۔

اس لیے کہ آدمی پیدا ہوتے ہی شایستہ نہین ہوگئے تھے اور نہ شایستگی اور راحت کے سامان ہی اُس وقت کلیہ موجود تھے۔
اسواسطے جیسی حالت آدمیون کی تھی ویسا ہی بار عبادت کا اُنپر ڈالا گیا اور جب ترقی کا زمانہ آیا اور آدمیونکی کثرت ہوگئی اُسوقت اُنکی حالت کے مناسب عبادت کا ٹیکس لگایا گیا۔
جو مذہب **آدم۔موسیٰ** اور **عیسیٰ** علیہم السلام کو عنایت ہوا تھا اُسی مذہب کی تکمیل **قرآن** نے کی اور اُسی عقیدے کا اعلان **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔
دین **اسلام** کوئی نیا دین اور مخالف پہلے دین کے نہین ہے اسلام ہی مذہب ہے جسپر کل انبیا تھے۔
**اسلام** کی صداقت کی یہ اعلیٰ درجہ کی بے نظیر دلیل روشن ہو کہ وہ اگلے کل صحیفون اور کتب منزلہ اور جملہ انبیا کی تصدیق کرتا ہے کسی ایک سے بھی تو مخالف نہین ہے۔
پس جو لوگ **قرآن** اور **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم کو نہین مانتے وہ گویا پچھلے انبیا اور کتب سابقہ کی تکذیب اور تکفیر کرتے ہین اور قانون الٰہی کو اپنی ضد اور تقلید آبائی سے توڑتے ہین۔
وہ آسمانی مذہب کے پابند نہین ہین اپنی ضد کے تابع ہین۔
اس حالت مین از روے فطرت وہ لوگ بھی اُنھین جیسے ہین جو بت پرستی اور اوہام باطلہ کے دام تذویر مین پھنسے اور جکڑے ہوئے ہین۔
جو اصحاب بلند نظر ہین وہ جانتے ہین کہ چھٹی **صدی عیسوی** تک زمانے کی کیا حالت تھی کس قدر جہان تاریک تھا۔
دن اور رات تو بے شک اسی طرح سے ہوتے تھے سورج اور چاند اپنے وقت مقررہ پر عالم کو اپنا جلوہ دکھاتے تھے مگر روحانی روشنی دنیا سے بالکل جاتی رہی تھی
جہالت اور اوہام نے لوگون کے دلون کو تاریک کر دیا تھا قوم کی قوم اور ملک کے ملک ظلم اور جہل مین ڈوبے ہوئے تھے۔
روحانی زندگانی کا ایک چراغ بھی کہین ٹمٹماتا ہوا نظر نہین آتا تھا۔

اُس اندھیرے کو دور کرنے اور روحانی جلوہ بخشنے کے واسطے قدرت نے ازروے قانون فطرت ایک روحانی آفتاب کا جلوہ سرزمین عرب پر جسکو زمین کا مرکز تصور کرین تو بجا ہے ایک ایسے اندازہ سے ڈالا جیسے کہ آفتاب کے طلوع سے پہلے صبح صادق ہوکر شفق نمایان ہوتی ہے پھر آفتاب ایک بادل کا سا ٹکڑا نظر آنے لگتا ہے پھر رفتہ رفتہ اُسکی روشنی کی صاف اور باریک کرنین عالم پر پڑتی ہین اور یکبارگی کچھ دیر کے بعد تمام جہان منور ہوجاتا ہے کہین تاریکی کا نام نہین رہتا اور نصف النہار کے درجے پر تو اپنا وہ زور دکھلاتا ہو کہ کوئی نگاہ اُسکے مقابلے کی تاب نہین لاسکتی۔

جسقدر جلوے اور روشنیان اور تجلیان ہین سب اُسکے روبرو پھیکی پڑجاتی ہین۔

قانون فطرت کا خاصہ ہے کہ ایک چیز کے مقابلے مین وہ دوسری شے پیدا کرتا ہے جیسے آگ کے مقابلے مین پانی خاک کے مقابلے مین ہوا۔ روشنی کے مقابلے مین تاریکی شرق کے مقابل غرب جنوب کے مقابل شمال۔ گرمی کے مقابل سردی موجود ہے۔

جب اُسنے تمام اجسام کے روشن کرنے کے واسطے آسمان پر آفتاب کا ظہور کیا تو باطنی حواس کے لیے زمین پر ایک ایسے روحانی آفتاب کا جلوہ گر کرنا نہایت ہی ضروری اور لابدی تھا جو اندرونی تاریکی اور ظلمت کو دفع کرے جسپر آسمانی آفتاب کچھ شعاع نہین ڈال سکتا۔

ظاہری اجسام کے روشن کرنے کو آسمانی آفتاب اور روحانی خیالات کو منور اور مجلی کرنیکو یہ زمینی آفتاب عرب کے مبارک پہاڑون سے طالع کیا۔

اُس عربی آفتاب نے دلون کو روحون کو عالم کے روشن کرکے دکھلادیا جس سے تمام جہان مین بتدریج اُجالا ہوگیا۔

ایسی روشنی اس کثرت کے ساتھ پہلے زمانے مین ہرگز نہین پائی جاتی۔

اِس تیرہ سو برس کے زمانے اور پہلے زمانے کا جو مقابلہ کیا جاتا ہے تو زمین و آسمان کا تفاوت نظر آتا ہے اور یہ دنیا ایک نئی دنیا معلوم ہوتی ہے۔

بے شک اگلے زمانے مین بڑے فلسفی اور بڑے ہئیت دان اور اعلیٰ درجے کے حکما گذرے لیکن وہ یہ روشنی جسکا ظہور چھٹی صدی عیسوی کے بعد مین ہوا عالم پر نہین ڈال سکے۔ یہ حکمت اور یہ علوم اور یہ حقیقتین بتاؤ تو کہان تھین اور یہ زندگی اور امن اور عیش کے سامان کب کسی کے خواب و خیال مین تھے۔

یہ صدقہ اگر انصاف اور تحقیق کی نگاہ سے دیکھو تو اُسی **عربی عباکا** ہے جسکا نام ملک در ملک پانچون وقت زور کے ساتھ دنیا مین پکارا جاتا ہے اور وحدہٗ لاشریک کے بعد اگر کوئی اعلیٰ درجہ ہے تو اُسی سب سے اعلیٰ اور افضل **نبی** کا جسنے اپنے جلوے سے تمام جہان کو روشن اور منور کر دیا۔

پہلے انبیا اور پیغمبر جو زمین پر جلوہ گر ہوئے وہ مثل ثوابت اور سیارون کے تھے اور وہ اُسکے پیش بین اور پیش رو تھے جو برابر علانیہ پیش بینی اور اُسکی آمد کی پیشین گوئی کرتے رہے۔ **عیسیٰ** علیہ السلام سے چونکہ زمانہ اس **نبی** معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت قریب تھا اسلیے حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام نے کھول کھول کر سنایا کہ ”آسمانی بادشاہت نزدیک ہے“ ”**فارقلیط** آنے والا ہے“ ”اُسکے ایک ہاتھ مین آتشی شریعت دوسرے مین تلوار ہوگی“ ”بڑے بڑے عالی جاہ بادشاہ اُسکے غاشیہ بردار ہونگے“ ”اُسکی بادشاہت ابدالآباد ہوگی“

انبیا کے حالات جنکو **یہود - نصاری - اہل اسلام** تسلیم کرتے ہین اس بات کے شاہد ہین کہ کوئی نبی ایسا نہین ہوا جسکو علم اور حکمت نہین عطا کیا گیا۔

اُس علم اور حکمت کا ہی یہ ظہور ہے کہ جو دنیا مین اسقدر سامان زندگی ہو رہا ہے۔ تابعین نے انبیا کے نام سے اور مخالفین نے حکما کے لقب سے اُنکو پکارا۔

ان انبیا نے اپنے نورانی جلوے سے نہ فقط دلون کو روشن کیا بلکہ اپنے علم اور حکمت سے کل لازمہ زندگانی کا بہم پہونچایا جس سے یہ ترقی اور روشنی عالم مین پھیلی ہوئی ہے۔ سو دین کے ساتھ ہی علم حکمت عنایت ہوا۔

کسی کو او دیہ اور نباتات اور جمادات کی ماہیت کی تعلیم ہوئی اور کسیکو صنعت اور حرفت کی۔ جس طرح سے دین اور آئین سلطنت کا سلسلہ جاری کیا گیا اسی طرح علوم و فنون اُنکے ذریعے سے دنیا مین جاری اور ساری ہو گئے۔

پہلی صنعتین جو اگلون کی یادگار ہین جیسے اہرام مصری۔ دیوار چین مصر کی بھول بھلیان وغیرہ اب تک مبصرین کو حیرت ناک کرتی ہین۔

مشائین اور اشراقین کے کمالات کسقدر تعجب انگیز اور حیرت افزا ہین۔ یہ سب کرشمے اُنھین انبیا اور رسولون کی برکت کے نمونے ہین جو ہم کو نظر آرہے ہین لیکن یہ ترقی اور روشنی کہ اس تیرہ سو برس مین دنیا مین پھیلی یہ بات کبھی دنیا کو حاصل نہین ہوئی جیسے دریا کا دہانہ کھول دیا جاتا ہے ایسا ہی حال اس تیرہ سو برس مین ہوا کہ علوم اور رحمت الٰہی کے بحر ناپید اکنار نے اپنا منبع کھول دیا جس سے دنیا نہایت درجے کی ترقی پر ہے۔

خداوند کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا جس سے لگن اور بڑی بڑی دیگین اور بیل تک تانبے کی بنائے گئے اور ہزارون من تانبا ہیکل مین خرچ ہوا اور سواری بھی اُنکے لیے وہ عطا فرمائی گئی جو ریل سے زیادہ تیز اور حیرت انگیز تھی اور دو ماہ کا سفر ایک دن مین طے کرتی تھی مگر وہ سواری خاص تھی نہ کہ عام۔

اس زمانے مین ایک نہایت درجے کی کارآمد دھات لوہا۔ کوئلہ کا دریا بہا دیا جو تمام دنیا مین پھیلا ہوا ہے جس سے لاکھون کارآمد چیزین قسم قسم کی بنکر عالم مین پھیل رہی ہین اور سواری وہ عنایت فرمائی جسکے مقابلے مین پہلی سواری کو کوئی نسبت ہی نہین ہے۔

رحمت الٰہی اسی کا نام ہے کہ عام ہو سو اس زمانے مین وہ رحمت ہر جگہ اور ہر مقام پر موجود ہے امن ایسا کہ جسکی نظیر نہین آسایش وہ کہ جسکا جواب نہین ہر ایک فریق آزاد اور ہر ایک قوم اپنے حال مین مست ہے۔

وہ وہ ایجادین اور صنعتین دنیا مین پھیلین جو کبھی خواب و خیال مین بھی نہین آئی تھین۔

قدرت نے یہ ذخیرہ اس وقت کے لیے روز ازل سے مخفی رکھا تھا اور یہ رحمت اسی
رسول عربی کی امت کے لیے مخصوص کی گئی تھی جسپر نبوت کو ختم کرنا منظور تھا
وہ وعدہ جو کیا گیا تھا کہ "تیرے بھیجنے سے یہی مطلب ہو کہ دنیا کو رحمت
سے بھر دیا جائے" کیسا سچا اور پورا ہوا اسی واسطے رحمت للعالمین
کے لقب سے وہ ختم المرسلین پکارا جاتا ہے۔

یہ قرار پا چکا ہے کہ ہندوستان مین ترقی جسقدر ہوئی ہے اور علوم شائع ہو رہے
ہین یہ یوروپ کا پرتو ہے لیکن دیکھنا چاہیے کہ یوروپ مین یہ شایستگی کہان
سے آئی اور کس قوم کی بدولت یوروپ اسقدر مہذب اور شایستہ ہوا اور نہ یہی
یوروپ پانسو چھ سو برس پہلے نہایت ہی تاریکی مین پڑا ہوا تھا اور سب اقوام سے
بدتر اسکی حالت تھی سو یوروپ کے وحشیون اور جاہلون کو یہ تہذیب اور شایستگی
بدولت اہل عرب و اہل روم کے حاصل ہوئی جنکے دلون پر جلوہ اس
عربی آفتاب کا پڑا ہوا تھا جسنے عالم کے روشن کرنے کو فلک سے جلوہ ڈالا تھا۔

جب تک اہل یوروپ اپنی تقلید آبائی اور پابندی رسم سے دست بردار نہین ہوئے
اُسوقت تک اُنکو ترقی کا زینہ نہین ملا اور وہی جہالت کی گھنگھور گھٹا اُنپر چھائی رہی۔

جن لوگون نے اُس اولوالعزم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو قہر الٰہی کا نمونہ گمان کیا ہو وہ قانون
فطرت کو ملاحظہ فرمائین۔

بے شک جب تیرہ برس تک نافرمان بندون نے اُس سچے اور برگزیدہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا کہنا نہین مانا اور اُسکی جان کے اسقدر دشمن ہوے کہ جسکے باعث وہ اپنا
مقدس وطن چھوڑ کر جلاوطن ہوا اور پھر وہان بھی اُنھون نے اُسکو امن سے نہین
بیٹھنے دیا اور ایک لشکر تیار کر کے اُسپر چڑھائی کی ایسی حالت مین کوئی اہل انصاف
ہمکو بتلائے کہ چارہ کار بجز تلوار کیا تھا۔

ہزارون آدمیون کے مقابلے مین سو پچاس آدمی بھی کچھ حقیقت رکھتے ہین اور سات تلوار
اور تین اونٹ کی بھی کوئی مہم ہوتی ہے مگر مرتا کیا نکرتا خداوند تعالی پر توکل کرکے ایسے
خونخوار اور جبری لشکر کے مقابلے کے لیے گنتی کے چند آدمی جنکے پاس صرف سات
تلوارین اور تین اونٹ تھے اپنے ہمراہ لیکر گھر سے باہر نکلا۔
یہ عین مقتضای انسانیت و جوانمردی تھا کہ وہ اس وقت مین اپنے اور اپنے معتقدین کی حفاظت
کا بندوبست کرتا سو اسکے لیے بجز تلوار پکڑنے کے اور کیا صورت تھی۔
جو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ اسلام کا منشا ہی یہ ہو کہ لوگونکو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے محض ناواقفیت کا سبب ہے
اسلام نے تلوار کے زور سے بیشک بے نظیر غلبہ پایا مگر ایک متنفس کو بھی اسلام لانے پر
مجبور کرنے کا ہرگز منشار اسلام نہین ہے اور نہ اسلامی تاریخ مین کوئی نظیر ایسی ملسکتا ہے
کہ صرف اسلام نہ لانے کے سبب کسی شخص کی گردن ماری گئی ہو۔
اگر ایسا منشا اسلام کا ہوتا تو اتنے عرصے تک ہر ملک اور ہر قوم پر مسلمانون کا غلبہ ہا مخالف
فرقے کا ایک آدمی بھی دیکھنے کو نہین ملتا۔
واقعی مسلمانون نے مندر توڑے گرجا گراے ہزارون لاکھون مخالفین کو قتل کیا انکے زن
و بچے لونڈی غلام بنائے لیکن یہ حال مخالفت کی حالت مین لڑائی کے وقت ہر ایک قوم کا
ہوا ہے کسی قوم نے غلبہ کی حالت مین ہرگز کمی نہین کی۔
اسلام پر کیا منحصر ہے ملکی لڑائیان جو روے زمین پر ہوئی ہین انپر نظر ڈالو کہ ایک قوم نے
دوسری قوم کے ساتھ کیا کیا کیا۔
جنگ مہابھارت مین پانڈوون نے کوروون کا گلا کاٹکر خون تک پیا
اور اس خون کو پیکر یہ کہا کہ ایسا میٹھا شربت عمر بھر نہین پیا۔
چنگیز خان جو بودھ مت کا پابند تھا اسنے بالکل نسل انسان کو منقطع ہی کرنا چاہا تھا
سوائے قتل عام اور لوٹ مار کے کوئی کام اسکو پسند نہین تھا۔

مہاراجہ رام چندر جی نے صرف ایک عورت کی خاطر تمام لنکا کو غارت کیا۔
یہودیون اور عیسائیون نے معبدون مین وہ ظلم کئے جنکو سنکر کلیجہ بیٹھتا ہے۔
مسلمانون نے زن و بچے کو کہین قتل نہین کیا مگر یہود اور نصاری کی تلوار نے
سبکو ایک کھیت مین شہید کیا۔
بخت نصر۔ کانسٹن ٹین اور بونا پارٹ کے واقعات ملاحظہ کرلو۔
اسلامی تلوار واقعی چل رہی تھی اور لوگون کے سر زمین پر اولون کی طرح گرتے تھے مگر وہ تلوار
ایک بجلی تھی جو رحمت کا مینھہ برساتی تھی۔
لوگون کے خون سے جو زمین لالہ گون ہو رہی تھی وہ زبان حال سے بتلا رہی تھی کہ یہان
چمن کھلے گا اور وہ بہار آئیگی جو کبھی دیکھی نہ سنی ہوگی۔
وہی قتل اور خون ریزی جسکو آپ نمونہ قہر الہی کا خیال کرتے ہین آیندہ نسلون کی ترقی اور
زندگی جاودانی کا باعث ہوگیا۔
آج جو یہ بہار دنیا مین آرہی ہے وہ اسی تلوار کی بدولت ہے جو عربون کے ہاتھ مین تھی۔
وہ ایک مواد فاسد تھا جسنے دنیا کے جسم کو خراب کر رکھا تھا اور یہ مواد فاسد کئی صدیون سے جمع ہو رہا تھا
جسم مین جب تک خلط فاسد رہتا ہے جسم تندرست نہین رہسکتا۔
خود طبیب قسم قسم کی ادویہ سے خلط فاسد کا اخراج کراتا ہے کس غرض سے؟ صرف مریض کی صحت کیلیے!
وہ فصدین کھلواتا ہے مسہل دیکر خلط فاسد کا دفعیہ کرتا ہے کس مراد سے؟ بیمار کو
شفا دینے کے واسطے!
باغبان میوہ دار درختون کی ڈالیان چھانٹ کر برابر کرتا ہے عین شفقت سے۔
باد صرصر یکبارگی درختون کو پت جھڑ کرکے ننگا کر دیتی ہے عین رحمت سے۔
خزان بہار کا خاص سبب ہے اگر خزان نہو تو بہار کا ہونا ناممکن ہے۔
اس سے ظاہر ہوا کہ فطرت نے یہ قانون جملہ مخلوقات کے واسطے بنایا ہے۔

جو لوگ معترض ہین کہ دین اسلام نے خون کی ندیان زمین پر بہائین اور لاکھون جانین تلف کین وہ بہ نظر غور قانون قدرت کو ملاحظہ کرین۔

اب یہ خیال ہوسکتا ہو کہ جب قانون قدرت یہی ہے کہ وہ مواد فاسد اور خلط کاسد کی طرح نافرمان اور سرکشون کو چھانٹتا رہتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب اسکا عمل درآمد نہین اور اسلامی شمشیر میان مین ہے۔

بلاشک اسوقت اسلامی تلوار میان مین ہے اور اس حالت مین وہ میان مین ہی رہنی چاہیے۔
قانون قدرت کسی حالت مین نہین بدل سکتا مگر وہ کبھی کسی صورت سے اور کبھی کسی وضع سے اپنا عمل کرتا ہے۔

انگلستان مین کوئی مسلمان بادشاہ جہاد کرنے نہین گیا۔
امریکا پر کسی نے فوج کشی نہین کی۔
ہندوستان مین ایک عرصے سے اسلامی تلوار سرنگون ہے۔
مگر انگلستان کے شہر لیورپول مین ایک غازی مسٹر کوئلم اور امریکا مین مسٹر وب ایک مجاہد ایسا پیدا ہو گیا کہ لاکھون فوج بھی وہ کام نہ دیتی جو ان دو جوان مردون نے کام دیا۔

ہزارون تلوارین اور خنجر وہ کارروائی نکرتے جو انکی زبان اور قلم نے کی۔
ان جوان مردون کے قلم اور زبان نے مخالفین کے روبرو اسلام کو سرخرو کرکے دکھلادیا اور ثابت کردیا کہ تمام دنیا مین اسلام ہی خدائی مذہب ہے۔

ہندوستان مین صدہا رسالے اور اخبار جو روزمرہ شائع ہوتے ہین جہاد کا کام دے رہے ہین۔

سفر کی آسانی علم کی روانی جہالت کو اٹھاتی اور مٹاتی جاتی ہے مختلف علوم اور مختلف اقوام کا میل جول اُس تاریکی کو دور کرتا جاتا ہے جو ہزارون برس سے عالم کو گھیرے ہوئے تھی

صدہا اشخاص تعلیم پاکر اُن کتابونکے ترجمے اُردو اور انگریزی شائع کرتے ہین جنکا حال محض پردے مین تھا۔
جو لوگ اپنی مذہبی کتابون کے حال سے بے خبر اور آبائی تقلید کی زنجیر مین جکڑے ہوے ہین
وہ اُس سے نکلنے اور اِس زنجیر کے توڑنے کی کوشش مین لگے ہوئے ہین۔
چونکہ جھوٹھ کے پاؤن نہین ہوتے جو جھوٹے مذہب ہن وہ خود بخود ذلیل اور حقیر ہوتے جاتے ہین
اگرچہ اگرچہ راہ راست پر نہین آئے مگر بت پرستی سے تو بیزار اور توحید کی جانب مائل ہو چلے ہین
عیسائی گو جوق جوق مسلمان نہین ہوے لیکن اسلام کی تصدیق تو پکار پکار کر رہے ہین
ایسی حالت مین کیا ضرورت شمشیر زنی کی ہے۔
قانون قدرت ایک دوسرے پیرائے مین اپنا عمل کر رہا ہے۔
ابتدائے آفرینش مین جہاد نہین تھا اور رسولون کے معجزات دیکھکر ایمان دار لوگ اُنکی
تصدیق کر لیتے تھے جب دنیا زیادہ بڑھ گئی اور علم و حکمت سے لوگ آگاہ ہوئے اور جادو
رمل جوتش دنیا مین پھیل گیا تو معجزات کو بھی سحر گمان کرنے لگے۔
خداوند جل و علی شانہ کے رسولون کو برملا یہ کہتے تھے کہ یہ جھوٹھا جادوگر ہے اُس خلط خام
کے دفعیہ کے واسطے جہاد کا حکم نازل ہوا جسکا عمل ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا مگر بموقع
جسوقت ایمان دار لوگون کے امن اور حفظ جان و آبرو مین خلل اندازی ہو گی اسی وقت
اُنکو تلوار پکڑنا فرض ہے۔

وقت ضرورت چو نماند گریز — دست بگیرد سر شمشیر تیز

یہ امر ہرگز نہین ہے کہ جہاد کا حکم اُسی وقت تھا اور آیندہ کے واسطے نہین ہے اور
جہاد سے کوئی قوم خالی نہین رہی۔
موسیٰ۔ داؤد علیہما السلام کے حالات عیسائی اور یہودیون کے واقف
سری کرشن جی اور رام چندر جی کے تذکرات اُسکے شاہد ہین۔

بودھ مذہب والون نے ہندوستان سے بُت پرستون اور برہمنون کو کیسا چھانٹا
**عیسائیون** نے **یہودیون** کو اور یہودیون نے عیسائیون کو کسقدر کاٹا۔
کون سی قوم ہے کہ جسنے بحالت قوت دوسری قومون پر جہاد نہین کیا قدیم سے
تلوار مذہب کے ساتھ رہی ہے۔
یہ خداوند کریم کی عین رحمت ہو کہ اُسنے قہری ارادت سے رجعت فرماکر رحمی ارادت
کا عمل فرما رکھا ہے جو خلقت اگلے قہر اور غضب آلہی سے محفوظ اور مصون ہے۔
جو مضمون تحریر ہو رہا ہے اور جس دعویٰ کا ثبوت دیا جارہا ہے وہ عنوان فراموش نہین
ہونا چاہیے کہ "سچا مذہب ازروی فطرت وہی ہے جسکے اصول قدیم سے ہین اور
اُن مین تبدیلی نہین"۔
سو **وحدانیت** جو سب سے اعلیٰ اصول مذہب کا ہو اُسکو جیسا **مسلمانون** نے پکڑا ہو
اور جسقدر اُنکے یہان اسکا تشدد ہے وہ کسی کے یہان نہین جب تک کوئی شخص دل اور
زبان سے یہ اقرار نہین کرتا کہ "خدا کے سوا کوئی معبود نہین" اس وقت تک وہ دائرہ اسلام
مین داخل نہین سمجھا جا سکتا۔
**دوسرا** اسی جملے کا ایک جزو اور ہے جسمین دوسرا اصول ایمان کا ہو وہ کیا ہو! وہ یہ ہو کہ
**محمدؐ خدا کا رسول ہے**"۔
**رسالت** کا ثبوت فطرتی اور اُسکی ضرورت قدرتی ہم پیشتر بیان کر آئے ہین یہان اسلام کے
س دوسرے اصول کی یہ بحث ہم کرنا چاہتے ہین کہ قدرت نے **انبیا** کا مبعوث
ہونا کیون موقوف کر دیا اور ایک خاص ذات پر کس وجہ سے **نبوت** کو ختم کیا۔
ن رات - گرمی - سردی - برسات تو بدستور ہوتی ہین الہام مین کیون کمی فرما دی اور
ں آنی کیون بند ہو گئی جب کہ وہ موافق فطرت تھی جس حالت مین اور کوئی قاعدہ نہین
ا تو یہ روحانی قانون کا اصول کیون تبدیل فرمایا گیا۔

لیکن اسکو بہ نظر غور انصاف اور تحقیق کی رو سے دیکھا جاتا ہے تو اسکا عمل درآمد پہلے سے ہزار درجہ بلکہ لاکھ درجے زیادہ پایا جاتا ہے۔

حضرت **آدم** علیہ السلام سے لگاکر **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیا اور رسول ہوئے ہر ایک انھیں چار اصول کا وعظ اور درس دیتے رہے یعنی **توحید - رسالت - قیامت - جزا و سزا**۔

کسی نبی اور پیغمبر نے ان چارون اصول کے اعلان اور اظہار کرنے مین کسی قسم کی کوتاہی نہین کی اور سب نے اپنی صداقت کے واسطے معجزے دکھلائے کسی نے پہاڑ سے اونٹنی نکالدی کسی نے عصا کو اژدہا اور اپنے کف دست کو ید بیضا اور کسی نے مُردون کو زندہ کرکے دکھلا دیا۔

مگر جب سحر اور فلسفہ کا روز ہوا تو **معجزات** کے بھی منکر ہوگئے اور **انبیا** کی تکذیب کرنے لگے اور آیندہ کو یہ زمانہ آنے والا تھا جسمین **فرمیسن** اور **مسمریزم** جاری ہونے کو تھے اور **فلسفہ** اور دیگر فنون گھر گھر اور گلی گلی پھیلنے والے تھے۔

یہ **تار برقی** اور **ریلوی** جو آدمی کی صنعت اور ایجاد ہے کتنا بڑا اعجاز ہے اور جب اسکی حقیقت پر نظر کی جاتی ہے تو کچھ بھی تعجب انگیز بات نہین معلوم ہوتی

ایک ایسے شخص کے روبرو جو فلسفہ سے ناواقف ہو اس گاڑی اور تار برقی کا اُسنے کبھی نام بھی نہ سُنا ہو ذکر کیا جائے تو وہ اُسکو معجزے سے بڑھکر سمجھیگا اور نہایت درجہ حیران اور ششدر رہیگا جسکی حقیقت ایک ادنی طالب علم کے روبرو ہیچ ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ پہلے لوگون کی نظر ایک ذرا سی بات پر نگئی کہ دھوئین اور بھاپ مین اتنی بڑی قوت ہے اور برق مین یہ اثر ہے۔

کھانا سبکے گھر مین پکتا ہے کوئی عورت ادنی سے ادنی بھی اس بات سے ناواقف نہین کہ بھاپ مین زور ہے صدہا مرتبہ انکی ہانڈی کے سرپوش بھاپ کے زور سے الگ جا پڑتے ہین

مگر حکیمانہ نظر پہلے سے سیر نہین گئی یہ جیمس واٹ کا ہی حصہ تھا جسکو قدرت نے اس غرض کے واسطے انتخاب کیا تھا۔
جیمس واٹ کوئی بڑا فلسفی یا کوئی یونانی حکیم نہین تھا ایک ادنی کوئلے کی کان کھودنے والے مزدور کا بیٹا تھا جسنے یہ دخانی انجن بناکر سبکو حیرت مین ڈالدیا۔
اسی طرح سے ہر سال نئی ایجادین اور نئی کلین کثرت سے جاری ہورہی ہین جنکو دیکھکر عقل حیران ہوتی ہے۔
پس ایسے زمانے مین کیا اثر اُن معجزات کا لوگون پر ہوتا۔
ِس لیے قدرت نے چاہا کہ کوئی ایسا معجزہ دیکر ایک بڑا زبردست اور اولوالعزم پیغمبر دنیا مین بھیجا جائے کہ جس سے بڑے بڑے فلسفی اور فرمیسن عاجز ہوجائین ر وہ معجزہ ایسا پایدار اور محکم ہو کہ پھر اُسکے مقابلے مین کسی معجزے کے اظہار کی ضرورت ہے اور اُسی مین وہ مذہب جو ابتداے آفرینش سے جاری کیا گیا ہی مکمل کردیا جائے۔
صول کے سوا جسقدر اعمال و رطریق تمدن ہین وہ سب بتلا دیے جائین کوئی دقیقۂ مذہبی ِ گزاشت نکیا جائے جملہ مذاہب کا تذکرہ اور اوامر اور نواہی کے سوا قیامت کے حالات جزا و سزا کے بیانات اُسمین مندرج ہون۔
ات اور غیبی اخبار مین وہ اس درجہ بے نظیر ہو کہ اُسکا ثانی تلاش کرنا محال یقین کیا جائے۔
ے سب سے زیادہ زبردست اور اولوالعزم اور افضل پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین ب مین مبعوث ہوئے کہ جسکی بڑے بڑے حکیمون اور فلسفیون نے تصدیق کی۔
نکے زبردست اور سب انبیا سے بڑھکر اور اعلیٰ ہونے کا ادنیٰ نمونہ معجزۂ شق القمر ہے د تمام عرب تسلیم کرتا ہے اور کسی نے آج تک اُسکی تردید نہین کی۔
لہ مخالفین نے اُسکو دیکھکر یہ تو کہا کہ محمد بڑا جادوگر ہے جسنے چاند کو بھی شق کرکے دکھلادیا یسی نے نہین کہا کہ چاند شق ہوا ہم نے نہین دیکھا۔

پہلے نبیون نے معجزات دکھلانے مین بے شک کمال کیا ہے اور ہزارون لاکھون معجزے اُنھون نے دنیا کو دکھلائے کسی نے زمین کو اور کسی نے ہوا کو اور کسی نے بحرِ قلزم کو مسخر کر کے دکھلا دیا لیکن آسمان پر کسی کے معجزے کا ظہور نہین ہوا۔

علاوہ ازین پہلے انبیا کے معجزات حاضرین کے مُعاینہ کے لیے ہوتے تھے جنکو قیام نہین تھا وہ ایک وقت کرشمہ قدرت کا ہوتا تھا۔

کوئی پیغمبر اپنا معجزہ ہمیشہ کے لیے دُنیا کے دکھلانے کو چھوڑ کر نہین گیا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا معجزہ چھوڑا جو ہر وقت اور ہر جگہ موجود اور ویسا ہی زندہ ہے وہ اُس سے بھی بڑا معجزہ ہے جسکو تمام دنیا قرآن کے نام سے پکارتی ہے۔

پس ہم انھین دو معجزون کے اعلیٰ اور افضل ہونے پر بڑے زور سے دعوی کرتے ہین کہ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| | ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہین" | | "محمدؐ کے مانند جگ مین نہین |
| | من وجہک المنیر لقد نور القمر<br>بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" | | "یا صاحب الجمال و یا سید البشر<br>لا یمکن الثناء کما کان حقہ |
| | گرداب پسین موجِ اوّل<br>والا گہر محیط لولاک" | | "آن مرکزِ دورِ ہفت جدول<br>چابک قدم بساط افلاک |

ارباب دانش اور اصحاب بینش ذرا سی دیر کے واسطے دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالین اور بغور ملاحظہ فرمائین کہ اس روے زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کی نسل مین ہزارون پیغمبر ہزارون نبی ہزارون ولی ہزارون حکیم لاکھون فلاسفہ کروڑون ساحر ہو گذرے مگر جس کسی نے کوئی کرشمہ اپنی خرق عادت یا علم اور سحر کا دکھلایا وہ زمین پر ہی دکھلایا آسمان کی جانب کسی نے رخ تک نہین کیا۔

چاند۔ سورج تو بڑی چیز ہین کسی ستارہ پر بھی دسترس نہین ہوا نہ کسی کا معجزہ وہان تک پہونچا اور نہ کسی کی حکمت اور جادو نے یہ کمال دکھلایا۔

سب اقوام کی تاریخین اور سب مذہبون کے دفتر چھان ڈالو کہین ایسا تذکرہ نہین ملیگا جس مین کسی نے آسمان سے ایک بادل کے ٹکڑے کو بھی مسخر کر کے دکھلا دیا ہو۔

یہ ایسا بڑا معجزہ ہزارون شہادتون اور معتبر روایتون سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی حالات مین ہم کو ملتا ہے۔

مسیح علیہ السلام کا بے باپ کے پیدا ہونا واقعی حیرت انگیز اور تعجب خیز معجزہ ہے لیکن حضرت آدم علیہ السلام کا وجود بے ماں باپ کے اُس سے کئی ہزار برس پہلے ہو چکا ہے۔

جسقدر انبیا اور رسولون نے اپنے اپنے معجزے دکھلاے اُن مین سے کسی ایک کا بھی نشان عالم مین نہین ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن ہر گلی اور کوچے مین طشت از بام ہے سبکے پیش نظر ہے جسکی عبارت کی بے نظیر فصاحت اور بلاغت اور بے مثل ہدایت اور غیبی اسرار کا اظہار اور اسکی تہذیب اور شایستگی کی متانت پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے جسکی نظیر نہ آجتک ہوئی اور نہ آیندہ کو قیامت تک ہو۔

ایک معجزہ اُس نبی معظم کے دست مبارک سے ایسا کر دکھایا کہ جسکا نام آسمان پر جلوہ گر ہے اور دوسرا معجزہ زمین پر بندون کے لیے ایسا چھوڑ دیا کہ جو قیامت تک اسی شان اور ہدایت کے ساتھ جلوہ افروز رہیگا۔

ایسا ہی اعلی اور افضل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لائق تھا کہ جو دین کی تکمیل کرے اور اُس کے تابعین اس درجے کے ہون جو تبلیغ احکام الٰہی مین انبیا کا کام دین کیونکہ دنیا بڑھنے والی تھی دس بیس پچاس سو انبیا سے کیا کام چل سکتا تھا۔

اُنھین دین کے اصولون کو جو ابتدا مین قائم کیے گئے تھے ہر ایک شہر ہر ایک قصبہ ہر ایک گانو نہین ہر ملک کے اندر علماء اسلام ڈنکا بجا رہے ہین جسکی آواز ہر کان مین پہونچتی ہے یہی کام تھا جسکے واسطے نبی اور پیغمبر مبعوث ہوتے تھے سو وہ کام پہلے سے لاکھ درجے زیادہ تاکید کے ساتھ برابر جاری ہو رہا ہے۔

ایک ایک بچہ گلی گلی اور کوچہ بکوچہ پکار رہا ہے کہ "اے لوگو خدا کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی معبود نہین ہے"
"اُسکے حکم مین کسی کو دخل اور اختیار نہین ہے"
"آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنکے اندر ہے سب کا خدا مالک ہے"
"جنکو تم اُسکا شریک اور اپنے کام کا کفیل سمجھے ہوے ہو اُنکو ایک چھوارے کے چھلکا دینے کا بھی اختیار نہین ہے"
"پاک ہے اللہ ان باتون سے جنکو تم شریک کرتے ہو"
"خدا سے ڈرو تاکہ تم دنیا اور آخرت مین آرام پاؤ"
"دنیا کی زندگی اور اُسکی عیش و آرام سب فانی ہین جو خواب و خیال ہو جائینگے آخرت کا لطف اور عیش جو مرنے کے بعد ملے گا وہ ہمیشہ کے لیے پائدار اور باقی رہیگا جسکو کوئی تم سے کبھی نہین لے سکے گا اور جس چیز کو تمھارا دل چاہیگا وہ وہان فوراً ملے گی"
"اس ناپائدار کی خاطر کیون عیش جاودانی کو ہاتھ سے کھوتے ہو"
سیدھا راستہ اختیار کرو اور سیدھا راستہ یہی ہے کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش مت کرو اُسکے حکم اور اختیار مین کسی کو شریک مت بناؤ"
"خدا اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو"
"از روے فطرت تمھاری نظر اس بات پر جاتی ہے کہ بیشک مالک ہمارا پروردگار ہے پھر اسی پر کیون نہین جمے رہتے آبا کی تقلید اور رسم کی پابندی پر کیون عاقبت خراب کرتے ہو"
"موت کا نقارہ سر پر بج رہا ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ سے یہ صدا برابر آرہی ہے پھر تم کیون نہین ہوشیار ہوتے"
"خدا اکیلا ہی نہ اُسکے بیٹا ہی اور نہ وہ کسیکا بیٹا ہی اور نہ اُسکے گوت ہی اور اللہ بے پروا ہے"
"کیا تمنے یہ سمجھ رکھا ہی کہ تمکو یونھین پیدا کیا ہی اور تم خدا کے پاس واپس نہین جاؤ گے"

حضرات یہی باتین تھین جنکو انبیا اور پیغمبر سناتے تھے اور یہی باتین تھین جنکی خاطر خداکے رسول قوم کے عذاب اُٹھاتے تھے۔

یہی باتین تھین جنکے منوانے کے لیے آسمان سے طوفان اور پتھر برستے تھے۔ اور یہی باتین تھین جنکے واسطے پے بہ پے انبیا اور رسول عالم شہود مین جلوہ گر ہوتے تھے۔

یہی وہ ہدایت تھی کہ جسکو ارباب دانش صاحب قسمت حاصل کرکے نوید حیاو دانی حاصل کرتے تھے اور یہی وہ وحی اور پیام الٰہی تھا کہ جسکے تسلیم نہ کرنے سے لاکھون قوم کے سردار دُنیا اور آخرت کا دائمی وبال اپنے سر پہ لیتے تھے۔

انھین کلمات نورانی نے روحانی زندگی بخشی اور انھین احکام نے عذاب و ثواب کی فرخندگی بخشی انھین دل نواز صداؤن نے اقوام کو مہذب بنایا اور انھین دلگداز آوازون نے عالم مین ہر نوبگ مچایا اسی نور نے دنیا مین یہ اُجالا ڈالا اور اسی کے باعث حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکالا۔

انھین کے اظہار کے لیے وید اور زندوستا بنائے گئے اور انھین کی تاکید کے لیے توریت۔ زبور۔ انجیل اور قرآن نازل فرمائے گئے۔

جس حالت مین رسالت اور نبوت کا کام اس درجہ زور شور کے ساتھ عالم گیر ہو رہا ہے تو پھر کیا ضرورت نبی اور پیغمبر کی ہے۔

فطرت کی عادت ہی یہ ہے کہ کامل اپنی قیمت کامل و ر ناقص قیمت ناقص پاتا ہے جو میوہ خام ہوتا ہے اُسکی ویسی قیمت اور پختہ اپنی قیمت پختہ لیتا ہے اور پہلے سے کوئی میوہ یا پھل پختہ اور کامل بر آمد نہین ہوتا اول خام اور ناقص ہو کر بعد مین پختہ اور کامل ہو جاتا ہے اسی طرح سے دین پہلے خام اور ناقص تھا جسکو اس نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر کامل اور پختہ کر دیا گیا۔

اسی واسطے اُسکے تسلیم کرنے اور عمل کرنیوالے بھی پہلے فرمانبردار بندون سے کامل اور پختہ ہین

جیسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا اور رسولون مین اعلی اور افضل ہین ایسے ہی
اُسکے تابعین بھی کامل دین پانے سے پہلے بندونسے اعلی اور اشرف ہین۔
اسوقت بڑے بڑے بادشاہ اور اعلی درجے کے حکما اور بہادر اور فریبی مکار۔ساحر
اور شاعرون کا تذکرہ سبکے ہاتھہ مین ہے جو مختلف اقوام اور ممالک مین گذرے ہین اور
لاکھون قسم کے صاحب کمال اور ذوی فنون اور شعبدے باز دنیا مین ہوئے ہین اُن سکے
حالات کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے مقابلہ کرو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
نے جو یہ دین جاری کیا تو اسمین ذاتی فائدہ کچھہ بھی حاصل نہین ہوا۔
ابتدائی حالت اس برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو فقر و فاقہ اور قوم کی تکالیف مین
گذری اور وہ زمانہ کہ تمام ملک عرب اُسکے تابع فرمان تھا اور جان و مال اُسکے اشارے پر
قربان کرنا اپنی حیات جاودانی جانتا تھا۔ان دونون حالتون کا موازنہ کرو۔
ایک وہ وقت تھا کہ ہر ایک متنفس جان کا خواہان تھا اور زمین بھی وطن کی دشمن ہورہی تھی
اور اس دوسرے وقت مین لاکھون آدمی جان و مال سے حاضر تھے اس نبی معظم
صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج مین ذرا بھی تغیر نہین ہُوا۔
جیسا اُس حالت مین وہ اپنے کو مسکین اور غریب بندہ سمجھتا تھا ایسا ہی اب سبکے ساتھہ
لطف اور اکرام سے پیش آتا تھا اور غریبی گذران کرتا تھا۔
اور جس کلمہ کی خاطر وہ پہلے وقت مین جان کھپاتا تھا اسی کے واسطے وہ اس دوسرے
وقت مین نہایت سرگرمی اور جہد بلیغ سے غزوے اور جہاد کرتا تھا اور ہر دم
ہمہ تن اُسمین مشغول تھا۔
اگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سچا اور برگزیدہ منجانب اللہ نہوتا اور اُس ہدایت اور تلقین سے
اُسکی کوئی ذاتی غرض متصور ہوتی تو وہ یہ کبھی نکہتا کہ "مین بھی تم جیسا ایک خدا کا بندہ ہون
دو مجھہ پر اور میری اولاد پر زکواۃ خیرات حرام ہے"

"مین تمسے کوئی اجر نہین چاہتا ہون میرا اجر اللہ رب العالمین پر ہے"
"مین تمکو ایک ہی نصیحت کرتا ہون کہ تم دو دو ایک ایک کھڑے ہوکر سوچو کہ تمھارے
اس پیغامبر کو کچھ جنون تو نہین ہو گیا ہے یہ تو تمکو ایک بڑی آفت سے بچانے کے لیے
متنبہ کرتا ہے اور تم سے اجر کچھ نہین مانگتا"
"اگر میرے ایک ہاتھ مین آفتاب اور دوسرے مین ماہتاب دیدو تب بھی مین اس ہدایت
خلق اللہ سے جس کا مجکو حکم ہے باز نہین رہسکتا"
یعنی دولت دنیا جس پر مجکو تم للچاتے ہو کیا چیز ہے چاند سورج جن پر تمام دنیا کے کارخانے
کا دارومدار ہے اور جنکا ہاتھ مین آنا ناممکن ہے اگر یہ بھی مجکو سونپ دو اور میرا انپر قبضہ کرادو
تب بھی مین احکام الٰہی کے پہونچانے مین کمی نہین کرسکتا۔
"اگر تم سچے ہو اور مجکو جھوٹا سمجھتے ہو تو قرآن جیسی ایک سورت ہی تین چار یا آٹھ دس
آیتون کی برابر بنا لاؤ"
بھلا ایک ان پڑھ آدمی بڑے بڑے علما شعرا فصحاے عرب کے روبرو کب ایسا دعوی
کرسکتا ہے یہ وہی غیبی زور تھا جسکی قوت سے وہ احکام الٰہی کی تبلیغ پر مامور ہوا
تھا جو یہ دعوی کرتا تھا۔
"اے لوگو! خدا کی عبادت کرو جو تمھارا اور تمھارے باپ دادا کا مالک ہے"
"اسی کے آسمان اور اسی کی زمین ہے"
"مین اور تم سب اسکے ناچیز بندے ہین"
"اسکی ذات کے سوا کوئی خدائی کے لائق نہین"
"قسم ہے روشن کتاب کی ۔ ہمنے بنایا ہے اسکو عربی زبان کا قرآن ۔ تاکہ تم سمجھو
اور یہ کتاب لوح محفوظ مین ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے"
"یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے اتری ہے۔

"بے شک آسمانوں اور زمین میں ایمان داروں کے لیے نشانیاں ہیں"
"اور تمہارے پیدا کرنے اور جانوروں کے پھیلانے میں یقین لانے والوں کے لیے نشانیاں ہیں"
"اور رات دن کے پلٹنے اور آسمان سے روزی نازل کرنے میں کہ اس خشک زمین کو شاداب کرتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں نشانیاں ہیں"

یہاں دہریوں اور فلسفیوں کے سمجھانے کے واسطے "عزیز و حکیم" اپنے دو بڑے وصف ابتدائے کلام میں بیان فرما کر از روے فطرت بتلاتے ہیں کہ جس زبردست حکمت والے نے یہ قرآن اُتارا ہے اُسکی قدرت کی نشانیاں زمین اور آسمان میں بہت ہیں جنکو تم آنکھوں سے دیکھتے ہو اُنمیں غور کرو اور نیز اپنی پیدائش اور جانوروں کی پھیلاوٹ کو حکیمانہ اور فلسفیانہ نظر سے دیکھو کہ کس حکمت اور خوبی سے ہمنے تمکو اور جانوروں کو بنایا ہے اور کس طرح سے ہم مردہ زمین کو سرسبز اور شاداب کرتے ہیں اور دن رات اور گرمی جاڑہ برسات میں ہوا اُنکو تبدیل کرتے ہیں اس سے ہمارا خالق ہونا ہر ایک شے بیان کر رہی ہے پھر کیسے کہتے ہو کہ کوئی خالق نہیں ہے۔
اگر یہ عالم حادث نہوتا اور قدیم سے از خود ایسا ہی بنا ہوا ہوتا تو اسمین یہ تغیرات نہوتے اور اس طرح سے دن رات نہ پلٹتے ہر گھڑی اپنا رنگ نہ بدلتے۔
اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی بڑا زبردست حکمت والا ہے جسکے قبضۂ قدرت میں یہ آسمان اور زمین اور ہوا اور مینھ اور دن اور رات کہ جس وضع اور طرز پر وہ چاہتا ہے اسی طور سے یہ اپنا ظہور کرتے ہیں۔

"کسی زلف و رخ کا یہ کام ہے کوئی نازنین لب بام ہے
ابھی شام تھی ابھی صبح ہے ابھی صبح تھی ابھی شام ہے"

کیونکہ جو قدیم ہے وہ حادث نہیں اور جو حادث نہیں اُس میں تغیر نہیں مگر عالم متغیر ہے بس قیاس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عالم قدیم نہیں۔
"اور بیشک یہ ایسی معزز کتاب ہے کہ جس میں آگے اور پیچھے غلطی کا احتمال نہیں جو خوبیوں

والے حکیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے

"تجھسے وہی بات کہی جاتی ہے جو تجھسے پہلے رسولون سے کہی جاتی تھی"

"جنکے ہاتھ مین اگلی آسمانی کتاب ہو وہ تجکو ایسا پہچانتے ہین جیسا اپنے بیٹون کو"

"یہ آیتین ہین روشن کتاب کی اور تحقیق تو البتہ ہمارے بھیجے ہوئے رسولون مین سے ہے"

"آج مینے تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمت تمھارے اوپر پوری کردی اور مینے تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کیا"

"قسم ہے ستارے کی جبکہ جھکے تمھارا صاحب (محمدؐ) نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے یہ تو وحی ہے جو اُسپر آتی ہے"

"بتلاؤ تو سہی اگر یہ کتاب (قرآن) اللہ کیطرف سے ہو اور تم اسکے منکر ہو چکے تو اُسکا انجام تمھارے حق مین کیسا زہر قاتل ہوگا۔

"تو پھر کوئی ایسی کتاب لاؤ اللہ کے پاس سے جو اُن دونون سے (توریت اور قرآن سے) ہدایت مین بڑھکر ہو کہ مین اُسپر چلون اگر تم سچے ہو"

"کیا اُنکو یہ کافی نہین کہ ہمنے تجھپر کتاب نازل کی جو اُنکے سامنے پڑھی جاتی ہے البتہ اسمین رحمت اور نصیحت ہو اس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہین"

"قسم ہے قرآن پرحکمت کی کہ بیشک تو (اے محمدؐ) رسولون مین سے ہے سیدھے رستے پر۔ قرآن نازل کیا ہوا ہے بڑے زبردست مہربان کا تاکہ اُس قوم کو ڈرسنا دے کہ اُنکے باپ دادا کو بھی ڈر نہین سُنایا گیا سو وہ غافل ہین"

"پھر قرآن کے بعد کونسے بیان پر ایمان لاؤ گے"

**صاحبو!** ذرا غور کرو کہ یہ باتین پرحکمت وہدایت کوئی فریبی مکار۔ جادوگر شعبدہ باز کرسکتا ہے اور ابتداے بنی نوع انسان سے آجتک ایسے دربے بہا کسی شاعر یا ساحر نے اُگلے ہین۔

ایک اُمی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ کتاب اللہ کی جانب سے ہے اس مین آگے غلطی ہے اور نہ پیچھے یعنی غلطی سے بالکل محفوظ ہے۔
کوئی ہمکو بتلا دے کہ ایسا دعوی کسی عالم۔ فاضل حکیم۔ شاعر نے بھی آجتک کیا ہو جیسا یہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہو۔
جس قدر مصنف اور مؤلف آج تک روے زمین پر گذرے ہین سب ہی اپنے دیباچے مین لکھتے آئے ہین کہ "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان"۔
ہم فطرتی خطاکار ہین ہماری یہ تالیف یا تصنیف خطا اور غلطی سے محفوظ نہین رہسکتی۔
یہان یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم امی عرب جیسے سیف اللسان فصیح البیان کے مقابلے مین اپنی کتاب کو کس دعوی کے ساتھ پکار رہا ہے کہ یہ غلطی سے قطعی محفوظ ہے۔
وہ عرب اور اہل عرب کہ جو اپنی زبان کے مقابلے مین سب بانون کو ہیچ سمجھتے ہین اور غیر زبان والون کو گونگا کہتے ہین کہ بولنا ہمکو ہی آتا ہے باقی غیر زبان والے ہمارے مقابلے مین عجمی (گونگے) ہین۔
بیشک عرب کی ایک باندی اپنے لہجہ کو تغیر کرنے سے پر لطف نظم کر لیتی ہے۔
عربی زبان نہایت ہی نرم اور شیرین زبان ہے کرختگی اور سختی اور اکھڑپن اسمین مطلق نہین ہے وسعت اسکی اسقدر ہے کہ اونٹ اور غرمے کے اسمین صدہا نام ہین اختصار پر مضامین اور فصاحت اور بلاغت مین وہ اعلی پایہ اور بے نظیر درجہ رکھتی ہے۔
زبان کی وسعت بڑی دلیل اسکی فصاحت اور بلاغت کی ہے تنگ زبان مین ایک لفظ سے بہت کام لیے جاتے ہین اور وسیع مین ہر ایک شے کے لیے علیحدہ علیحدہ نام ہوتے ہین اور ایک چیز کے صدہا نام ہون یہ اعلی درجے کا کمال اس زبان کا ہے۔
یہی باعث ہو کہ غیر زبان والے اصطلاحات عربی زبانکی علوم اور قوانین مین استعمال کرتے۔
کیا کوئی جھوٹا شخص تمام عالم کے اولین اور آخرین علما اور شعرا اور حکما اور فصحا کو اس دعوی سے

دعو کر سکتا ہے اور وہ پڑھا لکھا مطلق نہو اور نہ کسی اہل علم کی اُسنے صحبت اُٹھائی ہو یوم تمیز
سے سب سے الگ کنارہ کش اور آزاد رہا ہو کہ "یہ وہی ہدایتین ہین جو مجھسے پہلے رسول قوم
کو کرتے آئے ہین"

کہین جھوٹے خود غرض فریبی مکار شخصون کا یہ وتیرہ ہوتا ہے اور وہ لوگون کی ہدایت
مین اس طرح سے بلاغرض جانفشانی کیا کرتے ہین جیسی کہ اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے کی کہ نہ اپنی جان کا خیال کیا نہ خانومان کے برباد ہونیکا ملال دل مین آیا۔
وطن چھوڑا گھر بار چھوڑا عزیز و اقارب سے مُنہ موڑا رشتہ قرابت سب منقطع ہو گیا۔
اُس کلمہ حق کے کہنے سے خود حضور روالا ہزار ہا مصائب اور بلا مین گرفتار ہوئے اور اپنے
رفیقون کو بھی اسی مصیبت مین ڈالا مگر کلمہ توحید کو نچھوڑا کہین جھوٹا خود غرض
یہ کارروائی مخاصمانہ اور مخالفانہ کر سکتا ہے کہ جس لفظ کے کہنے سے اپنے قرابتی اور ذاتی
رشتہ دار بھی جان کے دشمن ہو جائین اور تیغ بکف قتل کرنے کے لیے تلاش کرتے ہوئے
پھرین اور وہ اُس لفظ کے کہنے سے باز نہ رہے اور دن بدن اُسمین مبالغہ اور غلو کرتا چلا جاے
اور اُس مخالفت اور عداوت کی جو باعث کمال خوف اور ہر دم کے خطرے کی تھی کچھ پروا نکرے۔
پادشاہون اور بہادرون نے سلطنت کی خاطر بڑے بڑے مصائب اُٹھائے ہین اور خود بلا
مین مبتلا ہوئے ہین اور اپنے رفقا کو بھی ہلاکت مین ڈالا ہے لیکن ذاتی نفع کے واسطے
تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہونے کے لیے تاج مرصع سر پر رکھنے کی غرض سے بڑے بڑے
محل اور عالیشان عمارتون مین عیش کی خواہش سے خزانہ اور جواہرات جمع کرنے کی
نیت سے اور پھر اُس دولت و ثروت کے حصول سے حظ زندگانی اور لذات حکمرانی
کی اُٹھانے کی وجہ سے اعزاز اور وقار کی طلب مین بیشک مصائب اُٹھائے ہین اور بڑی
بڑی لڑائیان اور ہنگامہ پردازیان کی ہین تمام عالم مین ہر بونگ اُٹھا کر امن کو
بے قلم اُٹھا دیا ہے۔

مگر انھین خواہشات نفسانی کی امیدون اور آرزوؤن نے انکو اس معرکہ آرائی اور خونریزی
پر آمادہ اور برانگیختہ کیا ہے جنکا ذکر اوپر کیا گیا۔
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تخت تو بڑی چیز ہے کبھی حاشیہ پر بھی نشست نہین فرمائی
عمدہ کھانے کیسے ہوتے ہین لطف اور عیش زندگی کیا ہوتا ہے بادشاہت کی۔
بھی گیہون کی روٹی کبھی پیٹ بھر کر میسر نہین ہوئی رات کو اندھیرے مین چراغ نصیب
نہین ہوا بچھانے کے لیے روئی کا گدیلا تک نہین ملا۔
کھجور کی شاخین تھین اور جسم مطہر کا خواب گاہ کھجور کے صوف تھے اور حضور والا کا تکیہ گاہ
تمام تمام رات فاقے سے گذر گئی اور چھٹانک بھر رزق اس بادشاہی کے زمانے مین کہ جب
کروڑون روپیہ انعام واکرام اور خیرات کیا جاتا تھا ہاتھ نہین آیا پانچ سات چھوارے بھی کچھ
ہین اگر وہ دستیاب ہو گئے ہین تو بڑی خوشی سے انھین کو نوش فرما کر شب بسر کی ہے۔
عالم شباب مین ایک بیوہ اور ضعیف بی بی پر قناعت کی دوسری عورت کا خیال عمر
مین انکی زندگی تک کبھی نہین آیا جہان ازواج کی تعداد بڑھانے کا علی العموم رواج تھا۔
اخیر مین پچاس کے بعد اُس معصومہ کے انتقال فرمانے سے جو چند نکاح کیے تو وہ نہ غلبہ خواہش
کی وجہ سے بلکہ محض ہدایت اور تلقین کی غرض سے کہ انکو زنانی تعلیم تمدن اور عبادت کی
دی جاتی تھی اور اپنے تابعین کو تبلایا جاتا تھا کہ اجتماع ازواج مین انکے حقوق کی نگرانی اس طرح
کرنی چاہیے چنانچہ جسقدر مسائل حیض و نفاس اور زنانہ معاشرت کے ہین وہ سب انھین
مطہرات کی زبانی زبان الہام بیان سے دریافت ہوئے ہین۔
انبیاء معصومین ہین ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہوا ہے کہ جسکی ازواج تبلیغ احکام الٰہی آخر دم تک کرا
یہ اجتماع جو عالم ضعیفی مین کیا گیا حظ زندگانی کے لیے نہین تھا جیسا کہ امیر اور راجہ اور بادشاہ
کیا کرتے ہین امت کی حال اور آیندہ کے لیے خاوند اور بی بی کو عبادت۔ حسن
فرمان برداری شوہر۔ رضامندی زوجہ۔ پردہ داری اور تعلیم و تربیت اولاد

طرز بموجب حکم الٰہی تبلانا مقصود تھا سو یہ مدعا واضح اور صاف جیسا اسلام مین ہے
کسی دین وملت مین اسکی نظیر نہین مل سکتی۔
جیسا وہ نبی معظم مردون کو اللہ کے خالص بندے بنانا چاہتا تھا اسیطرح مستورات سے
رسم واوہام باطلہ کے دور کرنیکا منشا تھا تاکہ یہ ازواج امت کی عورتون کے لیے نظیر اور
ہادی ہون اور اُنکے حالات صبر اور شکر رضا و تسلیم کے سُنکر قوم کی عورتین اسکا اتباع کرین۔
یہی باعث ہے کہ مسلمان مستورات اُنکے حالات سے سبق لیتی ہین اور مصائب اور بلا مین صبر اور
استقلال کے ساتھ برداشت کرتی ہین اور نھین کی پیروی کو سرمایہ اپنی نجات کا جانتی ہین۔
جس حالت مین مردون کے لیے ایک بیرونی مدرسہ قائم کیا گیا تھا جس مین روحانی تعلیم
کے لیے بلا لحاظ قوم اور ملک اور رنگ کے سبکو ایک وضع سے داخل کیا جاتا تھا۔
اس مدرسے کے داخل ہونے کے لیے نہ کوئی نذرانہ مقرر تھا اور نہ کوئی امتحان اور نہ فیس
صرف زبان اور دل سے یہی اقرار کرنا اس خدائی کالج کا پیشمہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی
معبود نہین اور محمد خدا کا رسول ہے۔
اسی کلمہ کا کہنا اصطلاع سمجھا جاتا تھا بلا اس اقرار کے کسی شہنشاہ کو بھی اس مدرسے مین داخلے کا
مجاز نہین تھا اور نہ نبی تک کے رشتہ دار ہی بدون کلمہ بار پاسکتے تھے۔
اس صورت مین بہت ہی ضرور تھا کہ ایک اندرونی درسگاہ زنانہ تعلیم کے لیے قائم کی جاے۔
اسکے سواے اسکے اور کوئی صورت نہین تھی کیونکہ جس عصمت اور پردہ کی اسلام تلقین کرتا ہے
وہ اسی حالت مین بحال رہسکتا ہے اس سے بہتر اور کوئی صورت ممکن ہی نہین تھی۔
اس نبی معظم کا کوئی کام ہدایت سے خالی نہ تھا جو قول اور جو فعل تھا سب خلقت کی ہدایت
کے لیے اور حسبتہً للہ محض اخلاص کی روسے وہ قوم کا بہلوخواہ تھا۔
کوئی ایسا شخص قوم کا بہی خواہ نے غرض قوم پر جان و مال قربان کرنے والا ترکی عجمی۔ نہ عربی۔ رومی مصری
حبشی کم اپنی قوم بنانے والا اور اُنکو اپنے عزیز و اقارب سے زیادہ رکھنے والا کسی قوم کی تاریخ مین نہین مل سکتا ہے

اُسکی قوم نہ ہاشمی تھی اور نہ قریشی نہ عربی نہ ترکی جو خدا کو معبود اور اصلی مقصود سمجھنے والے اور اُسی کے روبرو سربسجود تھے وہی لوگ اُس نبی کی قوم تھے۔

وہ اُنسے نہ دولت کا خواستگار تھا اور نہ اپنی حکومت کا صرف اس بات کا خواہان تھا کہ وہ خداوند تعالی کو مالک اور خالق جمیع کائنات کا بالیقین سمجھکر اُسکی عبادت کرین اُسکے حکم اور قدرت مین کسی کو شریک نہ بنائین ہر بات اور کام مین اُسی سے التجا اور ہر دم اُسی کی درگاہ مین دعا کرین واجی اور آبائی تقلید کو چھوڑکر روحانی اور اخلاقی اصلاح مین سرگرم اور مستعد ہین مذہب تو وہ پہلے بھی رکھتے تھے کوئی فریق بُت پرستی آتش پرستی انجم پرستی اور اوہام باطلہ کا پابند تھا اور کوئی فریق یہودی اور کوئی نصاری تھا اسلام نے اُنسے قتل - چوری - زناکاری دُخترکشی کو دور کرکے رحم - انصاف - حیا - عفت اور خداترسی سے مہذب اور شایستہ اعمال اور روحانی اخلاق سبمین پھیلادیا عرب کے بدجاہل وحشی یکبارگی ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کردیا ہو بہتر ہوگا کہ اس مقام پر چند صاحبان انگریز عالیشان کی رائے بجنسہ نقل کی جاے۔

**سر ولیم میور صاحب** لفٹنٹ گورنر جنرل ممالک مغربی و شمالی اپنی کتاب **لائف آف محمد** صلی اللہ علیہ وسلم مین رقم فرماتے ہین جسکا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

"اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر و احکام اسوقت تک تھوڑے سے اور سادہ طور کے تھے جیسا کہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر انھون نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا۔ دین مسیحی نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا اور شرک و بت پرستی سے جہاد عظیم کیا تھا اُس وقت حیات روحانی کبھی ایسی انگیختہ نہوئی تھی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب مین ہوا تھا جیسا کہ دین اسلام مین ہوا **عرب** کے لوگ توہمات اور کفر و ضلالت اور بیرحمی و لاابالی کے دریا مین غرق تھے چنانچہ جا بجا رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنی سوتیلی مان کو بیاہ لیتا تھا اُنکے غرور اور افلاس سے دخترکشی کی رسم بھی اُنمین اُسی طرح جاری ہوگئی تھی جسطرح فی زمانا ہندوون مین جاری ہے۔

اُنکا مذہب حد کے درجے کی بت پرستی تھا اور اُنکا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق

پر نہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی ہیئت کا سا اُنکا ایمان تھا انھین کی رضامندی مناتے تھے اور انھین کی ناراضی سے احتراز کرتے تھے قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اُسکی اُنھین خبر ہی نہ تھی۔

ما بہجرت سے تیرہ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت مین بے جان پڑا تھا مگر اُن تیرہ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون آدمیون کی جماعت نے بت پرستی چھوڑ کر خدای واحد کی پرستش اختیار کی اور اپنے اعتقاد کی موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے۔

اُسی قادر مطلق سے بکثرت و بشدت دعا مانگتے اُسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے اور حسنات و خیرات اور پاکدامنی اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تھے اب اُنھین شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا اور یہ کہ وہی رازق ہمارے ادنی حوائج کا بھی خبر گیران ہے۔

ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ مین ہر ایک امر متعلقہ زندگانی مین اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثے اور تغیر مین اُسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھکر اُس نئی روحانی حالت کو جسمین خوشحال اور حمد کنان رہتے تھے خدا کے فضل خاص و رحمت با اختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کی تقدیر کیے ہوے خذلان کی نشانی جانتے تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اُنکی ساری امیدون کے ماخذ تھے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور اُنکی ایسی کامل طور پر اطاعت کرتے تھے جو اُنکے رتبۂ عالی کی لائق تھی۔

ایسے تھوڑے ہی زمانے مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہو گیا تھا جو بلالحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپے مخالفت و ہلاکت تھے۔

مسلمانون نے مصیبتون کو تحمل و شکیبائی سے برداشت کیا اور گو ایسا کرنا اُنکی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہین۔

ایک سو مرد اور عورتون نے اپنا گھر بار چھوڑا لیکن ایمان عزیز سے مُنھ نہ موڑا اور جب تک کہ یہ طوفان مصیبت فرو ہوے حبش کو ہجرت کر گئے پھر اُس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ انکین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو انکی نظر مین تمام روئے
زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر گئے اور یہان بھی اسی جادو بھری
تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصے مین اُن لوگون کے واسطے ایک برادری جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور مسلمانون کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہوگئے تیار کر دی "

ریورنڈ جی۔ ایم۔ راڈویل صاحب مترجم قرآن لکھتے ہین۔

"عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو"
بت پرستی کے مٹانے حیات اور مادیات کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے اطفال
کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر
اُسکی ایک حد معین کرنے مین قرآن بیشک عربون کے لیے برکت اور قدوم حق تھا گو
عیسائی مذاق پر وحی نہو"

"گبن نے بیان کیا ہے"

"عیسائی اس بات کو یاد رکھین تو اچھا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل نے وہ درجہ نشہ
دینی اُسکے پیرو وٴن مین پیدا کیا کہ جسکو عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائے پیرو وٴن مین تلاش کرنا
سنے فائدہ ہے اور اُسکا مذہب اُس تیزی کے ساتھ پھیلا جسکی نظیر دین عیسوی مین نہین
چنانچہ نصف صدی سے کم مین اسلام بہت سے عالیشان اور سرسبز سلطنتون پر غالب آگیا"
جب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لے گئے تو اُسکے پیرو بھاگ گئے اور اپنے مقتدا کو
موت کے پنجے مین چھوڑ کر چلدیے برعکس اسکے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اپنے مظلوم
پیغمبر کے گرد وپیش رہے اور اُسکے بچاؤ مین اپنی جانین خطرے مین ڈالکر کل دشمنون پر اسکو غالب کر دیا"

"مسٹر کارلائل صاحب فرماتے ہین"

"پس ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز یہ خیال نہین کرسکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز درہم
باطن شخص تھا اور نہ ہم اُسکو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ ودانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہ

سکتے ہین جو سخت و کرخت پیغام اُسنے دنیا کو دیا بہرحال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تھا مگر اُسکا مخرج وہی ہستی تھی جسکی تھاہ کسی نے بھی نہین پائی۔
اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید سے تھے حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ مین سے دنیا کے منور کرنے کو نکلا تھا اور نے شبہ اُسکے لیے امر ربانی یون ہی تھا"
وہ روحانی آفتاب ۶۳۲ء مین یکبارگی عالم کی نظر سے غائب ہو گیا لیکن اپنے قدرتی نور کو جو دنیا کے منور کرنے کے واسطے اُسکو عطا کیا گیا تھا اپنے ہمراہ نہین لے گیا۔
وہ نور جو قدرت کے وسیع چشمہ سے نکلا تھا عالم کے جلوہ گر کرنے کے لیے چھوڑ گیا جس نے جہان کو ایسا روشن کیا کہ اُسکی نظیر روز آفرینش سے ابتک دنیا مین نہین ملتی ہر قوم اور ہر ملت پر اپنا پرتو اُس نور نے ڈالا۔

"بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہے یہ سب پودھ اُسی کی لگائی ہوئی ہے"

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات جو شخص بہ نظر انصاف بلا تعصب غور کے ساتھ ملاحظہ کریگا ممکن نہین کہ وہ از روے فطرت اُنکو سچا نبی اور خدا کا برگزیدہ پیغمبر نہ تسلیم کرے۔
سب انبیا اور رسولون مین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلیٰ اور افضل یقین کے ساتھ پایا جاتا ہے میدان نبوت پر جو نظر ڈالی جاتی ہے تو یہی پہلوان اور شہسوار سب سے زیادہ بردست سب سے زیادہ شہ زور اور سب سے زیادہ قوی اور کامل نظر آتا ہے۔
و بنیاد مذہب کی حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھون سے رکھی گئی تھی اُسکو کامل اور کمل اس نبی معظم کے دست مبارک نے کیا۔
ی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بوجہ افضلیت اس لائق تھا کہ خاتم نبوت پر مہر ہو۔
یہی وہ نبی خاتم النبیین اور ختم المرسلین ہے جسپر دین کا خاتمہ ہو گیا۔
کسی آسمانی کتاب مین کسی نبی پر نبوت کو ختم فرما کر یہ حکم نہین دیا گیا تھا جو اُس

سیدالانبیا کی شان مین نازل فرمایا گیا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مین سے کسی مرد کا باپ نہین ہے مگر وہ خدا کا رسول اور خاتم النبیین ہے"

"اور جو کوئی سوائے اسلام کے کوئی دین اختیار کریگا وہ قبول نہین کیا جائیگا اور وہ قیامت کو خسارے مین رہیگا"

"آج ہمنے تمہارے دین کو تمہارے لیے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر تمام کر دی اور ہمنے دین اسلام کو تمہارے لیے پسند کیا"

پس قیامت تک یہی دین خدائی دین ہے جو قائم اور برقرار رہے گا۔
اور اب اسمین کوئی طرز عبادت اور فرائض وغیرہ کا ازروے قدرت تبدیل نہین ہوگا۔
اصول تو نہ پہلے تبدیل ہوے اور نہ آیندہ کو تبدیل ہون مگر فرائض اور عبادت اور تمدن کے جو طریق ہین وہ سب اسیطرح سے مستحکم اور قیامت تک جاری اور قائم رہینگے۔
ایک شعشعہ اور ایک نقطہ تبدیل نہین ہوگا۔
باقی جو شرائط ہمنے سچے مذہب کی شناخت کے لیے منتخب کیے ہین قرآن مجید کو ہاتھ مین لو اور بہ نظر حقیقت غور کر لو کہ اسلام موافق فطرت ہے یا نہین۔
**قرآن مجید** خود بتلا دیگا کہ اسلام ہماری ان شرائط فطرتی کے اندر محدود ہی اور یہ مسئلہ نہایت ہی صحیح اور درست ہے کہ "الاسلام هو الفطرة والفطرة هي الاسلام"
الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب **فطرت** مقام **لویرہ ریاست جودھپور مارواڑ مین** بتاریخ دہم ماہ ستمبر ۱۹۰۸ء کو ختم کی گئی۔

| | |
|---|---|
| ہے یہ اک نقش کہ جو عمر مین اپنی کھینچا | ہم نہوں نگے ولے یہ نقش رہیگا ہم سے |
| "کیا فائدہ فکر بیش وکم سے ہو گا | ہم کیا ہین جو کوئی کام ہم سے ہو گا |
| جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے | جو کچھ ہو گا ترے کرم سے ہو گا |

# خاتمہ پُر از نتائج مفیدہ

ناظرین کو اسکے ملاحظے سے روشن ہوگیا ہوگا کہ روے زمین پر جسقدر مذہب رائج ہین سبکے عقائد اور سبکے اصول دین اسلام سے جسقدر ملتے جُلتے ہین ایسے کسی مذہب کے نہین ملتے اور جو اسلامی اصول ہین وہ سب مذاہب مین موجود ہین گو کسی طرح سے ہون دیگر مذاہب نے انکی ہیئت خراب کر دی ہے اور اسلام مین انکی اصلیت باقی ہے توحید جس پر اسلام کو فخر ہے اسکے سب قائل رسالت سب کے نزدیک مسلم اور کوئی مذہب اس سے خالی نہین قیامت ۔ عبادت ۔ جزا و سزا سبکے یہان ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ سب مذاہب کا ماخذ اور منبع اسلام ہی اور کل مذہب اسی سے نکلے ہین اور اسلام ہی خدائی مذہب ہے فهو المراد۔

اب یہ خیال کہ جس حالت مین سب مذاہب کے اصول واحد ہین تو تحقیق اور تفتیش کی کیا ضرورت ہے جس مذہب مین جو شخص ہے اسکے قوانین کی پابندی موجب اسکی نجات کے ہو مگر یہ محض خیال باطل ہے قدرت اور صنعت مین زمین و آسمان کا تفاوت ہے قدرتی اشیا پر نظر کرو اور انکے مقابل مصنوعی کو غور سے دیکھو تو مصنوعی اشیا مین ایک مین وصف قدرت جیسا نہین پاؤ گے یہی حال اسلام اور دیگر مذاہب کا ہے کیونکہ دیگر مذاہب مصنوعی اور لوگون کے طبع زاد خیالات اور محض ایجاد ہے اور اسلام قدرتی اور خدائی مذہب ہی جسکے اصول اور احکام کلام الٰہی مین مشرح درج ہین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منجانب خدا اور دنیا مین حجت اللہ ہین ۔ پس جسنے تعمیل احکام الٰہی کی نہین کی اور نہ اُس ہادی برحق کا اتباع کیا اور لوگون کے مصنوعی خیالات کو دین الٰہی تصور کرتے رہے اور فرمان الٰہی کو دیکھا اور سنا تک نہین اور ہمیشہ اسکے خلاف کو ہدایت سمجھا اور اسکی تکذیب اور تردید کے درپے رہے اور یہی سمجھا کیے کہ یہ کلام الٰہی نہین ہے ایک شخص کا ایجاد ہے یعنی قدرتی

نہین ہے مصنوعی ہے تو ایسے لوگون کو نجات کی امید رکھنا اور ان کو ہمات سے فائز المرام ہونا عبث ہے ۔
صاحبو! وہ قرآن جسکا منجانب اللہ ہونا فطرت سے ثابت ہوچکا ہے برملا پکار رہا ہے اور پکار پکار کر اپنے منجانب اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے کہ اگر تمام روے زمین کے آدمی میرا مقابلہ کرنا چاہین تو ہرگز نہین کر سکتے مین تمام عیبون اور غلطیون سے پاک ہون مین کلام الٰہی ہون مجکو جیسا عرش سے اتارا ہے تیرہ سو برس سے ویسا ہی موجود ہون اور قیامت تک ایسا ہی رہونگا - میرے منکر ظالم اور باغی ہین وہ دنیا جسکی مچھر کے پر کی برابر بھی خدا کے یہان قدر نہین ہے چند روزہ ہے بعد مرنے کے یہ زندگی خواب کا سا خیال معلوم ہوگا میرے منکرونکی ہرگز نجات نہوگی ستر ستر گز کی آتشی زنجیرونمین انکو ایسا جکڑا جائیگا اور وہ پکڑی جائیگی کہ کبھی آجتک دنیا مین کسی جکڑنے والے نے نکسی کو ایسا جکڑا ہوگا اور نہ ایسی سختی اور ذلت سے پکڑا ہوگا میرے منکرو اس دنیا کے عارضی لطف اور عیش کا مزہ چند روز اُٹھالو اور خوب دل کی حسرتین نکالو موت آئی اور تم دوزخ کے دائمی عذاب مین گرفتار ہوے جیسے تم آج اُسکے فرمان کو غفلت کے سبب نہین سنتے ہو اور خدا کو بھول گئے ہو اسی طرح سے وہ جبار قہار تمکو عذاب دردناک مین ڈالکر تمہاری خبر تک نہین لیگا - دوزخ کے دربان بڑے سنگدل اور قدرتی بیرحم ہونگے وہ گونگے اور بہرے ہونگے کہ دوزخیون کے آہ و نالے کو نہین سنینگے وہان نہ کوئی حمایت کام دیگی اور نہ قرابت اور نہ زور سے کام نکلیگا دوزخ بہت ہی بری جگہ ہر اور وہ خاص میرے منکرونکے لیے تیار کی گئی ہے مین تمہاری آگاہی کا چوبدار ہون اور علانیہ اعلان کر رہا ہون کہ خبردار ہو جاؤ ہوشیار رہو موت تمہارے سر پر کھڑی ہے مرنے سے پہلے حیات ابدی کا سامان کرو اور بڑے دور دراز سفر کے لیے خرچ اپنے ساتھ لو اگر تم میری ہدایت پر عمل کرو تو تمکو اس ہیبت ناک عذاب کا کسی قسم کا ذرہ برابر بھی صدمہ نہین آئیگا اور جواہرات کے محل سونے چاندی کے بنے بنائے جو آج تک کسی کے خیال

مین کبھی نہین آئے اور آمین نہرین شیرین بہ رہی ہین اور کسی قسم کی روک وہان نہین ہے اور جس چیز کی خواہش کروگے وہ وہان ملیگی اُس فرمانبرداری کے صلے مین تمکو دیجائیگی اور کبھی وہان سے نکالے نہین جاؤگے مین تمھارا گھر نہین چھوڑاتا نہ دولت وعزت سے روکتا ہون نہ تمکو مشقت مین ڈالتا ہون مین تو تمکو یہ نیک ہدایت کر رہا ہون کہ بس خدا کو ایک سمجھو اُسکے منزلہ احکام کو بسر وچشم تسلیم کرو اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کرو خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو مخلوق کے ساتھ ہر طرح سے نکوئی اور سلوک کرو اور یقین جانو کہ بعد مرنے کے قیامت آنے والی اور اعمال کی پرسش یقینی ہے یہی طریقہ سیدھا راستہ نجات اور حیاتِ ابدی کا ہے اب جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے ؎

---

مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء

# اعلان

## خیالات ممتاز موسوم بہ فطرۃ

یہ اردو مین عجیب اور مفید کتاب لکھی گئی ہے جس مین سچے مذاہب
اور برحق دین کی پہچان اہل ہنود کا مذہب اور اسکی حقیقت۔
بودہ مذہب کے بانی کا حال اور اسکی ساری کیفیت مسیحی اور
یہودیون اور آتش پرستون کے اصول اور انکی اشاعت تثلیث کا
ذکر اور دہریون کے خیالات۔ توحید اور رسالت و فطرت کے مقابلہ کا
بیان اور پاک اسلام اور اسکے بانی کا تذکرہ ہے۔ مصنف نے اسمین
یہ بھی بتایا ہے کہ دنیا مین کس قدر مذاہب شائع ہین اور مقدس اسلام
کس مذہب کا موافق اور کس کا مخالف ہے نیز مذہب کیا چیز ہے؟
اور انسانی دنیا کو اس سے کیا فائدہ ہے پھر یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر
مذہبی عقیدہ درست ہے تو کونسا مذہب سچا ہے اور وہ کون سی
کسوٹی ہے جس پر مذاہب کو کسا جا سکتا ہے۔ شائقین
اسکی خوبی ملاحظہ سے معلوم کرین گے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا

# كَاشِفُ الْمَكَائِدِ فِيْ رَدِّ مَنْ مَّنَعَ عَنِ الْمَسَاجِدِ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی نبیہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین

امّا بعد ناظرین منصفین پر واضح ہو کہ ان دنون ایک فتوی چار ورقہ مطبوعہ گلابی کاغذ موسومہ بہ جامع الشواہد متضمن افترا آت وتکفیر پیروان ملت احمدیہ ومتبعین سنت محمدیہ کا نظر سی گذرا اوسکے لکہنے والے اکثر وہی حنفی ہین جنہون نی سابق مین عہدنامہ پر جو جناب صاحب کمشنر بہادر دہلی کی روبرو تصدیق ہو کر باستصواب باہمی مشتہر ہوا تہا اپنی مہرین کی ہاین یہہ لوگ اس امر کا عہد وپیمان کر چکے تہے کہ ہم کسی پر کچھہ طعن اعتراض نکرینگے ہر شخص اپنی مذہب پر موافق عملدرآمد قدیم جسطور سے عمل کرتا رہی اب انہین نی اول امن عامہ خلایق مین خلاف رسوم وعملدرآمد قدیم فتور پیدا کیا اور باعث نقص امن جو ملت ومذہب محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام اور قانون گورنمنٹ برطانیہ کے سراسر خلاف ہی ہو کر عہدشکنی کی اور درپے فساد ہوئے اور اوس عہدنامہ کو بالکل پس پشت ڈالکر مستحق الزام وسزا ہوئی ہمکو اسپر بہی کچھہ تعرض نہ تہا لیکن چونکہ بسبب شائع ہونی اس فتوے کے ہر شہر ودیار مین نقص امن ہو کر فساد ہونے لگا اور نیز اونہون نے اون اوراق مین تمام کذب وافترا باندہا ہے اور کسی جگہہ بعض رسالہ کے عبارت مین سرقہ کر کے برعکس مطلب لکہدیا ہے ان سب اعتراضات مین سی ایک بات بہی ہمارے کتب ورسائل مین نہین ہی اونکو اس کذب وافترا پردازی سی محض فساد اور عہدشکنی اور جہال کو ورغلانا اور امن عامہ مین نقص ڈالنا مقصود ہی اسلیئے بنظر رفع شکوک واوہام عوام بنا چار لکہا جاتا ہے تا کہ یہہ سب تحریر جامع الشواہد واہیات ہی اور اس سی بدتر صد ہا طرح کے خرافات کتب اسم مقلدین

حنفیہ مین بتصریح موجود ہین اور ہر اعتراض اپنا ایسا ہے کہ جس سی یہہ سب مفتی اہل سنت کے نزدیک خارج از فرقہ ناجیہ و بدمذہب ٹہیرتے ہین جن باتون کو زبان پر لاتی ہوی حیا آتی ہے اور جن امور سی ہر ذی عقل کا سُنکر دل کانپ جاتا ہے وہ انکے کتب مین بے ذہرک لکہی گئی ہین چنانچہ ہم اعتراض کے جواب مین کچہہ عبارت و پتہ اوسکا لکہتے ہین کیونکہ یہ سب تو اپنے کتب مذہبی سی بالکل جاہل و بیخبر ہین اور قطع نظر کے اپنا عیب ہر شخص نہین معلوم کرسکتا اس سے یہ جان لین گے کہ خود ہم ہی پر یہہ اعتراضات وارد ہوتی ہین اور یہ کفر ہمارے ہی جانب عائد ہے اور یہہ سب آفت ہم پر صرف تقلید شخصی کے باعث ہی اور متبعین سنت کا تو مذہب اور دعوی برملا یہ ہے کہ ہم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے تابع ہین کسیکے قول و فعل سے جو خلاف اوسکی ہو کچہہ غرض نہین خلاف کتاب و سنت جو بات ہو اوس سی انکار ہی اگر بالفرض کوئی شخص کوئی بات بلا دلیل کہی یا لکہے تو وہ ہمارا مذہب ہرگز نہین ہوسکتا جب ہم سوای طریق رسول اللہ صلعم کے بطور وجوب کسی امام معین کے مقلد نہین تو پہر اور کسیکا کیا ذکر ہے جو کچہہ کتاب و سنت و اجماع صحیح شرعی اور قیاس صحیح غیر معارض نص مین ہے وہ ہمارا مذہب ہے اور جو خلاف اوسکی ہی وہ ہماری نزدیک مردود ہے یہہ شان و لیاقت تو جناب مقلدین ہی کی ہے کہ ایک مذہب کے پابند ہو کر تمام آفات اپنی سر پر لیتی ہین اور فرقہ ناجیہ اہل سنت سی مخالف بنتی ہین اور علامت ظاہری اونکی اس ملک مین یہی کہ آمین بالجہر جو مذہب جمہور اہل سنت ہے جس سے یہود جلتے تہے جیساکہ حدیث شریف مین آیا ہے اور رفع یدین جو سنت مشہورہ ہے اور سینہ پر ہاتہ باندہنا جو اکثر محققین کے نزدیک ثابت ہی اور امام کے پیچہے الحمد پڑہنا جو اکثر صحابہ اور تابعین و مجتہدین کا معمول بہا ہے اس سی برہم ہوتی ہین اور مثل دیگر فرقہ ضالہ کے اہل حق پر سب و شتم و افترا پردازی کرتے ہین اور جن عقائد باطلہ اور مسائل مخالفہ کا التزام بہ نسبت متبعین سنت کی لگاتی ہی وہ انکی کتب مین بکثرت موجود ہین اونمین سی چند بطور نمونہ بعض جوابات اعتراضات و اہیات مقلدین کے لکہی جاتی ہین تاکہ ناظرین جان لین کہ ان مقلدین کی یہ عقائد ہین

اور یہی لوگ اہل سنت و جماعت سے مطلقاً خارج ہین اور کذب و افترا پردازی انہین کی عادت قدیم ہے
اب ہم بفضلہ ذکر مہر کذب مقلدین کو آفتاب نیمروز کیطرح ثابت کرکے اپنے بریت و بیزاری ایسی گندہ
و بُری عقائد سے آشکارا کرتے ہین و باللہ التوفیق - قولہ اول یہ کہ خدای پاک کا جھوٹ بولنا ممکن
کہتے ہین چنانچہ کتاب صیانت الایمان مطبوعہ مراد آباد مصنفہ مولوی شہود الحق الخ اقول یہہ صریح
بہتان ہی حضرت مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ پر بعض اہل بدعت نے یہہ اعتراض
کیا تہا اوسکی جواب مین صیانۃ الایمان مین بتفصیل مدلل ثابت کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اہل سنت مین
سے خدا تعالی کے جھوٹ بولنے کا قائل نہین ہی چنانچہ بجنسہ عبارت صیانۃ الایمان صفحہ ۵ کے
مندرج صفحہ ہذا ہے (صیانۃ الایمان) شہود الحق کہتا ہے کہ ایضاح الحق سے متدرج ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے بھائی
کے قبر پر جانے سے نہین پایا جاتا ہے چنانچہ بیان اوسکا اوپر ہو چکا ہے باقی مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ
علیہ کیطرف خدا کو جھوٹا اور حضرت کو چمار سے زیادہ ذلیل کہنے کی نسبت بالکل غلط ہے مولوی محمد اسمعیل
رحمۃ اللہ علیہ نے کہین نہ خدا کو جھوٹا کہا ہے اور نہ حضرت کو چمار سے زیادہ ذلیل سب افترا ہی اور امکان
کذب کے قائل ہونے سے خدا کو جھوٹا اور کاذب کہنا لازم نہین آتا ہے اسلئے کہ اطلاق مشتق کا موجب
عرف اور لغت اور شرع کے اوسپر جو اصلا مباشر فعل نہین صحیح نہین کیونکہ قیام مبدا کا جو مناط حمل مشتق ہے
وہ یہان منتفی ہے اور اصول مین منصوص ہے کہ جو مباشر فعل زمان ماضی مین نہین ہوا اور زمان آیندہ
مین ہوگا اوسپر بہی اطلاق مشتق کا بالاتفاق مجاز ہے نہ حقیقت اور جو مباشر فعل زمان حال مین
ہی اوسپر اطلاق مشتق بالاتفاق حقیقت ہی اور جو مباشر فعل زمان ماضی مین ہوا اور حال مین نہین اوسپر
اطلاق مشتق عموما بعض مجاز کہتے ہین اور بعض حقیقت اور بعض کہتے ہین اگر فعل کا بقا ممکن ہو تو
اطلاق مجازی ہی ورنہ حقیقی علاوہ اسکے کبہی مباشر فعل پر بہی اطلاق مشتق بسبب ایہام نقص کے شرعا جائز
نہین ہوتا ہی جیسا کہ شرح مقاصد مین لکہا ہی کہ خلف وعید کی ناجائز ہونیکی یہ دلیل لانا کہ اگر خلف وعید
صحیح ہوتا تو خدا کو مخلف کہنا بہی صحیح ہوتا اور خدا کو مخلف کہنا صحیح نہین ہی تو خلف وعید بہی صحیح نہین ہے
اعتبار کی قابل نہین کیونکہ بہت افعال خدا تعالی کی ایسی ہین کہ جنکا اسم فاعل خدا تعالی پر اطلاق نہین

بالکل ہی ہی نہین اور یہ بات ہرگز نہین ہوسکتے ہے کیونکہ اس کی یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی سی بہی سہو ہوتا ہی اور نیز
معترض مجیب نے اونپر جھوٹ باندہا ہے کہ انبیا سے بہول چوک کا احکام دینی مین متصور ہے اس سے معلوم ہوا کہ مقلدین کو افترا
پردازی مین نہایت ہی کمال ہے حالانکہ انبیا سے قصور اور خطا صادر ہونیکا تمام حنفی خود ہی اعتقاد رکہتے ہین اور انکے
کتب فقہ ہی مین یہ مسئلہ تصریح موجود ہے خود امام ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر مین لکہتے ہین وقد کانت منہم
زلات وخطیات یعنے انبیا سے لغزشین اور خطائین بہی واقع ہوتے ہین اور ملا علی قاری اوسکی شرح مین
تحت قول ففہمناہا سلیمان لکہا ہی وَھٰذَا مَبْنِیٌّ عَلٰی جَوَازِ اجْتِہَادِ الْاَنْبِیَاءِ وَتَجْوِیْزِ وُقُوْعِہِمْ فِی الْخَطَاءِ لٰکِنْ بِشَرْطِ
اَنْ لَا یَتَنَبَّھُوْا اور اسیطرح حسامی اور نور الانوار اور اونکی شروح وغیرہا مین موجود ہے ہر واقف پر یہ امر مخفی نہین کہ سب
کتب حنفیہ پکار رہی ہین کہ مقلدین حنفیہ انبیا علیہم السلام سی خطا ہونیکا اعتقاد رکہتی ہین اور نیز ایک فتوی بہی انبیا سے
خطا واقع ہونیکا اونہون نے اپنی کتب سے مدلل لکہا ہے جسپر مولوی کریم اللہ صاحب حنفی اور مولوی مسعود صاحب حنفی امام مسجد
فتحپوری اور مولوی منصور علیخان صاحب حنفی کے مہرین ہین پاس مولوی عبد الغفور صاحب ساکن دہلی متصل مسجد جامع موجود
ہے اب منصفین غور فرمائین کہ یہ مذہب وعقیدہ حنفیون کا ہے [illegible] اور جناب معترض اور جن بیچاس سات
حنفیون کے اوس فتوی پر مہرین ہین سب کاذب ومفتری نکلے اور باقرار خود جماعت اہل سنت سی خارج ہوگئے واہ حضرت
آپ تو ہمکو اہل سنت سی خارج لکہتے ہین یہ کیا ہوا کہ خود ہی خارج از فرقہ ناجیہ اہل سنت ہوگئے ؎ کہل گیا عشق
بتان طرز سخن سی مومن + اب مکرتے ہو عبث بات بناتے کیون ہو + تیسرا **قولہ** یہ کہ حضرت کی خاتم النبیین ہونے سے انکار
کرتے ہین چنانچہ نصر المومنین الخ **اقول** نصر المومنین کی عبارت سے انکار خاتمیت کا اتہام کرنا صریح افترا ہے الف لام عہد خارجی
ہونی ہی مطابق اثر ابن عباس یہ مطلب ہے کہ پیغمبر صلعم اس طبقہ کے خاتم النبیین ہین نہ اور طبقات زمین کے اور یہی مذہب
حنفیونکا ہی چنانچہ مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی نے کہ اسوقت مین کل حنفیہ کی مقتدا ہین اپنی رسالہ دافع الوسواس عن اثر
ابن عباس مین اسکو مدلل تحریر کیا ہے اور نیز بعض بعض فتوی بہی اس امر کے جن پر اکثر حنفیہ کے مہرین ہین چہپی ہوئے
دیکہنے مین آئی پس یہ عقیدہ بہی حنفیونکا ہی اگر اس سے انکار خاتمیت سمجہا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ سارے حنفے رسول اللہ صلعم
کے خاتم النبیین ہونے کے منکر ہین۔ نعوذ باللہ من ھذہ المذھب ؎ یہ عقیدہ کی خرابی کہ تو دیکہے نبی + غیر کو
برم بناتی ہی یہ گت اپنی ہے
چہارم **قولہ** حدیث اول یعنے سوا حدیث متواتر کے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا معجزہ

ثابت نہین ہوتا الخ اقول شر و فتور اوٹھتے ہین ہر بات مین + ابلیس کے سے سنت مین مفسد کے ذات مین + یہہ بھی
تہارا کذب صریح ہی دلیل محکم کی عبارت مندرج صفحہ ۸ ہے۔ ردیہ سوم اینکہ اعتقاد بر معجزہ نبی علیہ السلام از جملہ عقائد ایمانیہ است و خبر
صالح احد مفید عقیدہ نمی شود بلکہ موجب عمل در اعمال میگردد چنانکہ خبر بلا سند احاد محض افادہ عقیدہ ودہد پس نقل دو سہ مردم بلا دلیل
در باب مسدود راین معجزہ کہ اعتقاد بدان واجب است مرہت اہر گز مقبول نخواہد شد در باب اعتقادیات چنانکہ در اصول فقہ
مصرح است اِعْلَمْ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ فِی الْعَقَائِدِ الْاِعْتِقَادُ فَلَا یُفِیْدُہٗ خَبَرُ الْعَدْلِ الْوَاحِدِ فَلَا یُقْبَلُ فِیْہَا لِاَنَّ الْاِعْتِقَادَ
لَا یَحْصُلُ مَعَ الظَّنِّ بِخِلَافِ الْاَعْمَالِ فَاِنَّ الْعَمَلَ یُجَامِعُ مَعَ مَظِنَّۃِ الظَّنِّ کَذَا فِیْ شَرْحِ التَّحْرِیْرِ لِمَوْلَانَا عَبْدِ الْعَلِیِّ رحمہ اللہ
اسکا مطلب اتنا ہی ہی کہ خبر واحد سے کوئی عقیدہ ثابت نہین ہوتا نہ یہ کہ سواے احادیث متواتر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت
نہین ہوتا یہ معترض کا افترا اور بہتان ہی بلکہ یہ بات تو ایسی ہے کہ حنفیہ کی تمام کتب اصول مین لکھی ہی اور سب مقلدین کا مذہب ہے
کہ خبر واحد مثبت عقیدہ نہین اور اوس سے زیادہ علی الکتاب صحیح نہین بخلاف عقیدہ متبعین سنت کے بلکہ حنفیہ کے نزدیک خبر آحاد
جو خلاف قیاس ہو مردود مردود ہی چنانچہ تحقیق شرح حسامی مین تحت حدیث مصرات اور تحت حدیث قضی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بالشاہد الیمین کے صاف لکہا ہی کہ یہ حدیث مردود ہے اسلیے کہ خلاف قیاس ہے اور اسیطرح توضیح تلویح مین بہی ہی اور مولوی
عبد اللہ ٹونکی حنفی نی حاشیہ شرح نخبہ جو دہلی مین سید میر منظم صاحب کی مطبع مین چہپی ہی لکہا ہے کہ خبر واحد واجب العمل شرعی
نہین واجب العمل منظفے عقلے ہے پہر اسکو ایک صفحہ مین نہایت پیچ در پیچ عبارت مین قضایا مرتب کرکے اپنے زعم مین خود ثابت کیا
اور اسکی آخر مین لکہا ہی وَھٰذَا التَّیَاقُدُ اَلْہَمَنِیْ رَبِّیْ وَاَوْضَحَنِیْ خَالِقِیْ وَبِہٖ تَحَقَّقَ اِیْمَانِیْ وَعَلَیْہِ دَمِیْ فقط ترجمہ اور بیان تحقیق یہ ہے
مجکو رب میری نی الہام کیا اور ظاہر کیا مجہپر خالق میری نی اور ساتہ اسکی ثابت ہوا ایمان میرا اور اوپر اوسکی ہی یقین میرا نستعوذ باللہ
جس امر کا افترا متبعین سنت پر کیا ہی وہی بلکہ اوس سے بدتر ان مقلدین کا عقیدہ ہے پہر جب مقلدین کی نزدیک خبر واحد خلاف
قیاس کے مردود ٹہیری اور واجب العمل شرعی نہوئی تو اپنی کو اہل اسلام مین داخل سمجہنے کی کیا علامت۔ جو شخص حدیث رسول اللہ صلعم کو
خلاف قیاس کہکر مردود سمجہے اور اوسکو واجب العمل نجانے اوسکو کون مسلمان کہہ سکتا ہے ؎ گر ہمین تحریری حضرت ...
تاریہ دیدہ ری سب بالا ہوگی + قولہ پہر اجماع کل امت جسکے سند ہمکو معلوم ہو حجت شرعی نہین الخ اقول ...
ستے زیر فلک جہوٹ پر کمر + شاید گہر گیا ہے کہین ماٹ نیل کا + معیار کی عبارت یہ نہین ہی آمین ہی کذب افترا کو دخل ...
جناب مولانا ابو الفضل ابو الثنا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث تاید مجدد اجماع کی حجت شرعی ہونے کے قائل ہین معیار الحق مین لکہا ہے

کہ اجماع شرعی کی واسطے دو امر ضرور ہیں پہلا اتفاق ساری مجتہدین ہمعصر کا اس امت سے اوپر امر شرعی کی متحقق ہو اور
دوسرا یہہ کہ سند اوسکی قرآن حدیث سے پائی جاوے کیونکہ سند کا نہ پایا جانا مستلزم خطا کو ہوگا فقط اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے
توضیح میں ہے الجمہور علیٰ انہ لا یجوز الاجماع الا من دلیل وامارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء اذ الحکم فی الدین
بلا دلیل خطاء انتہی مختصرا اور مسلم الثبوت میں محب اللہ بہاری حنفی نے لکہا ہے لا اجماع الا عن مستند علی المختار اور ابن
ہمام نے تحریر میں کہا ہے ولا اجماع الا عن سند اور اوسکی شرح میں مولوی عبد العلی لکہنوی لکہتے ہیں وبالجملۃ یلزم الامر الحال
کون الباطل صوابا وکون الاجماع خطاء لان الاجماع قول کل وقول کل بلا دلیل محرم فقول واحد بلا دلیل باطل
انتہی پس یہ سب حنفیہ اسکی قائل و معتقد ہیں کہ اجماع شرعی بلا دلیل و سند باطل ہے معیار میں انہیں کی کتب کی عبارات
نقل کر کے ترجمہ لکہہ دیا ہے ہمیں جناب مجیب کی ذمہ کیا الزام ہے تو یوں گالیاں شوق سے غیر کو دیتے ہیں کچہ کہیگا تو ہو رہیگا
حضرات مقلدین کو اس سے شرم نہیں آتی کہ اپنی عقیدہ اور مذہب ملعون ہے اوسیکو متبعین سنت کی لئے صورت الزام بناتے ہیں
اس سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ جتنے پچاس سٹہ حنفیوں نے ان اعتراضات کو کمیٹے کر کے لکہا ہے اور اوسپر اپنی مہریں کی ہیں اپنی مذہب
سے ناواقف ہیں اور حسب تحریر خود اجماع شرعی کی منکر ہے کتب سے اپنی ہی برعکس کیسا نکل آیا ہم الزام اونکو دیتے تہی قصور اپنا
نکل آیا قولہ ششم مجتہد کا قیاس شرع میں معتبر نہیں الخ اقول بوی گل ہی تو نہ لائی یک نفس چل ہوا ہوئی صبا
دیکہا تجہے معیار کے صفحہ ۷۹ میں مسبات کا کہیں نام بہی نہیں یہ اعتراض تمہارا محض دہوکہ دہی عوام ہے اور موجب سوالی
ہر خاص و عام واللہ لا یہدی القوم الفاسقین قولہ ہفتم مسئلہ رجعت کے قائل ہیں الخ قولہ ہشتم حضرت ابوبکر اور اونکے
ہمراہی الخ اقول ای چشم اشکبار ذرا دیکہہ تو سہی ہوتا ہی جو خراب وہ اپنا ہی گہر نہو چہ خوش صاحب دراسات خود حنفی ہے
اور بڑے زور شور سے حنفیت کا دعوی کرتا ہے دیکہو بارہویں دراسہ کے شروع میں لکہتا ہے کہ جو شخص مجہپر گمان کری
کہ اسکو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سوء عقیدت ہے تو یہ اوسکا ظن فاسد اور اعتقاد کاسد ہے میں نے اونکا مذہب نہیں چہوڑا اور میں نے
اور میرے باپ دادا نے اونہیں کی خوان علم پر پرورش پائی ہے میں کیونکر اونکا حق نہیں پہچانونگا اونکی مجہپر ایسے احسانات ہیں
کہ مجہکو قدرت اوسکی وفا کی نہیں اور جو شخص لوگونکا احسان نہیں مانتا وہ خدا تعالی کا احسان بہی نہ مانیگا اور پہر صفحہ ۳۲ میں
لکہتا ہے کہ میرے نزدیک مسح گردن اور تکبیر قبیل قنوت وتر معمول ہی اگرچہ میں نے اسمیں کوئی حدیث مرفوع یا موقوف نہیں پایا
اور نہ اوسکی تارک پر کچہ وعید ہی لیکن مجکو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اونکی اتباع سے حسن ظن ہی اپنی اونکی قول پر عمل کرتا ہوں

اور پہر اسی رسالہ مین آخر تک اونکی مناقب ذکر کئی ہین اور جن لوگون نے اون پر جرح کی ہی اوسکا جواب لکہا ہی او
اونکی اقوال کی بہت تاویلین کی ہین اوسکی کتاب کہتی ہی کہ یہ شخص سخت حسن ہی اگر تمنے اپنے سوء فہمی سی او
یہ مطلب سمجہا کہ وہ حضرت ابوبکر سے خطا صادر ہونیکا اور رجعت کی حقیقت در کہنے کا قائل ہی تو پہر کیا الزام کیونکہ وہ
ہی مذہب تمہاری اسلاف کا اور تمہارا ہے مذہب کے موافق تحریر کیا ہو تا لیس جو مسئلہ اپنی عقیدہ کا ہے اوسکو دوسرونکے ذمہ
تھاپنا ہی کام ہے اگر تمہین کچہ بہی خوف خدا ہوتا یا کسیطرح کی شرم و غیرت ہوتی تو تمہین سنت پر یہ اعتراض نہ
لیکن چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان برد + **قولہ** ہم حضرت ابوبکر رض حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کے ساتہ اور حضرت عمر رض حضرت علی کی ساتہ کینہ رکہتے تہے الخ **قولہ** ہم چارون امامون کے پیرو الخ **اقول**
من عند اللہ عرف جہانگیر اگر یہ لکہا ہی بیرون طریق کی تکفیر کی ہو تو پہر کیا الزام و اعتراض ہی اوسکی کتاب قرۃ آلید
نہین اور نہ وہ کوئی ہمارا مقتدا اور پیشوا اور نہ اوسکی کتاب اب تک ہماری نظر سے گذری ہی اور نہ جامع الشواہد مین
کتاب کی عبارت نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا کہ اصل کیا ہی اور افترا و بہتان کسقدر ہی ہمکو دعوی اتباع قرآن
ہے نہ کسیکے قول بے دلیل کا یہہ کام مقلدین ہی کا ہے کہ ہر کسیکے لکہنے کو بلا دلیل اپنا مذہب قرار دے لیتی ہین
تخطیہ کرنا یا کسیکو ناحق پر سمجہنا بہی آپ ہی لوگونکا کام ہے عشرہ مبشرہ تک کو کہ جنمین خلفاء راشدین رضوان اللہ
علیہم اجمعین بہی شامل ہین ای حضرات حنفیہ آپ خطا پر سمجہتے ہین دیکہو حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالی عنہم سے
رفع یدین فی الصلوۃ کی روایات کتب حدیث مین ثابت ہین اور نیز حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے وجوب قرأت فاتحہ خلف الامام
اور اسیطرح آمین بالجہر اور سینہ پر ہاتہ باندہنے بہت صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کا معمول ہے کما فی البیہقی والحاکم والنسائی
اور ہمیشہ سے اہل سنت جماعت کا عمل آرہی اور مقلدین حنفیہ کا اسکی انکار پر کیا کچہ اصرار ہی معاذ اللہ حضرات صحابہ
محمدیین اور اونکی اتباع کو گمراہ اور خارج از اہل سنت ہونی فتوی پر شور و شغب مین تحریر کرکے اونکی ہجو مین نا سزا دشنام
کیا ہے دیکہو الی اللہ المشتکی اور صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت عمر رض محدود فی القذف کی گواہی قبول کرتی تہی اور اونکی نزدیک
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا کا استثنا وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا سے ہی اور مقلدین اسکو نہین مانتی اور استثنا فاسقون سے ہی پہر انکی
مذہب سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری نزدیک معاذ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطا پر تہی اور شرح وقایہ مین ہے کہ سجود کم
مین حضرت علی رضی اللہ عنہ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پر سجدہ تلاوت کا کرتے تہے اور ہمارے یعنی حنفیون کی نزدیک

بیان نکری آگے یسمون پر کرناچاہیے اسی طرح کے صدہا مسائل ہین کہ جنمین مقلدین نے خلفاء راشدین کو خاطی سمجھکر خلاف کیا ہی اور نیز مقلدین حنفیہ کے نزدیک سوائی اپنی مذہب کے سب مذاہب حق اور باطل ہین دیکھو درمختار صفحہ ۵ مطبوعہ مطبع ہاشمی اور اشباہ النظائر کے مقدمہ مین لکھا ہی کہ جب کوئی ہمارے اور ہمارے مخالف کے مذہب اعتقاد سے سوال کرے تو ہمپر یہ جواب دینا لازم ہے کہ ہمارا مذہب اور عقیدہ حق ہی اور ہمارے مخالف کا مذہب اور عقیدہ باطل ہی طحطاوی نے حاشیہ درمختار مین لکھا ہی کہ مخالف سے مراد امام شافعے اور امام مالک اور امام احمد حنبل ہین اور نیز مولف نے جامع الشواہد کے صفحہ ۵ مین طحطاوی کی یہہ عبارت نقل کی ہے کہ سوا اتباع ائمہ اربعہ کے باقی سب بدعتی اور دوزخی ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ مقلدین کے عقیدہ مین نعوذ باللہ خلفاء راشدین ومحدثین و اتباع انکے بدعتی ودوزخی اور خطاء پر ہین اور انکے مذہب کے سوا سب مذاہب اہل سنت کی باطل ہین الہی تیری پناہ ایسے عقیدے سے اور ہم متبعین سنت کسیکو اہل قبلہ سے کافر نہین سمجھتے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۵

## جواب عملیات

**قولہ** اول پانی اگرچہ نہایت قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جبتک رنگ بو مزہ تینون نہ بدلین چنانچہ طریقہ محمدیہ ترجمہ درر البہیہ مصنفہ نواب صدیق حسن خان رئیس بھوپال مہر شدہ مولوی نذیر حسین صاحب کی صفحہ ۱۶ و ۱۷ مطبوعہ مین جو مولوی محمد شاہ صاحب کی پاس ہے مرقوم ہے الخ **اقول** رہ سے چل کہ ایک عالم تجھے سیدھا کہے + کج روی بہتر نہین اے شیخ یہ رفتار چھوڑ + یہ اعتراض حضرت امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ وغیرہ پر ہے کہ وہ پانی کی قلت وکثرت یا تحدید کے قائل نہین ماء دہ دردہ کی اصل محض ہے جیسا کہ درمختار کے صفحہ ۲۳ مطبوعہ ہاشمی مین لکھا ہے وَاِنَّ التَّقْدِیْرَ بِعَشْرٍ فِیْ عَشْرٍ لَا یَرْجِعُ اِلَی اَصْلٍ یُعْتَمَدُ عَلَیْہِ اور اسیطرح صاحب بحر الرائق نے بھی تحدید پانی کو رد کیا ہے اور امام صاحب کی نزدیک پانی کے باب مین رای مبتلے بہ پر فتوی ہے جیسا کہ کتب حنفیہ مین مسطور ہے اور رای مبتلے بہ اوسکو کہتے ہین کہ پانی خواہ قلیل ہی ہو اور اوسمین کتنی ہی نجاست پڑی ہو اوس مبتلے بہ کے رای مین آئی تو اوس سی وضو وغسل کر لے اور پی بھی لی خواہ چھوڑ دے جس سی حنفیون نے ہر عامی جاہل کو مجتہد بنا دیا دیکھو عبارت درمختار صفحہ ۲۳ وَالْمُعْتَبَرُ فِیْ مِقْدَارِ الرَّاکِدِ اَکْبَرُ رَاْیِ الْمُبْتَلٰی بِہٖ فَاِنْ غَلَبَ عَلٰی ظَنِّہٖ عَدَمُ خُلُوْصٍ اَیْ وُصُوْلِ النَّجَاسَۃِ اِلَی الْجَانِبِ الْاٰخَرِ جَازَ وَاِلَّا لَا هٰذَا ظَاهِرُ الرِّوَایَۃِ وَاِلَیْہِ رَجَعَ مُحَمَّدٌ وَهُوَ الْاَصَحُّ کَمَا فِی الْغَایَۃِ وَغَیْرِهَا ترجمہ اور اعتبار اندازہ

پانی منڈ کا بڑی ہو پہلے پڑی ہے پس اگر نا لب ہوا اور سکے گمان میں نہ پہونچا نجاست کا دوسری طرف جائز ہے وضو
یہ ظاہر روایت ہی اور اسی طرف رجوع کیا ہے امام محمد رحمہ اللہ نے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ نہایہ وغیرہ میں ہی اور امام محمد رحمہ اللہ
نزدیک پیشاب جانوروں کا کہ جن کا گوشت کہایا جاتا ہی پاک ہی جیسا کہ درمختار کے صفحہ ۱۳۰ میں ہے وَطَهَّرَهُ مُحَمَّدٌ اور ہدایہ
مطبوعہ مصطفائی میں صفحہ ۲۶ لکہا ہے اَنَّ بَوْلَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَاهِرٌ عِنْدَهُ اور حاشیہ ہدایہ میں اسی صفحہ پر نہایہ سے
قَوْلُهُ طَاهِرٌ عِنْدَهُ حَتّٰى لَوْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ الْقَلِيْلِ لَا يُوْجِبُ نَجَاسَتَهُ وَيَجُوْزُ التَّوَضِّيْ بِهِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْبَوْلُ
لَا يَجُوْزُ التَّوَضِّيْ بِهِ كَمَا لَوْ وَقَعَ فِيْهِ لَبَنٌ غَالِبٌ عَلَى الْمَاءِ **ترجمہ** یہانتک کہ اگر واقع ہووے پیشاب تہوڑے پانی میں تو
پانی ناپاک نہیں ہوتا اور وضو اوس سے جائز ہے اوس پانی سے ہاں اگر پیشاب غالب ہو جاوے پانی پر جیسا کہ دودہ غالب ہو جاوے
اوس سے وضو درست نہیں اور درمختار میں صفحہ ۳۰ پرند جانوران شکاری کی بیٹہہ کو پاک لکہا ہے تو موافق مذہب
حنفیہ کے مقلدین کو پیشاب پینا اور اوس سے وضو و غسل کرنا اور گوہ کہانا درست ہوگا اور نیز حنفیہ تو معاذ اللہ پیشاب
خون سے لکہنا قرآن شریف کا جائز کہتے ہیں اور چمڑہ مردہ پر بہی جائز لکہا ہے جیسا کہ فتاوی قاضیخان و فتاوی
و فتاوی عالمگیری سے آشکارا ہے دیکہو صفحہ ۳۶۴ فتاوی قاضیخان مطبوعہ نولکشور اور فتاوی سراجیہ کا صفحہ ۱۳۴
سوم جو فتاوی قاضیخان کی حاشیہ پر ہے اور عالمگیری کے صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ دہلی کو پس یہ مفتری اہل حق پر اس قسم کے افترا
پرداز کر کے اپنے مذہب کے قلعے کہلواتے ہیں اور متبعین سنت پر ناحق الزام لگاتی ہیں اور بیفائدہ عوام میں اشتعال
طبع پیدا کراتے ہیں حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے جو مہر در البہیہ پر ثبت فرمائی ہے اور سند تحریر
لکہکر مہر کی ہے اس سے اوپر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا چنانچہ وہ عبارت حرف بحرف ہم نقل کرتے ہیں وہو ہذا
اصحاب خبرت و ارباب بصیرت پر مخفی و محتجب نہی کہ رسالہ طریقہ محمدیہ ترجمہ در البہیہ امام شوکانی رحمہ اللہ علیہ کا بیان
سنت سنیہ کو کافی و وافی ہے اگرچہ قوت وضعف سے کوئی کتاب فقہ کی خالی نہیں ہوتی تاہم بعض کتابیں باعتبار
صحیح ہونی اکثر مسائل کے ترجیح رکہتی ہے پس اسیطرح یہ رسالہ ہی واسطے طالب صادق کے باعتبار صحیح ہونے اکثر ادلہ
مسائل کے لائق عمل و اعتماد ہے پس چاہیے کہ طالب اسکو کسی عالم محقق غیر متعصب سے سمجھ لے اور بیدلیل
عمل کرے اور قوت ماخذ اسکا اور مدلل ہونا اسکے ہر ایک مسئلہ کا بالتصریح اسکی شرح دلائل البہیہ جو اسکے
مصنف ہی سے ہی اوس میں روشن و ہویدا ہے پس جس کسیکو کچہ خلجان اسکی کسی مسئلہ پر پیدا ہو تو چاہیے کہ وہ جواب

کرت اسکی شرح مذکور کیطرف کہ تا رفع خلجان ہوکر طمینان اسکو برجوع حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالے انتہے بس مولوی صاحب ممدوح کی اس فرمانی ہی کہ اکثر و بیشتر مسائل اسکی لائق عمل و اعتماد ہین یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو بعض مسائل اسکی مرجوح ہون تو وہ لائق عمل و اعتماد نہین ہین اور نیز ایک فتوے مولانا صاحب ممدوح کا مطبوعہ مطبع حنفی دہلی جو انیس شعبان ۱۲۹۸ ہجری مین مشتہر ہوچکا ہے ہم بجنسہ نقل کرتے ہین جس سے مسلک متبعین سنت ہویدا اور آشکارا ہی فاعتبروا یا اولی الابصار

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

کیا فرماتی ہین علماء دین شرع متین اس مسئلہ مین سوال اول مال تجارت پر زکوٰۃ کا دینا درست ہی یا نہین سوال دوم سود کا کہانا کسی حالت مین درست ہے یا نہین سوال سوم چربی خنزیر کے اگر کسی شی مین ملجاوے تو وہ شی کہانا درست ہے یا نہین سوال چہارم اگر ایک لوٹے پانی مین ایک بوند پیشاب کے پڑجاوی تو وہ پانی پاک ہی یا ناپاک ہی سوال پنجم اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو اسطرح پر کہے کہ مین تجکو تین طلاق دیچکا اور دیدی اور یہی کلام اوس عورت سے اور جس شخص نے اوس سے دریافت یعنی مرد سے دریافت کیا تو اوس مرد نے یہے بیان کیا کہ مین اوس عورت کو تین طلاق مغلظہ دیچکا ہون اور برس روز تک جس شخص نے دریافت کیا یہے کلام کہتا رہا اب وہ عورت اوس مرد پر بغیر حلالہ درست ہی یا بعد حلالہ کے فقط

جواب سوال اول کا یہ ہی کہ مال تجارت مین زکوٰۃ دینی عند الجمہور فرض ہے اور یہی صحیح بات ہے جواب سوال دوم کا یہی کہ سود کی حرمت قرآن مجید اور حدیث شریف سی ثابت ہی کسی حالت مین لین دین اوسکا جائز نہین ہکذا فی کتب المعتمدۃ جواب سوال سوم کا یہ ہی کہ سور کی چربی کسی شی مین ملجاوی تو اوس شی کا کہانا سبکے نزدیک حرام ہے اور حرمت سور کے نص قطعی قرآن سی ثابت ہی — اور حرمت اسکی احادیث سی بہی ثابت ہی اور منکر اسکا کافر ہے ہکذا فی سائر الکتب المعتبرۃ جواب سوال چہارم کا یہ ہی کہ اگر ایک لوٹہ پانی مین ایک بوند پیشاب کے پڑجاوے تو وہ پانی بلاریب ناپاک ہی اور اوسکے ناپاکی مین کچہ شک نہین کما لا یخفے علے الماہر بالکتب الشرعیۃ جواب سوال پنجم کا یہ ہے کہ تین طلاق ایک جلسہ یا ایک طہر مین دفعۃً یا جدا جدا کسی نے اپنی زوجہ کو دین تو اس تین طلاق بدعی کی وقوع اور عدم وقوع مین اختلاف ہی اور یہہ مسئلہ مختلف فیہ ہی سو حنفی مذہب کے رو سی تو بلاشک یہہ تینون طلاق بدعی واقع ہوجاوینگے مگر دینی والا گنہگار ہوگا جیسا کہ ہدایہ وغیرہ مین مذکور ہے اور نزدیک اکثر علماء اہل سنت کے بموجب حدیث ابن عباس جو صحیح مسلم مین مذکور ہے تینون ایک طلاق

تصور کیجا ونکے اونکے نزدیک تین طہر مین ساٹھ ہی دن مین واقع ہوتی ہین اور نیز اونکے نزدیک اسصورت مین حلالہ کی حاجت نہین
پس بنا بر مذہب حنفیہ کے صورت مذکورہ مین بدون حلالہ کی زوجہ مطلقہ شوہر اول پر حلال نہین ہو سکتی اور کثیر کے نزدیک اثنا
حلالہ عدت کی اندر رجوع اور بعد عدت کی تجدید نکاح کی ضرورت ہی اور یہی مذہب ہے کثیر اہلسنت صلعم کا اور دلائل اسکے
فتح الباری شرح صحیح بخاری اور تفسیر کبیر اور تفسیر منیار پر اور اغاثۃ اللہفان و اعلام الموقعین و نیل الاوطار و سبیل الجرار و بدر التمام
المنتقیٰ
و مسک الختام وغیرہ مین مذکور ہین فقط

| سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱ |

نقل مہر حافظ عبد الکریم شیخ سعد و حافظ عبد القادر

بمطبع حنفی واقع کوچہ رحمان شہر دہلی تاریخ ۱۹ شعبان ۱۲۹۸ ہجری روز دو شنبہ طبع گردید

قولہ دوم لڑکے شیر خوار کا پیشاب پاک ہی **اقول** حدیث شریف سی لڑکی شیر خوار کے پیشاب کو پانی سے چہڑکنا ثابت ہی اور
یہی مذہب ہے متبعین سنت کا جیسا کہ صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث سی صاف ظاہر ہے عن ام الفضل لبابۃ بنت الحارث
قالت بال الحسین بن علی فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ اعطنی ثوبک والبس ثوبا غیرہ
حتی اغسلہ فقال انما ینضح من بول الذکر ویغسل من بول الانثی **ترجمہ** ام الفضل بنت حارث سی روایت ہے
کہ پیشاب کیا حسین ابن علی نی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود مین پس کہا مینے اے رسول خدا کی دیجیے مجھکو کپڑا اپنا
اور پہن لیجیے دوسرا کپڑا تاکہ دہو ڈالون اوسکو پس فرمایا حضرت نے لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چہڑکا جاتا ہے اور
پیشاب دہویا جاتا ہے لڑکی کا پس جو شخص حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرے وہ اول اپنا منہ کالا اپنے نامہ
دہو ڈالے سے بی ادب کرتے ہین توہین حدیث نبوی + اہل بدعت کو خدا اصحاب آداب بناوے افسوس کہ یہہ معترض معتبر
ناعاقبت اندیش حدیث شریف پر اعتراض کرتے ہین اور اپنے مذہب کی کتب معتبرہ پر بہی نظر نہین ڈالتی دیکہو
درمختار صفحہ ۳۴ باب الانجاس مین کیا لکہا ہے یجوز رفع نجاسۃ حقیقیۃ بماء ولو مستعملا وبکل مائع طاہر
کخل وماء ورد حتی الریق فتطہر اصبع وثدی تنجس بلحس ثلاثا **ترجمہ** نجاست حقیقی کا دور کرنا
مستعمل پانی اگرچہ ایک تیلی چیز پاک مثل سرکہ و عرق گلاب کے یہانتک کہ تہوک سی ہو جائز ہے اور انگلی اور پستان جو ناپاک
ہوجاوے تین بار چوسنی سی پاک ہوجاتی ہی تو موافق زعم معترض کی یہ مطلب ہوا کہ گوہ یا موت یا شراب اونکے
یا پستان مین لگجائی تو اوسکو تین دفعہ چوس کر نوش جان فرمائین تو وہ اونکے پستان پاک صاف ہوجاتی ہے سبحان اللہ
دور کر سر سے غفلت کا پردہ دور کر + کچھ بھی ہی خدا کی خبر ملتے نہین + اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی رطوبت

کذا فی مسند ابی حنیفۃ صفحہ ۱۰۳

فرج عورت کی پاک ہی جیسا کہ درمختار کے صفحہ ۳۰ مین ہے اما عندہ فھی طاھرۃ کسائر رطوبات البدن
تو موافق زعم مقلدین حنفیہ کی اسکا مطلب یہ ہوا کہ اب مقلدین کو اوسکا چاٹ لینا درست ہے افسوس کہ یہ نادان اتنا ہی نہین جانتے
کہ طہارت اور شی ہی اور حلت اور شے ــ ہر شخص اپنا عیب چھپاتا ہے اور ان مقلدین کو اپنا عیب افشا کرنا مقصود ہے
مصرعہ برین عقل و دانش بباید گریست + قولہ سوم وضو مین بجای پانون دہونے کے مسح فرض ہے الخ اقول
ھذا بھتان عظیم یہ مذہب ہم اہل سنت وجماعت کا ہرگز نہین ہے ہم پاون دہونا فرض جانتے ہین اور اسکے منکر کو ضال
مضل اور فتاوی ابراہیمیہ کو ہم نہین جانتی وہ کس کا فتاوی ہی اور کس مذہب کے موافق لکھا ہے ہان فتاوی ابراہیم شاہی
ایک کتاب مذہب حنفیہ کی ہی اوسکا اگر یہہ مسئلہ ہو تو تم جانو اور تمہارے بہائی بند اور ظاہر تو یہی ہی کہ تمہارا ایک فتنہ پرداز کے اور بہتان
ہے سے فتنہ پردازی تمہارے شان ہی + جو تمہاری بات ہی بہتان ہے + قولہ چہارم پیشاب کی بعد استنجا کرنا پانی وغیرہ سے
بدعت ہی اقول یہ مذہب ہمارا نہین ہے اور نہ عتصام السنہ ہماری مذہب کے کتاب ہی جیسا کہ بجواب عقائد لکھہ چکے
ہین سے تہمت الفت اغیار ہے بیجا ہمپر + کیجیے باور نہ رقیبون کی بنائی ہوی بات + قولہ پنجم جو کوئی اپنی بی بی سی جماع
کرے اور انزال نہو تو اوسکی نماز بغیر غسل کے درست ہی اقول یہ صریح بہتان ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین افسوس
کہ لتنے بچاس نسالہ حنفیون کے مہرین ان اعتراضات پر ہین ایسا جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہ آئی مصنف ہدایۃ القلوب التقلید
یہ عبارت ہی ؛ یہہ بہی ہم لوگون پر افترا ہے ہماری نزدیک تو غیبوبت حشفہ سے غسل واجب ہوجاتا ہے ؛ یہہ لکھکر بعد مین
امام داؤد ظاہری رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا یہ مذہب بیان کیا ہے نہ معلوم معترض نے یہ کہانسے سمجہا کہ مولف ہدایۃ القلوب التقلید
اور سب متبعین سنت کا یہی مذہب ہے البتہ یہ عقیدہ و مذہب حنفیہ کا تو ضرور ہے کہ عورت مردہ اور صغیرہ اور بہیمہ کے ساتھ
وطی کرنے سے بغیر انزال کی غسل نہین آتا اور وضو بہی نہین ٹوٹتا کما فی الدر المختار بصفحہ ۱۹ ولا عند وطی بھیمۃ او
میتۃ او صغیرۃ غیر مشتہاۃ بان تصیر مفضاۃ بالوطی وان غابت الحشفۃ ولا ینتقض الوضوء ایضا لا غسل الخ
قہستانی انتہی پس یہ عمل مقلدین ہی کا ہے نہ ہم متبعین سنت کا اب مفتی صاحب مع مہر کنندگان حسب اقرار خود اپنے آپکو
اہل سنت سی خارج سمجہین اور گریبان مین منہ ڈالکر شرمائین سے جہوٹ بد باتون سی باز آؤ خدا کی واسطے +
چپ ہو بس منہ نہ کہلواؤ خدا کی واسطے + قولہ ششم تیرہ رکعت سی زیادہ نوافل پڑہنا اور تہائی رات سی زیادہ
عبادت مین جاگنا بدعت ہی الخ اقول یہ ہی چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین صاحب کی صفحہ ۲۲ مین مذکور ہے

خلاصہ یہ ہے کہ سب یا ثلث سی زائد عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اور اولیا عظام بعض
حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی وغیرہ سے ثابت ہی انکے نزدیک گناہ ہے اقول کبھی فروغ نہ پائینگے مثنی جراغ
دو ماہ ایکطرف اک طرف ہزار چراغ - نعوذ باللہ من ذلک جناب ممدوح مطلع فی تیرہ رکعت سی زیادہ نوافل پڑھنے یا تہائی
رات سی زیادہ عبادت مین جاگنا بدعت مذموم کہین نہین لکھا یہ سب تمہارے افترا پردازی اور دہوکہ بازی ہے
صاحب موصوف تو صفحہ ۲۲ مین اوس بات کا جواب دیتی ہین کہ جو لوگ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف مین ایسی
لکھتے ہین جو نقلاً ممنوع ہین اور عقلاً غیر ممکن جیسا کہ ایکہزار رکعت ہر شب مین پڑھنا اور دن بھر مین تین قرآن
ختم کرنے اور ایک وضو سے نماز عشا و صبح تیس یا چالیس برس تک پڑھنے حضرت امام ہمام کی طرف منسوب کرتے ہین اوسکو
باعث مدح سمجھتے ہین اور معیار الحق کوئی کتاب کمیاب نہین ہی ناظرین کو چاہیئے کہ ملاحظہ کتاب مذکور فرمائین
اوس وقت اور زیادہ تران مفتریین کا کذب و بہتان آشکارا ہو جائیگا اور کثرت عبادت بعض صالحین
امت اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے معارضہ نہین کر سکتے ہے کہ ہم مامور باتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہین چنانچہ حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز بعد بیان کرنے کثرت عبادت بعض صالحین
اپنے کتاب غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۵۰۰ مین فرماتی ہین ولا تنظر الی احوال الصالحین وافعالہم بل الی
ما روی عن الرسول صلے اللہ علیہ وسلم والاعتماد علیہ حتی یدخل العبد فی حالۃ یتفرد بہا عن غیرہ ترجمہ
یعنے نہ دیکہا جاوے طرف حالات و افعال صالحین کے بلکہ دیکہا جاوے طرف اوس چیز کے جو روایت کیے گئے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سی اور اوسپر اعتماد ہے یہانتک کے داخل ہووے بندہ بیچ ایسی حالت کے کہ جدا ہووے ساتھ اوسکی غیر اپنی سے
کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎ نہی صد دست ریحان پیش بلبل * نخواہد خاطرش جز نکہت گل * پہر اس سے آگی جناب
حدیثین سنت عبادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین نقل کر کے فرماتی ہین ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لم یقم لیلۃ
قط حتی اصبح بل کان ینام فیہا ولم ینم لیلۃ حتی یصبح بل کان یقوم فیہا علی ما بیناہ ترجمہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نہین قیام کیا تمام شب کبھی یہانتک کہ صبح کی ہو بلکہ تھے سوتے رات مین اور نہ سوئے رات بھر یہانتک کہ صبح کی ہو
قیام فرماتی تہی اوپر اوس طریقہ کے کہ بیان کیا ہمنے اوسکو - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تیرہ رکعت کا پڑھنا
حضرت ابن عباسؓ روایت فرماتی ہین عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل

ثلث عشرۃ رکعۃ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح واکثر ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ اللیل
ثلث عشرۃ رکعۃ مع الوتر ترجمہ کہا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے رات مین تیرہ رکعت روایت کیا اوسکو ترمذی نے
اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اوس شی کا کہ روایت کی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب مین تیرہ رکعت ہین
معہ وتر کے اور صحیحین مین روایت ہی عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انہ سأل عائشۃ کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ الخ ترجمہ روایت
ابی سلمہ بیٹی عبد الرحمن سی تحقیق سوال کیا اونہون نے حضرت عائشہ رض سے کیونکر تہی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیچ رمضان
کے کہا نہین تہی بڑہاتے رمضان مین اور نہ غیر اوسکے مین گیارہ رکعت سے الخ پس ای معترضین مفترین رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ کا تمام شب جاگنا کہان سے ثابت کرتے ہو کیا اونکا فعل موافق
قول کی نہتا ہرگز نہین سہ کمی باشد مخالف قول و فعل راستان باہم + کہ گفتار قلم باشد ز رفتار قلم پیدا + قولہ اکثر
مال تجارت مین الخ اقول یہ اوچہہ پڑنیکے خوب چہے نہین + بی محابا گفتگو اچہی نہین + مال تجارت مین بیشک نزدیک
ایک جماعت اہل سنت کے زکوٰۃ نہین ہے مگر یہ مذہب خلاف جمہور ہے اور ہم مال تجارت مین زکوٰۃ دینی ہی کی قائل ہین
جیسا کہ فتوی حضرت شیخ الاسلام مندرجہ بالا سے ہویدا ہے لیکن حنفیہ بخلاف اکثر صحابہ و مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین
لڑکے کے مال مین زکوٰۃ فرض نہین جانتے حالانکہ جامع الترمذی کے صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ احمدی مین لکہا ہی کہ فرائی
غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مال الیتیم زکوٰۃ منہم عمر وعلی وعائشۃ وابن عمر وبہ یقول
مالک والشافعی واحمد واسحق ترجمہ پس دیکہے بہت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینے مال یتیم مین زکوٰۃ اونمین سے ہین
حضرت عمر رض و حضرت علی رض و حضرت عائشہ رض و ابن عمر اور یہی مذہب ہی امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور امام اسحق
رحمہم اللہ کا قولہ ہشتم خالہ سوتیلے الخ اقول چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد + باوجودیکہ ابتک مولوی عبد الغفار صاحب
و جناب محدث نذیر حسین صاحب بفضلہ تعالیٰ زندہ و موجود ہین اونپر ایسے دلیری کرکے الزام لگانا تمہین مقلدین کا کام ہے
کوئی فتوی اس مضمون کا مولوی عبد القادر صاحب کا نہین ہے اور نہ مولانا صاحب نے اوسپر مہر ثبت کی اور نہ کسی متبعین سنت کا
یہ مذہب ہے البتہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم جنکو مقلدین بزعم خود امام وقت سمجہتی ہین رسالہ ادلہ کاملہ کی دفعہ ناسخ صفحہ ۲۲ سطر ۱
جو مشہور محمود حسن دیوبندی کی نام سی کیا تہا یون لکہتے ہین ۔ اور چونکہ یہی افعال اختیاریہ پر واقع ہوا کرتے ہے تو نکاح کا

محرمات سے منعقد ہوسکنا ممکن الوقوع ہوگا ورنہ پہر یہی کس مصرف کی ہئی اور کس مرض کی دوا ہوگی علاوہ برین
علت فاعلہ موجود علت قابلہ موجود تراضی ممکن تاہم نکاح نہو سکنے کے کیا معنے الخ پہر اسکو بالتفصیل بعبارت طول
کرکے صفحہ ۴۶ مین خلاصہ سبکا یہ تحریر کیا ہے - اب عرض خدمت مبارک مین یہ ہے کہ تمنے تو بدلائل
محرمات کا نکاح ہونا اور اس جیسی اوسکا از قسم زنا ہونا ثابت کر دیا الخ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مقلدین
نزدیک تو معاذ اللہ محرمات ابدی سے نکاح کرنا درست ہی واہ کیا بیحیائی ہے کہ جس امر کا متبعین سنت الزام
لگائین اوس سے بدتر اپنی کتب مین موجود ہی ست برین عقل و دانش بباید گریست بہر حال اگر تم سچے ہوا
مولوی محمد شاہ کے پاس موجود ہے تو کس دن کے لیے رکہہ چہوڑا ہے اس سے پہلے بہی مولوی
سید محمد نذیر حسین صاحب سلمہ اللہ تعالے پر تمہیں مقلدین نے بہو لیے سے نکاح کرنیکا فتوا
باندہا تہا جب تم سے مطالبہ اوسکا ہوا تو آجتک کچہہ ثبوت نہ دے سکے ایسے ہی اس فتوی کو
سمجہنا چاہیئے اور اگر سچے ہو تو صحیح نقل فتوے کرو مگر تمہارا تو مطلب ہی بقول شخصے یہ ہے

شعر جہوٹ ہو یا غلط ہو بہتان ہو ؛ مطلب اپنا تو صرف شہرت ہے ؛

## قولہ نہم

ایک طلاق سے زائد دو طلاق یا تین الخ اقول جو مذہب محقق و صحیح ہے اسمین ہے وہ صحیح
کے فتوے مندرجہ بالا سے ظاہر ہے اور وہ ہے عاملین سنت کا مذہب ہے اسمین تمہارا
افترا کیا چلے گا وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ ۝

## قولہ دہم

دیر سونے کا زیور حرام ہے نہ اور چیز کا الخ اقول کی بناوٹ بہت سی باتوں مین
اہلین جیتے ہے چنانچہ یہ بات ہم دہتکے زیور سے مراد اسیقدر ہے کہ وہ آرائش بہت سیاہ
بن ورکاب وغیرہ کے استعمال مین لائین نہ یہ کہ مازیب بالیان و کنگن بنا کے پہنے نہ خوش فہمی معلوم ہوگی

خلاف واقع اعتراض کرتا ہے جیسا حدیث شریف مین ترک مشابہت کا مردونکو عورتون سے ساتھ اور عورتون
دون کے ساتھ حکم وارد ہے تو پھر اس صورت مین یہ بالیان کنگن پہننے کا کیا طریق ہان اگر کوئی صورت جواز کی بدون مشابہت
ن ہو تو امر دیگر ہے لیکن متبعین حدیث اس قسم کے زیور کے استعمال کو حرام سمجھتے ہین سو یہ دلیری حنفیون کا
م ہے + پہنے پازیبین کہ نیک انجام ہے + قولہ یازدہم ایک مسئلہ اونکا یہ ہے کہ پنیر جو شام مین سور کے پنیر مایہ سے
یا جانا اوسکا مشہور تھا الخ اقول یہ مسئلہ بے متبعین سنت کا ہرگز نہین اور نہ اس مسئلہ پر حضرت مولانا سید
محمد نذیر حسین صاحب کی مہر ہے مگر عطا محمد ہوشیارپوری نے لکھا ہے اور اوسیکی اوسپر مہر ہے اور رسالہ اظہار الحق کی
کیفیت ہے کہ وہ چند فتوے مختلفہ کا مجموعہ ہے اور اوسکو خان احمد شاہ صاحب قائم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر
ہوشیارپور نے مطبع اتالیق ہند لاہور ۱۸۷۵ء مین چہپوایا ہے اوسمین ایک فتوے جناب سید محمد نذیر حسین صاحب
محدث دہلوی کا بہی درج ہے اوسمین سور کی چربی کا ذکر تک بہی نہین ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی
اشتہار اوسکا آخر مفاتیح الاسرار التراویح جو ۱۲۹۲ ہجری مین چہپی ہے دے چکے ہین یہ معترض کی نہایت بیباکی
تعصب اور عوام الناس کو دہوکہ دہی ہے جو ایسے ناپاک مضمون کو ایسے مقدس لوگونکے طرف نسبت کرتا ہے
بلکہ بر واسطے اظہار مغالطہ دہی معترض کے نقل فتوے مذکور رسالہ اظہار الحق سے بجنسہ تحریر کرتے ہین وہو ہذا
سوال نصاری کے کنوؤن اور ظروف کا پانی جو جملہ نجاسات منجسات علی اختلاف المذاہب سے مبرا ہون لوگونکو
استعمال مین لانا جو اپنے دین سے واقف ہین اور خوف وضرر اختلاط و مداہنت سے مامون ہین اور اونکے
استعمال آب سے اونکی زیادتی و سستے دین کا اندیشہ نہو جائز ہے یا نہین بینوا توجروا سوال دوم طعام نصاری
جملہ محرمات و نجاسات مقررہ کل مذاہب اسلامیہ سے محفوظ و خالی ہو ایسے لوگونکو کہا لینا جنکی تشریح سوال اول مین
ہو چکی ہے جائز ہے یا نہین بینوا توجروا جواب جائز ہے بدلیل حدیث صحیح بخاری کے کہ آنحضرت نے ایک
عورت مشرکہ کی پکہال سے لوگونکو پانی پلایا اور وضو و غسل کرایا اور حدیث بخاری اور حدیث رزین کے
حضرت عمر رض نے عورت نصرانیہ کے ٹہلیہ سے وضو کیا اور حدیث ترمذی کی کہ آنحضرت سے قبیصہ نے
سوال کیا حکم طعام نصاری سے تو آپنے اجازت دی اور فرمایا لا یتخلجن فی صدرک طعام ضارعت
فیہ النصرانیۃ اور اغاثۃ اللہفان مین بہی آثار منقول ہین کہ علی رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ نے

اہل کتاب کا کہانا کہایا اور جو احادیث اور آثار اسکے معارض منقول ہیں رد محمول ہیں مشتمل
یا جہلا اشخاص پر جنسے خوف سستی دین و تجاوز حدود سے ہے اور ثنا اوسے سوال ہے اور ثنا او
جواب ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم

مہر جناب مولوی — مہر جناب مولوی — مہر جناب مولوی — مہر جناب مولوی — مہر جناب مولوی — مہر جناب مولوی — مہر جناب مولوی

| محمد عبد الحکیم | سید شریف حسین | سید محمد نذیر حسین | سید احمد حسین | ابو سعید حسین | محمد عبد الحکیم |
|---|---|---|---|---|---|

پس اہل انصاف خود ہی غور فرماوین کہ ہمین معترض نے کسقدر خلاف واقع تحریر کیا ہے اور کسقدر طوفان
باندہا ہے اس فتوے مین سور کا نام بہی نہین اپنے برائی ہمارے ذمہ لگاتا ہے کیونکہ انکے نزدیک سور
طاہر العین ہی طحطاوی حاشیہ در المختار کے باب المیاہ کے اخیر مین لکہا ہے وروی عن الامام طہارۃ
عینہ کذا فی کتاب الصید من ہذا الکتاب انتہی اور در مختار کے کتاب الصید مین یون لکہا ہے والحق
لیس نجس العین عند ابی حنیفۃ علی ما فی التجرید وغیرہ ترجمہ یعنی خنزیر نجس العین نہین نزدیک
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور بیر سور کا چمڑہ بہی حنفیہ کے نزدیک باغت دینے سے پاک ہوجاتا ہے جیسا
منیۃ المصلی مین اسکو امام یوسف رح سے نقل کیا ہے اور در مختار کے کتاب الحظر والاباحۃ مین لکہا ہے کہ اگر
بکری کے بچے کو سورنی کا دودہ پلا کر پالا جاوے تو وہ حلال ہے اس عبارت سی معلوم ہوا کہ سورنی کا دودہ
پاک ہے اور اوسکا دودہ پلانا درست ہی پس یہ اعتراض انہین پر عائد ہوتا ہے سہ جو خنجر گرت لبستہ کور
دہن + دریدہ نبینی سے جو گل پیرہن ؎ تمت + ربنا امنا بما انزلت واتبعنا

الرسول فاکتبنا مع الشاہدین ؎

اور عہد نامہ کے نسبت جو بات مجیب نے بیان کے وہ سراسر لغو ہے کیونکہ یہہ تو ہم بہی کہتے ہین کہ وہ
فتوے کے طور پہ نہین لکہا گیا لیکن معاہدہ ہے اور مفہوم فتوے اوس سی حاصل ہی اور وہ بمرضی
طرفین بحضور صاحب کمشنر بہادر دہلی ہوا ہے جسکا نقض سراسر بیجا ہے اور خلاف قانون حکام وقت

ہے اگر موافق اوس معاہدہ کے موحدان دہلی استغاثہ کرین تو ابہی ناقضین عہد مثل مہر لگو محمد بقا پیشا
رشید الحق صاحب و قاری یوسف صاحب و مولوی محمد یعقوب ابن مولوی کریم اللہ صاحب و عبد الرشید نواب
حاجی قاسم صاحب وغیرہم دار و گیر سرکار مین آکر اپنے اس بد عہدے مین سزایاب ہو سکتے ہین
لیکن موحدین کا یہ شعار نہین کہ ایسے امور مین اپنے طرف سے سبقت کرین مواخذہ الٰہی کے سپرد کیا
کیونکہ عہد شکنون کے لیئے حدیث شریف لکل غادر لواء عند استہ یوم القیمۃ حکم ناطق ہے اور
طرف ثانی سے یہے لوگ آجکل دہلی مین بدعوی مولویت مشہور ہین اور انہین کی مہرین معاہدہ پر
ثبت ہین اور مؤلف جامع الشواہد نے انہین کے مہرین اپنے فتوے پر ثبت کرا کی سرخروی حاصل
کی ہے اب مؤلف مذکور اور اوسکے مصدقین انکو خواہ عالم جانین خواہ جاہل مقلدین حنفیہ کے یہی
لوگ مقتدا ہین کہ جنکے مہرین معاہدہ پر موجود ہین سوا اسے انکے اور کون مولوی دہلی مین
باقی ہے کہ جسکے مہر اوس پر نہین ہان یہہ کہنا مؤلف کا کہ اکثر مہرین اوسمین مولوی نذیر حسین صاحب کے طلبا
کے طلبا کی ہین راست و بجا ہے اسلیئے کہ علما رموجودین دہلی اکثر صاحب ممدوح کے شاگرد ہین
اور کیون نہو کہ اس زمانہ مین سوا اسے ایک دو شخص کے سب عالم دہلی وغیرہ اونہین کے تلمذ یافتہ
ہین چنانچہ مولوے عبد الرب صاحب و مولوے محمد شاہ صاحب و مولوی عبد الحق صاحب و مولوے
حکیم بخش صاحب مسعود و قاری یوسف صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی و مولوی عبد القادر صاحب
وغیرہم جناب میان صاحب کے شاگرد ہین اور ہم یہ بات پہلے بہی لکھہ چکے ہین کہ ہم کسیکو اہل قبلہ سی کافر
و مرتد نہین کہتے اور اب بہی یہی لکھتے ہین یہ کام تو متعصبین کا ہے کہ جسکو چاہو کافر و مرتد
کہکر خود ہی کافر و مرتد بنتے ہو اور بفضلہ تعالیٰ ہماری زبان سے ہر وقت حق ہی نکلتا ہے بخلاف
تمہارے کہ سوا اسے اس کلمہ کے جو معاہدہ مین حقیق لکہا ہے کبہی کلمہ حق نہ نکلا ہوگا۔ پس جو شخص ان
افعال کو کرے اوسکی پیچہے نماز بلا شبہہ جائز ہے اور مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین
مانع و مزاحم نہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تہا الخ یہ خجالت آپکی سر آنکھون پر

شعر

| | |
|---|---|
| اندکے غفلت تو گفتم پیش رسیدم | کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است |

# خاتمہ

| آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن | کفر است در طریقت ما کینہ داشتن |
|---|---|

ناظرین خرد آگین ان اوراق پر پوشیدہ نرہے کہ ہمکو تحریر اس جواب سے ہرگز یہ مقصود نہیں کہ
خواہی نخواہی مثل مقلدین متعصبین کے کسی کے مذہب طریقہ مین عیب نکالین یا کسی امام
مجتہد کے کلام مین نکتہ چینی کرکے اوسپر الزام لگائین کیونکہ وہ بزرگان دین رحمہم اللہ تو ایسے
کلام بلاغت نظام اترکوا قولی بخبر الرسول وخبر الصحابۃ فرما کر اپنی بریت و بیزاری ثابت کر گئے
ہین اب ان مسائل کو اونکے ذمہ لگانا اور اونکے تاویلات واہیات کرنی خالی از سفاہت نہیں
بلکہ مقصد اصلی ہماری یہی کہ متعرضین مفترین نے جو بہتان ہمپر لگائی ہین اوس سے اپنی بریت و بیزاری ظاہر کرین تا رفع شکوک ہو اور اتمام علوم تحریر
تمام ہو جاوے اور کوئی شخص کسیطرح حکایات و شبہ لانی نجدیہ کہ کذب کاذب جو اونہا مذکور ہے مثل صبح صادق ظاہر و باہر ہو گیا اور
اوسکی ضمن مین یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ جو اتہامات واہیات حاسدین نے ہمارے نسبت بنا لئی وہی بلکہ اوس سے بڑہ کر اونکے
عقائد و اعمال پر از مفاسد و احتلال اونہین کے کتب مسلمہ سے اظہر من الشمس ہین اور حیدر آباد اللہ احتاد [illegible] و عبارات شاہ صاحب
مرقومہ صفحہ ۹ جامع الشواہد انہین کے جانب عائد ہوتی ہی اور جواب سوال دوم و سوم کے بھی مورد ہوتی ہین کیا مفتری نے
یہ سمجھے تہے کہ ہم حوالہ صفحہ دیکر عوام کو اپنی جال مین پہسائین گے اور کتب مطبوعہ دیرینہ کا نام لکہکر جہوٹ جائینگے مگر یہ
نہ خیال کیا کہ کتب مطبوعہ بہی کبہی نایاب ہوئی ہین اور کوئی شخص کسی امر مین بلا دلیل و سند صرف حوالہ پر کامیاب
ہوا ہے مگر جب خداوند کارساز چاہتا ہے کہ کسیکو ذلیل و خوار کرے تو اول اوسکی عقل خبط ہو جاتی ہے ع چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد یہ ناعاقبت اندیش اتنا نہ سمجھی کہ لکل فرعون موسیٰ و لکل دجال عیسیٰ یہ [illegible]
ملک کبہی عالمان و عاملان سنت سے خالی نہین رہتا جیسا کہ حدیث شریف لا یزال طائفۃ من امتی الخ مین وارد ہوا اور کہا علمائی کرام
اس طائفہ سے اہل حدیث ہین اب ہم دیکہین کہ یہ متعصبین ان عقائد و اعمال کا جو انہین کے کتب مسلمہ سے جنکو وہ اپنا دین و ایمان
مثل حدیث و قرآن سمجہتے ہین ثابت ہین کیا جواب دیتی ہیں شیش محل مین رہنا اور سنگباری پر مبادرت کرنی ایسے ہی نادانونکا
کام ہی ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب ○ حررہ العاجز عبد الغنی عفی عنہ

حسب الایماء منشی عبد الغفار صاحب بمحکمہ اسلامیہ دہلی مطبع انصاری دہلی میں باہتمام [illegible] طبع ہوا

اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار
از تازه افاضات مجمع الکمالات مخزن علم و حکمت جناب مولانا عبد القادر صاحب مدرس سلہٹ
الرد المعقول علی النهج المقبول
حسب فرمایش مصنف علام ادام اللہ فیضہا الی یوم القیام بصحت تمام و اہتمام تام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ تعالیٰ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونصلی علی سیدنا محمد وعترتہ الکریم ارسلہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ الکافرون اما بعد فہذا مختصر مفید لرد منکرات النہج المقبول الذی الفہ السید نور الحسن شرعت فیہ مستعینا باللہ التماس لبعض احبابی المخلصین وسمیتہ **بالرد المعقول علی النہج المقبول** راجیا من اللہ تعالیٰ ان یجعلہ خالصا لوجہہ الکریم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **فنقول** وباللہ التوفیق ان اول اغلاط صاحب النہج وانحرف عن الطریق المستقیم فی **قولہ** بالفارسیۃ وعبارت اہل کلام وصفہ وسبحانہ تعالیٰ نہ جسم ست نہ جوہر ونہ عرض ونہ محدود ونہ معدود ونہ متبعض ونہ متحیز ونہ در مکان ونحو آن بدعت ست در کتاب وسنت بوئے ازان تسمیہ نمی شود وقد نطق الکتاب علی ان اللہ تعالیٰ جل جلالہ لیس لہ مثیل ولا شبیہ بقولہ عزوجل لیس کمثلہ شیٔ والجسم والجوہر والعرض والحدود والتعدد والتبعض والتجزی والتمکن کلہا من الاشیاء اما الجسم فلانہ مترکب ومتحیز

واما الجوهر فانه اسم للجزء الذي لا يتجزى واما العرض فلانه لا يقوم بذاته بل يفتقر الى محل ليقوم به و
المحدود ذو حد ونهاية وكذا المعدود ذو عدد وكثرة والتبعض والتجزي يجري على الاجسام المركبة
وكذا التمكن لان التمكن عبارة عن نفوذ بعد في بعض آخر والله تعالى جل جلاله متعال عن هذه الصفات
كلها لانه نفي عن ذاته المقدسة الاشياء وهذه الصفات كلها من جملة الاشياء فبضرورة تنزيهه تعالى
عن الاشياء يلزم نفي هذا الكل عن ذاته تعالى فقول اهل الحق بنفي هذه الاشياء وقع بيانا للآية واليه
يشير بقوله تعالى كل شيء هالك الا وجهه فثبت ان الاشياء كلها هالكة باسرها وانه تعالى جل جلاله موجود
قائم بذاته باق من الازل الى الابد بنفسه لا ابتداء لازليته ولا نهاية لابديته ليس بجوهر ولا جسم ولا
عرض ولا محدود ولا معدود ولا متمكن ولا متحيز ولا متبعض ولا متجز وان الاشياء كلها مخلوقة جسما كان
او جوهرا متمكنا كان او متبعضا عرضا كان او محدودا او معدودا او متحيزا فهو لا يشبه شيئا ولا يشبهه شيء وهو
الحي القيوم الذي ليس كمثله شيء وانى يشبه المخلوق خالقه والمقدور مقدره والمصور مصوره تعالى الله عن
ذلك علوا كبيرا اثم غلط وانحرف من طريق الحق في قوله بالفارسية آنكه گويند فعل از حق وكسب از بنده
به فعل در نمی آید وکتاب وسنت بدان حکمی نمی فرماید وقد نطق الكتاب بقوله جل جلاله فبما كسبت ايديكم
وبقوله لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت على ان الكسب يكون من العبد يعني ينفعها ما كسبت من خير ويضرها
ما اكتسبت من شر وخص الخير بالكسب والشر بالاكتساب لان الافتعال للانكماش والنفس تنكمش
في الشر وتتكلف للخير فالقول بعدم تعلقه يكون في الحقيقة انكارا للنص الصريح على انه لو لم يكن مدار
التكليف على الكسب لذهب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر فلا يقدر احد ان يسقط الاصل
الذي هو القدر ولان يبطل السبب الذي هو الكسب فمن فعل واحدا منهما خرج عن القصد الى احد
الطرفين الى القدر او الجبر فثبت ان ههنا امرين لا يبطل احدهما الآخر القدر والخلق من الله تعالى
والكسب والاختيار من العبد واليه يشير حديث مسلم بن يسار الجهني كما هو المذكور في الموطا وقد
صرح شارح الموطا في تفسير قوله صلعم كل شيء بقدر ان الله تعالى خالق افعال العباد خيرها
وشرها كتبها عليهم في اللوح المحفوظ قبل ان يخلقهم والعبد له كسب اختيار وكسبه واختياره مخلوق

الله تعالى والنية ما يكسب مختارا وقال سيدي الشيخ عبد القادر الجيلي رض في كتابه الغنية انا ثبتنا للعباد
كسبا لتوجه الامر والنهي والخطاب اليهم ثم استحقاق الثواب والعقاب لديهم وقال الله تعالى جل جلاله
ذلك بما قدمت يداك وغير ذلك من الآيات فعلق سبحانه الجزاء على افعالهم فاثبت لهم كسبا فقد يرحم الله
من ضل عن الطريق بقوله في الفارسية وايمان عبارتست از تصديق جنان واقرار بلسان وعمل
بارکان وکم و بیش میشود بنص حدیث و قرآن و گفتن انا مومن حقا وانا مومن ان شاء الله تعالى
هردو درست ست ونزاع دران راجع بلفظ میشود فههنا ثلثة مباحث الاولى ان العمل بالاركان
ما هو داخل في الايمان بل خارج عنه والايمان عبارة عن التصديق والاقرار المحض ودليله قوله
تعالى إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ولا يخفى على من له ادنى ممارسة في
النحو ان المعطوف يكون غير المعطوف عليه كما في قولك جاءني زيد وعمرو فان العمرو هنا غير الزيد فكذا في
قوله عز وجل عملوا الصالحات يكون غير الايمان وكذا قوله تعالى مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فقد فسره الامام الرازي ان ظاهر الآية يقتضي ان العمل الصالح انما يفيد الاثر بشرط الايمان و
هل تدل الآية على ان الايمان مغاير للعمل الصالح والجواب نعم لانه تعالى جعل الايمان شرطا في كون
العمل الصالح موجبا للثواب وشرط الشيء مغاير لذلك الشيء وكذا قوله صلى الله عليه وسلم
الايمان ان تؤمن بالله الحديث اي تصدق ويؤيده ما في حديث جبرئيل عليه السلام لما سأل النبي
صلى الله عليه وسلم عن الايمان فقال ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر
وتؤمن بالقدر خيره وشره فقال فما الاسلام فاجاب بذكر الخصال الخمس وهو ان تشهد
ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقيم الصلوة وتؤتي الزكوة وتصوم رمضان وتحج البيت
ان استطعت اليه سبيلا وفي الحديث عن سعد رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطى
رجلا عطاء ولم يعط الآخر فقال له سعد يا رسول الله تركت فلانا ولم تعطه وهو مؤمن فقال
صلى الله عليه وسلم او مسلم فرد عليه فاعاده رسول الله صلى الله عليه وسلم وكذا قوله تعالى قالت
الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا فاراد بالايمان ههنا التصديق وبالاسلام

التسليم الظاهر باعمال اهل الاسلام فافترقا وقد صرح الامام الهمام قدوة علماء الاسلام عبيد الله
ابن مسعود بن تاج الشريعة في تفسير قوله اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته
منا فتوفه على الايمان ان الايمان والاسلام وان كانا متحدين فالاسلام منبئ عن الانقياد
فكانه دعا في حال الحيوة بالايمان والانقياد واما بعد الوفاة فقد دعا بالتوفي على الايمان
وهو التصديق والاقرار واما الانقياد وهو العمل فغير موجود في حال الوفاة وليحد والثانية
ان نفس الايمان لا يزيد ولا ينقص عند عامة الحنفية لكن التفاوت فيه يكون بالقوة والضعف
لانه عبارة عن التصديق القلبي الذي بلغ حد الجزم والاذعان وهذا لا يتصور فيه زيادة ولا نقصان
حتى ان من حصل له حقيقة التصديق فسواء اتى بالطاعات او ارتكب المعاصي فتصديقه باق على
حاله لا تغير فيه اصلا ودليلنا فيه قوله تعالى حكاية عن ابراهيم عليه السلام اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رَبِّ اَرِنِي
كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي فلو كان الايمان يقبل الزيادة والنقصان
لكان جواب ابراهيم عليه السلام عن قوله عز وجل اولم تؤمن بلى ولكن ليزيد ايماني فقوله عليه السلام
ولكن ليطمئن قلبي دليل قاطع على ان نفس الايمان لا يزيد ولا ينقص ولكن الطمانينة تكون مؤيدة للايمان
الاصلي الذي لا زيادة فيه ولا نقصان وكذلك قوله تعالى اُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْاِيْمَانَ اي
اثبته فيها والمثبت لا يزيد ولا ينقص وكذا قوله صلى الله عليه وسلم ان الغضب ليفسد الايمان
كما يفسد الصبر العسل دليل على عدم زيادة الايمان ونقصانه لان الايمان لو كان يقبل الزيادة
والنقصان لكان اطلاق لفظ النقصان مكان الفساد اولى واحرى فاحترازه صلى الله عليه
وسلم عن لفظ النقصان واتيانه بلفظ الفساد دليل واضح على ان الايمان لا يزيد ولا ينقص
وكذلك قوله صلى الله عليه وسلم في حديث ابي سعيد وهو حديث النهي عن المنكر وذلك اضعف الايمان
دليل على ان الايمان لا يزيد ولا ينقص لكن يقوى ويضعف كما هو مذهب الحنفية والآيات
الدالة على زيادة الايمان محمولة على معنى الايقان اي يزيد اليقين على اليقين او محمولة على
ما ذكره ابو حنيفة رح انهم كانوا امنوا في الجملة ثم ياتي فرض بعد فرض وكانوا يؤمنون بكل فرض خاص

والدلیل قوله تعالی واذا ما انزلت سورة فمنهم من یقول ایکم زادته هذه ایمانا فاما الذین امنوا
فزادتهم ایمانا ای یقینا وثباتا او خشیة او ایمانا بالسورة لانهم لم یکونوا امنوا بها تفصیلا کذا فسر
الامام محی السنة والامام النسفی فی تفسیرهما والثالثة انه لا ینبغی لاحد ان یقول بعد التصدیق
والاقرار انا مؤمن ان شاء الله تعالی بل یقول انا مؤمن حقا لان الاستثناء ان کان للشک
فهو کفر لا محالة وان کان للتادب واحالة الامور الی مشیة الله تعالی او للشک فی العاقبة
والمآل لا فی الآن والحال او للتبرک بذکر الله تعالی او للتبری عن تزکیة النفس فالاولی
ترکه لما یوهم بالشک والیه یشیر قوله تعالی اولئک هم المؤمنون حقا ای اولئک هم المؤمنون
ایمانا حقا وعن ابن عباس رضی الله عنه من لم یکن منافقا فهو مؤمن حقا وکان ابو حنیفة
رضی الله عنه یقول انا مؤمن حقا وقال لقتادة لم تستثنی فی ایمانک قال اقتداء لابراهیم
علیه السلام فی قوله والذی اطمع ان یغفر لی فقال هلا اقتدیت فی قوله اولم تؤمن قال
بلی واحتج عبد الله علی احمد فقال ایش اسمک فقال احمد فقال اتقول انا احمد حقا او انا
احمد ان شاء الله تعالی فقال انا احمد حقا فقال حیث سماک والدک لا تستثنی وقد سماک
الله تعالی فی القرآن مؤمنا تستثنی فقد ارتکب غلطا وجهل الطریق بقوله فی الفارسیة وانکه

---

گویند نور مکان باشد ونه برجهت از مقابله واقبال شعاع وثبوت مسافت میان رائی
ومرئی پس کتاب وسنت ازان ساکت ست وقد نطق الکتاب بها حیث قال جل جلاله
الله نور السموات والارض مثل نوره کمشکوة فیها مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة کانها
کوکب دری یوقد من شجرة مبارکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة فقوله جل جلاله لا شرقیة ولا غربیة
دلیل قاطع علی انه لا جهة لنوره وکذا قوله جل جلاله لا تدرکه الابصار دلیل علی ان لا جهة لنوره
لان معناه لا یحیط به الادراک لا الرؤیة والادراک هو الوقوف علی جوانب الشیء وحدوده
وذا یستحیل علیه الحدود والجهات یستحیل ادراکه لا رؤیته فنزل الادراک من الرؤیة منزلة الاحاطة
من العلم ونفی الاحاطة التی تقتضی الوقوف علی الجوانب والحدود لا تقتضی نفی العلم به فکذا

بناءً على ان مورد الآية هو التمدح يوجب ثبوت الرؤية اذ نفي ادراك ما يستحيل رؤيته لا تمدح فيه
لان كل ما لا يرى لا يدرك وانما التمدح بنفي الادراك مع تحقق الرؤية اذ انتفاؤه مع تحقق الرؤية
دليل ارتفاع نقيصة التناهي والحدود عن الذات فكان المعنى انه جل جلاله مع كونه مرئيا في الآخرة
لا يدرك بالابصار لتعاليه عن التناهي والاتصاف بالحدود والجوانب ثم غلط واعتزل بقوله
في الفارسية وآنكه گويند استطاعت مع الفعل ست قرآن وحديث بدان ناطق نيست لان
ماخذ اهل الحق في هذا القول آية من كتاب الله تعالى وهو قوله جل جلاله فلما زاغوا ازاغ الله
قلوبهم يعني لما مالوا عن الحق امال الله قلوبهم عن الهداية او لما اخذوا الزيغ ازاغ الله قلوبهم وحرمهم
توفيق اتباع الحق فعلم ان بمجرد ان قصدوا الزيغ خلق الله تعالى قدرة الازاغة في قلوبهم و
قدرهم عليها فهذه الآية تثبت الاستطاعة مع الفعل كما هو قول اهل الحق واليه يشير كلام شارح
الموطا في تفسير قوله صلى الله عليه وسلم كل شئ بقدر ان الله تعالى خالق افعال العباد خيرها
وشرها كتبها عليهم في اللوح المحفوظ قبل ان يخلقهم والعبد له كسب واختيار وكسبه واختياره
مخلوق الله تعالى حالة ما يكسب ويختار وبالجملة هي صفة يخلقها الله تعالى عند قصد اكتساب
الفعل بعد سلامة الاسباب والآلات كما دلت به الآية فان قصد فعل الخير خلق الله تعالى
قدرة فعل الخير فهذبر ثم غلط وضل عن طريق الحق بقوله في الفارسية در تقدير اقل واكثر
مدت حيض آنچه بدان قيام حجت شود نيامده وهمچنين در طهر و قدورو في تقدير مدة الحيض
آثار صحيحة عن النبي صلى الله عليه وسلم وهو قوله عليه السلام اقل الحيض للجارية البكر والثيب ثلثة
ايام ولياليها واكثره عشرة ايام رواه الدارقطني وكذلك قوله صلعم اقل الحيض ثلثة واكثره عشرة
واقل ما بين الحيضين خمسة عشر يوما وكذلك ما رواه ابن عدي في الكامل عن انس رض الحيض
ثلثة ايام واربعة وخمسة وستة وسبعة وثمانية وتسعة وعشرة فاذا جاوزت العشرة فهي مستحاضة
وكذلك حديث عثمان بن ابي العاص قال لا تكون المرأة مستحاضة في يومين ولا ثلثة حتى تبلغ
عشرة ايام فاذا بلغت عشرة ايام كانت مستحاضة فهذه عدة احاديث عن النبي صلعم متعددة الطرق

یثبت بمادۃ الحیض فی الاقل ثلثۃ وفی الاکثر عشرۃ والاحادیث حجۃ علی الشافعیؒ فی تقدیر الاقل
بیوم ولیلۃ والاکثر بخمسۃ عشر یوما ثم غلط وتاہ الطریق لقولہ فی الفارسیۃ واجب ست
بر ہر مکلف بسم اللہ گفتن نزدیاد آمدن ومضمضہ واستنشاق نمودن وا لمضمضۃ والاستنشاق
من جملۃ سنن الوضوء لامن واجباتہ لان آیۃ الوضوء ساکتۃ عن ذکرہما فمجرد مواظبۃ
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بالمضمضۃ والاستنشاق یکونان من سنن الوضوء لامن الواجبات
لان الواجب ماثبت بالدلیل القطعی ولا دلیل ہنا غیرالمواظبۃ الفعلیۃ وحکی مواظبتہ صلعم
بالمضمضۃ والاستنشاق من اثنین وعشرین نفراً منہم عبداللہ بن زید رواہ الشیخین
فثبت السنۃ بحکم المواظبۃ والیہ ذہب عامۃ العلماء کما ہو المذکور فی الکتب وما ورد فی
حدیث عائشۃ رض ان رسول اللہ صلعم قال عشر من الفطرۃ وعد المضمضۃ والاستنشاق
فیہا فقال الخطابی ان اکثر العلماء فسروا الفطرۃ فی ہذا الحدیث بالسنۃ وتاویلہ ان ہذہ الخصال
من سنن الانبیاء الذین امرنا ان نقتدی بہم واول من امر بہا ابراہیمؑ وانہا کانت علیہ فرضاً وہی
لنا سنۃ اقول لایثبت الوجوب الا بامر الشارع امراً قطعیاً وہہنا لم یامر رسول اللہ صلعم امتہ
بہذہ الخصال بل فسر لہم انہن من الفطرۃ ولو کان الوجوب ثابتاً فی المضمضۃ والاستنشاق
لکان ایضاً ثابتاً فی السواک لانہ من جملۃ الخصال العشر المذکورۃ فی الحدیث ولم یقل
احد من السلف والخلف ان السواک واجب فتدبر ثم غلط ولم یصل الی الحق لقولہ فی
الفارسیۃ مشروع ست غسل از برای نماز جمعہ بلکہ واجب وقد ورد الاثر بان غسل یوم الجمعۃ
سنۃ لا واجب بدلیل حدیث عکرمۃ انہ قال اناناسا من اہل العراق جاؤا فقالوا یا ابن
عباس اتری الغسل یوم الجمعۃ واجباً قال لا ولکنہ اطہر وخیر لمن اغتسل ومن لم یغتسل فلیس
علیہ بواجب وما ورد فی حدیث ابی سعید الخدری انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم غسل الجمعۃ واجب علی کل محتلم قالوا واجب ہنا بمعنی الثابت ای لاینبغی ان یترک لانہ
یأثم تارکہ وہذا وامثالہ تاکید للاستحباب کما یقال برعایۃ فلان علینا واجبۃ ویؤیدہ حدیث

سمرة بن جندب انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من توضأ یوم الجمعة فبها ونعمت
ومن اغتسل فالغسل افضل وهو حجة علی مالک رح فی اسقاط الوجوب ثم غلط وجهل الطریق **لقوله**
فی الفارسیة ولتقدیر ده در ده بی دلیل ست واصل المسألة ان الغدیر العظیم الذی لا تحرک
احد طرفیه بتحریک الطرف الآخر اذا وقعت النجاسة فی احد جانبیه جاز الوضوء من الجانب
الآخر ثم قدر هذا العشر فی عشر بدلیل قوله صلی الله علیه وسلم من حفر بئرا فله حولها اربعون ذراعا
فیکون لحریمها من کل جانب عشرة فثبت من الاثر انه اذا اراد آخر ان یحفر فی حریمها بئرا
یمنع منه لانجذاب الماء الیها وکذلک یمنع من اراد ان یحفر بئرا بالوعة فی حریمها لسرایة النجاسة
الی البئر الاولی وتنجیس مائها ولا یمنع فی ما وراء الحریم وهو عشر فی عشر فثبت ان الشرع اعتبر
العشر فی العشر فی عدم سرایة النجاسة فمن هذا الاثر تمسک علماؤنا رحمهم الله وقدروا العشر فی العشر
فی جواز الوضوء من جمیع الجوانب وهذا اصل شرعی اعتمد علیه فقدر به ثم غلط ولم یهتد الی طریق الحق
**لقوله** فی الفارسیة ونیست فرق میان اندک وبسیار وته میان افزودن بر دو قله وکمتر ازان
ونه میان متحرک وساکن ونه مستعمل وغیر مستعمل وههنا اربعة مسائل الاولی ان الغدیر العظیم الذی
لا تحرک احد طرفیه بتحریک الطرف الآخر اذا وقعت النجاسة فی احد جانبیه جاز الوضوء من الجانب
الآخر وقدم دلیله فی تقدیر العشر فی العشر والذی لم یکن فی حکم الغدیر العظیم لم یجز الوضوء به لو
وقعت النجاسة فیه قلیلا کانت النجاسة او کثیرا بدلیل حدیث ابی هریرة رض ان النبی صلعم نهی
ان یبول فی الماء الدائم ثم یغتسل والثانیة انه اذا کان الماء قلتین یجوز الوضوء به عند الشافعی
وقدر القلتین بخمس قرب کل قربة مائة رطل ودلیله قوله صلی الله علیه وسلم اذا کان الماء قلتین لا
یحمل الخبث والحنفیون لا یعتبرونه بدلیل ان الحافظ ابن عبد البر والقاضی اسماعیل و
ابا بکر بن العربی ضعفوه ولا یخفی ان الجرح مقدم علی التعدیل وقد روی حدیث جابر رض
ان رسول الله صلعم قال اذا بلغ الماء اربعین قلة فانه لا یحمل الخبث وضعفه الدار قطنی فبسبب
الضعف والخلاف فی اعداد القلل ترک الحنفیة العمل بها وحدیث القلة والثالثة ان الماء

الجاری اذا وقعت النجاسة فیه جاز الوضوء به اذا لم یر لها اثر بدلیل قوله صلی الله علیه وسلم فی حدیث ابی سعید الخدری ان الماء طهور لا ینجسه شئ واثر النجاسة لا تستقر فی الماء الجاری مع جریان الماء فثبت کون الماء الجاری طهورا بعبارة النص ولا دلیل فوقه واما الماء الدائم فقد نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یبول فیه ثم یغتسل کما هو المذکور فی حدیث ابی هریرة رضی الله عنه فان قلت ان حدیث ابی سعید محمول علی بئر بضاعة فان رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل عن هذا لک البئر قلنا اللام فیه یکون للعهد الخارجی وهو الماء الجاری بدلیل ان ماء بضاعة فی تلک الایام کان جاریا علی البساتین کما رواه الطحاوی عن الواقدی قال کانت بئر بضاعة طریقا للماء الی البساتین والرابعة ان الماء المستعمل لا یجوز استعماله فی طهارة الاحداث بدلیل قوله صلی الله علیه وسلم فی روایة البخاری لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری وفی روایة لمسلم لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وهو جنب فان النبی صلی الله علیه وسلم سوی بین النجاسة الحقیقیة والحکمیة فانه کما نهی عن البول کذلک نهی عن الاغتسال دل ان الاغتسال فیه ینجسه النجاسة کالبول فان قلت هذا الحکم یکون متحققا فی الجنب والمحدث اما الرجل الطاهر لو توضا ثانیا بنیة القربة فهذا الحکم لا یتحقق فی حقه لان السبب ان اعضاءه خالیة عن النجاسات الحکمیة لا تسقط انتقالها من الجسم الی الماء قلنا لما ثبت نیة القربة من الطهارة علی الطهارة وحصول الطهارة الجدیدة موقوفة علی ازالة النجاسة الحکمیة فحکم الطهارة علی الطهارة والطهارة علی الحدث صار ساقطا حکماً ویؤیده حدیث الحکم بن عمر قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یتوضا الرجل بفضل طهور المراة وکذلک حدیث حمید الحمیری قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان تغتسل المراة بفضل الرجل او یغتسل الرجل بفضل المراة رواهما الامام ابوداؤد فی سننه والنهی لاحتمال وقوع الغسالة فی فضل الرجل والمراة وتخصیص النساء فی الحدیث الاول لقلة احتیاطهن فی الماء المستعمل وغیره فتدبر ثم غلط وترک طریق الحق **بقوله** فی الفارسیة وانچه جدا نهاست همه سنت ست وآن بر داشتن

هر دو دست در چهار جای یکی تکبیر احرام دوم نزدیک رفتن بر کوع سوم نزد اعتدال از رکوع

یعنی چہارم نزد قیام برکعت سوم ولیس فی غیر التحرمیۃ رفع ید عند الحنفیۃ لخبر مسلم عن جابر بن سمرۃ انہ
قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا
فی الصلوۃ ولیؤیدہ حدیث علقمۃ انہ قال قال لنا ابن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ رواہ النسائی فی صحیحہ المجتبیٰ وکذلک حدیث براء بن عازب قال ان رسول
اللہ صلعم کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الی قریب اذنیہ ثم لا یعود وکذلک حدیث سفیان قال فرفع
یدیہ مرۃ واحدۃ واخرج الدار قطنی عن عبد اللہ قال صلیت مع رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر رض
فلم یرفعوا ایدیہم الا عند استفتاح الصلوۃ وروی الطحاوی والبیہقی من حدیث ابن عباس بسند
صحیح عن الاسود قال رایت عمر بن الخطاب رض یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود وتمسک الشافعی
بحدیث ابن عمر وحدیث مالک بن الحویرث انہ یسن لکل مصل ان یکبر ویرفع لسائر الانتقالات
والاحادیث التی ذکرنا بالطرق مختلفۃ" الزام لہ فظہر من تعارض الاحادیث ان الرفع کان اول
فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ ونہی عنہ کما الفہم من حدیث مسلم والیہ یشیر حدیث علقمۃ وبراء بن عازب
وسفیان وغیرہم فتدبر ثم غلط وترک سبیل الحق **بقولہ** فی الفارسیۃ وفاتحہ در ہر رکعت اگرچہ پس امام باشد

ویعنی کہ دران فاتحہ نخوانند غیر مجزی ست الی قولہ قرات فاتحہ بر ہو تم در ہر رکعت فرض ست
وقد نطق الکتاب بالسکوت عند قراءۃ القرآن لقولہ جل جلالہ فاذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا
وکذلک الحدیث المروی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرا فانصتوا وکذلک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ
امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ وکذلک ثبت النہی عن القراءۃ خلف الامام من حدیث عمران بن حصین کما
رواہ النسائی فی صحیحہ المجتبیٰ والیہ یشیر حدیث ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال ہل قرا معی
احد منکم انفا قال رجل نعم یا رسول اللہ فقال انی اقول مالی انازع القرآن الحدیث وقال
ابو حنیفۃ رح وہو مذہب الصحابۃ رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین وتمسک الشافعی بحدیث عبادۃ
ابن الصامت فی قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام والآثار المتقدمۃ مع نص القرآن الزام لہ

لانا نقول ان القراءة ثابتة من المقتدی شرعا فان قراءة الامام قراءة له فلو قرأ کان
له قراءتان فی صلوة واحدة وهو غیر مشروع وذکر الامام مالک رح فی المؤطا عن نافع عن ابن عمر
انه کان لا یقرأ خلف الامام وروی هذا الحدیث ابن عدی عن ابی سعید الخدری وروی الطبرانی
فی الاوسط من حدیث ابن عباس یرفعه وروی الطحاوی فی شرح الآثار انه سئل عن عبد الله
بن عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبد الله فقالوا لا یقرأ خلف الامام فی شئ من الصلوة ولکنه
المؤتم لا یجهر بالتامین لما روی عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه قال یخفی الامام اربعة اشیاء
التعوذ والبسملة وآمین وسبحانک اللهم وبحمدک وعن ابن مسعود مثله وروی السیوطی فی جمع الجوامع
عن ابی وائل قال کان عمر وعلی لا یجهران بالبسملة ولا بالتعوذ ولا بآمین رواه ابو
جریر والطحاوی وابن شاهین فی السنن واورده الشیخ ابن الهمام عن احمد وابی یعلی والطبرانی
والدارقطنی وذکر الحاکم فی المستدرک حدیث شعبة عن علقمة عن ابی وائل فی الاخفاء وقال ابو
وائل ان النبی صلی الله علیه وسلم قرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال آمین خفض بها
صوته والیه ذهب عامة علماء الحنفیة رضوان الله تعالی علیهم اجمعین لان الآمین دعاء وعند
التعارض یرجح الاخفاء بذلک وبالقیاس علی سائر الاذکار والادعیة ولان آمین لیس من القرآن
اجماعا فلا ینبغی ان یکون فیه صوت القرآن کما انه لا یجوز کتابته فی المصحف ولهذا اجمعوا علی
اخفاء التعوذ لکونه لیس من القرآن فتدبر ثم غلطا والحرف عن الطریق لقوله فی الفارسیة

---

وهر بدعت ضلالت ست مطلقا وانکه جماعت تغییر ان بسوی حسنه وسیئه وجز آن رفته ورسنجه
راگزاران نتوان یافت وقد نطق به سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم حیث قال علیه السلام
من احیی سنة من سنتی قد امیتت من بعدی فله من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص
من اجورهم شیأ ومن ابتدع بدعة ضلالة لا یرضاها الله ورسوله کان له من الاثم مثل آثام
من عمل بها لا ینقص من اوزارهم شیأ رواه الترمذی عن بلال بن حارث المزنی ورواه
ابن ماجة عن کثیر بن عبد الله المتقین لقوله صلی الله علیه وسلم بدعة ضلالة ان البدعة تنقسم

علی قسمین احدہما بدعۃ ضلالۃ والآخر علی ضدہا حسنۃ والا لکان التقیید بالضلالۃ عبثا وکلامہ صلی اللہ علیہ وسلم منزہ عن العبث والفضول ویؤیدہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعا الی ہدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورہم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لا ینقص ذلک من آثامہم شیئا رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ فمن ہذین الاثرین تمسک العلماء علی ان البدعۃ تنقسم علی قسمین احدہما حسنۃ والآخر سیئۃ وکذلک قول عمر رضی اللہ عنہ فی حدیث الاجتماع لقیام رمضان نعمت البدعۃ ہذہ نص قاطع ودلیل واضح فی ہذا الباب فتدبر ثم سہام مرکز الطریق **لقولہ** فی الفارسیۃ وکتاب

وسنت کفیل بیان احکام جملہ حوادث الی یوم القیام ست محتاج تتمیم وتکمیل آں بہ آراء

اہل رای واہوای اہل ہوی نیست فہم سلیم وعقل صحیح ودانش درست درکار ست الیوم اکملت لکم دینکم وامثال این آیہ دلیل ست بر آن فنقول ان کفالۃ الکتاب والسنۃ لجمیع الحوادث الی قیام الساعۃ مسلم وقد قال اللہ تعالی فی کتابہ الکریم وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ لکن مع ذلک یحتاج عند الضرورۃ الی قیاس اہل الرای ایضا الا وقد قال اللہ تعالی فی کتابہ العزیز وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وقال اللہ تعالی وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یعنی ولتکن بعض منکم امۃ یدعون الناس الی الخیر ای الافعال الحسنۃ الموافقۃ للشریعۃ ویأمرون بالمعروف ای الشئ الذی یستحسنہ الشارع والعقل وینہون عن المنکر ای الشئ الذی یستقبحہ الشارع والعقل وہم الائمۃ المجتہدون الداعون الی الخیر الآمرون بالمعروف والناہون عن المنکر وقال اللہ عز وجل وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وقال تعالی هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ وقال اللہ تعالی إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ وقال تعالی وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وحکمہ فی الوقائع الی استنباطہم والحق رتبتہم برتبۃ الانبیاء فی کشف حکم اللہ

والیہ یشیر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم العلماء مفاتیح الجنۃ وخلفاء الانبیاء وقولہ علیہ السلام العلماء ورثۃ الانبیاء ویؤیدہ ایضا حدیث قاسم بن محمد قال اتت الجدتان الی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فاراد ان یجعل السدس للتی من قبل الام فقال رجل من الانصار اما انک لتترک التی لو ماتت وھو حی کان ایاھا یرث فجعل ابو بکر السدس بینھما ونھا کان برأی من ابی بکر رضی اللہ عنہ رواہ الامام مالک فی الموطأ وکذلک حدیث معاذ رضی اللہ عنہ حین ارسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قال فبما تعمل قال بکتاب اللہ قال ان لم اجد فیہ قال فبسنۃ رسول اللہ قال ان لم اجد فیھا قال فجتھد اجتھد برأیک وکذلک حدیث عثمان بن عفان رضوان عمر قال لی انی قد رأیت فی الجد رأیا فان رأیتم ان تتبعوہ فاتبعوہ قال عثمان ان نتبع رأیک فانہ رشد وان نتبع رأی الشیخ قبلک فنعم ذو الرأی کان رواہ الدارمی فی مسندہ فعلم من ھذہ النصوص والآثار ان للعلماء مواضع لاستنباط الاحکام بالاجتھاد بحکم الارشاد لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لم یجد واذلک الحکم فی الکتاب والسنۃ وآثار الصحابۃ رضی اللہ عنھم اجمعین ومن انکر ذلک فقد انکر الکتاب والسنۃ لان الکتاب والسنۃ ینطق علی ان المؤمنین یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر وان استنباط العلماء کاستنباط الانبیاء وان علماء ھذہ الامۃ یکونون مفاتیح الجنۃ وخلفاء الانبیاء وان العلماء ھم ورثۃ الانبیاء وان الخلفاء الراشدین رضی اللہ عنھم قاسوا فی المسائل التی لم یجدوھا فی الکتاب والسنۃ ودعوا الناس الی اتباع رأیھم وکل ما وجد منھم من خیر کثیر سنۃ فان السنۃ لیست مختصۃ بما فعلہ النبی صلعم بل یعمہ ویعم ما فعلہ الخلفاء کلھم او بعضھم وما شرعوا فی الدین ورضوا بہ بدلیل قولہ صلعم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر معاذا رضی اللہ عنہ حین ارسلہ الی الیمن ان یحکم بکتاب اللہ فان لم یجد فبسنۃ رسول اللہ فان لم یجد فیما فلیظھر من الرأی واما اھل الاھواء الذین سماھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالفرق الھالکۃ وھم المعتزلۃ والرافضۃ والوھابیۃ وامثالھم فھم خارجون من المبحث قال

انتسب انما هموا اصحاب الاهواء لانهم يهودون في النار رواه الدارمي فتدبر ثم غلط وترك طريق

الصواب **قوله** في الشارمية وطريق معرفت ايمان وعقائد اسلام وطريقة اهل كلام ضلال

بين وبرخلاف كتاب وسنت است وقد نطق الكتاب والسنة بضرورة علم الكلام وتشريع عقائد

الاسلام اما الكتاب فقوله عز وجل اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ

عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ واما السنة فقوله صلى الله عليه وسلم ستفرق امتي على ثلثة

وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدا فقوله جل جلاله هذا اشارة الى ما تقدم في السورة

من اثبات التوحيد وبيان الشرائع يعني ان كل هذا المذكور صراط مستقيم فاتبعوا هذا

السبيل فقط ولا تتبعوا السبل الاخر من الرسوم البدعية لما يأتي في دين الاسلام فيفرقكم و

يزيلكم عن سبيله الذي هو اتباع الوحي واقتفاء البرهان والحديث المشهور الذي ذكرناه

وقع بيانا للآية ولتصريحه على ما ذكره العلامة النسفي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خط

خطا مستقيما ثم قال هذا سبيل الرشد وصراط مستقيم فاتبعوه ثم خط على كل جانب ستة خطوط

ممالة ثم قال هذه سبل على كل سبيل منها شيطان يدعو اليه فاجتنبوها وتلا هذه الآية ثم يصير كل احد من

اثني عشر طريقا ستة طرق فيكون اثنين وسبعين فعلم من تلاوة رسول الله صلى الله عليه وسلم

هذه الآية حين رقم تلك الخطوط ان المراد بالطريق الواحد والطرق المختلفة الفرق التي

تكون في امته من ثلثة وسبعين فاثنان وسبعون منها هالكة وواحدة منها ناجية وهي ان كا

مبهمة يصرفها كل مأول الى من يشاء لكن بالصدق والتحقيق هو من كان على طريق السنة

والجماعة اي تابعا لما كان عليه الصحابة والتابعون ومضى عليه السلف الصالحون اذ روي

انه صلى الله عليه وسلم استفسر عنها فقال من كان على السنة والجماعة وفي رواية قال ما انا

عليه واصحابي وقد كانت الاوائل من الصحابة والتابعين رضي الله عنهم لصفاء عقائدهم

ببركة صحبة النبي صلى الله عليه وسلم وقرب العهد بزمانه ولقلة الوقائع والاختلافات في زمانهم

وتمكنهم من المراجعة الى الثقات مستغنين عن تدوين العلوم وترتيبها ابوابا وفصولا الى ان

حدثت الفتن بين المسلمين والبغي على ائمة الدين فظهر اختلاف الآراء والميل الى البدع و
الاهواء وتفرقت الامة على الشعب المذكورة في الحديث فحينئذ ظهرت المعجزة النبوية واشتدت
الحاجة الى ضبط معتقدات الفرقة الناجية تمسكا بالكتاب والسنة لتميزها عن المعتقدات الباطلة
للفرق الهالكة فاجتمعت الامة على ضبطها لعقائد عن ادلتها وسموه بالكلام لابتنائه على الادلة
القطعية المؤيدة بالادلة السمعية ولما كان اشد العلوم تاثيرا في القلب لتغلغله فيه سمي بالكلام
المشتق من الكلم وهو الجرح وبالجملة هو اشرف العلوم لكونه اساس الاحكام الشرعية ورئيس
العلوم الدينية وكون معلوماته العقائد الاسلامية وغايته الفوز بالسعادات الدينية والدنيوية
ومن انكره فهو ضال عن الطريق يضل لغيره فتدبر ثم غلط وضل عن الطريق بقوله في الفارسية

واجماع وقياس غير داخل اند در اصول وحجت بدان قائم نمی شود وقد نطق الكتاب
والسنة على ان الاجماع حجة قاطعة وداخل في الاصول الثلاثة بعد الكتاب والسنة لقوله
تعالى كُنتُم خَيرَ أُمَّةٍ أُخرِجَت لِلنَّاسِ تَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنكَرِ فقد استدل المفسرون
وائمة الاصول بهذه الآية على كون الاجماع حجة لانه من ثمرات خيريتهم في الدين وانما
تقتضي كونهم آمرين لكل معروف وناهين عن كل منكر وقوله عز وجل وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ
مِن بَعدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الهُدَى وَيَتَّبِع غَيرَ سَبِيلِ المُؤمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَت مَصِيرًا
دال على ان الاجماع كالكتاب والسنة كما ذكره اهل الاصول والمفسرون جميعا وذلك
لان الله تعالى جعل اتباع غير سبيل المؤمنين كمشاقة الرسول صلى الله عليه وسلم حيث جعل
كلا منهما مشتركا في جزاء واحد وهو قوله تعالى نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصلِهِ جَهَنَّمَ والجزاء المذكور جزاء لكل
منهما بالاستقلال فعلم ان اتباع سبيل المؤمنين اي ما عليه المؤمنون باجمعهم واجب وذلك
يسمى بالاجماع فيكون الاجماع حجة قطعية يكفر جاحده كالكتاب والسنة المتواترة واهل الاجماع
من كان مجتهدا غير متهم بالفسق واما السنة فقوله صلى الله عليه وسلم لا تجتمع امتي على الضلالة
ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار فقوله صلى الله عليه وسلم لا تجتمع امتي على الضلالة يعني

قاطع على ان اجتماع هذه الامة المرحومة لاتكون على الضلالة ومن ترك الجماعة وشذ منهم شذ فى النار
فهذا غاية الوعيد الذى لاوعيد فوقه وكذا قوله صلى الله عليه وسلم ليس من احد يفارق الجماعة
شبرا فيموت الامات ميتة جاهلية رواه الدارمى فى سننه وكذا القياس حجة الاان رتبة بعد
هؤلاء الثلثة لكونه مستنبطا من هذه الاصول الثلثة فمتى كان الحكم موجودا فى الكتاب والسنة
او الاجماع لم يحتج الى القياس وقوله تعالى إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ
لَهُ كُن فَيَكُونُ دليل على جواز القياس لان القياس هو رد فرع الى اصل بنوع شبه وقد رد
الله تعالى خلق عيسى عليه السلام الى آدم عليه السلام بنوع شبه ذكره الامام محى السنة فى تفسيره
وكذا قوله تعالى وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ دليل
قاطع على جواز الاستنباط والاستنباط الاستخراج يقال استنبط الماء اذا استخرجه فالمعنى لوردوه
الى الرسول صلى الله عليه وسلم والى ذوى الرأى والعلم لعلمه الذين يستنبطونه منهم فلما رد الله
تعالى حكمه فى الوقائع الى استنباطهم والحق مرتبتهم بمرتبة الانبياء فى كشف حكم الله علم ضرورة ان
استنباط العلماء المجتهدين من الماخذ الصحيح يكون كاستنباط الانبياء بحكم الوراثة وقد قاس الصحابة
رضى الله عنهم حين لم يجدوا الحكم فى الكتاب والسنة كما فى حديث قاسم بن محمد ان ابا بكر رضى الله
عنه اشترك الجدة من قبل الاب للتى من قبل الام فى الميراث بالرأى والقياس واليه يشير قوله
صلى الله عليه وسلم لمعاذ رضى الله عنه حين ارسله الى اليمن اعمل على الكتاب فان لم تجد فبسنة
رسول الله فان لم تجد فاجتهد برأيك ويؤيده حديث عثمان بن عفان رضى
ان عمر قال لى انى رايت فى الجد رايا فان رايتم ان تتبعوه فاتبعوه فقال عثمان ان نتبع رايك
فانه رشد وان نتبع راى الشيخ قبلك فنعم ذو الراى كان رواه الدارمى فى مسنده وقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن سنة حسنة عمل بها بعده كان له مثل اجر من عمل بها من غير ان
ينقص من اجورهم شيئا الحديث وقد اجمع العلماء على ان القياس لعلة منصوصة كحرمة اللواطة
على حرمة الوطى فى الحيض لعلة الاذى المستفاد من قوله تعالى وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فاطمي

والحجة القطعية يكفر جاحدها وقد صرح شارح الموطا في تفسير قوله صلى الله عليه وسلم واعتصموا بحبل الله
جميعا ان تتبعوا كتاب الله وسنة نبيه وما اجمعوا عليه وقياسا جليا اما ما كان من محتمل لفظ
الحديث او من وجوه التطبيق بين الحديثين او قياسين محتملين على المنصوص عليه وحديث اختلف
في اسناده فذلك من باب قوله صلى الله عليه وسلم اختلاف امتي رحمة على ان تنزيل الكتاب
الذي هو اصل اصول الدين ثبت بالاجماع فمن انكر الاجماع انكر الكتاب وجواز الاستنباط
بالقياس ايضا ثبت بالاجماع ومن انكر ذلك فلا حظ له في الاسلام ووجه الحصر في الادلة
الاربعة ان المستدل ان تمسك بالوحي المتلو فهو الكتاب وبالوحي الغير المتلو فهو السنة و
غير الوحي ان كان قول الكل فهو الاجماع والا فالقياس وقد ذكر في كتب الاصول ان الآيات
التي استنبطوا الاحكام منها مقدرة بخمسمائة آية وكذا السنن التي تفيد الاحكام مقدرة
بثلثة الاف اما مسائل الاجماع فتزيد على عشرين الفا فمن انكر الاجماع انكر الدين كله
لان للغالب حكم الكل فتدبر ثم غلط وضل ضلالا مبينا في قوله بالفارسية دايجاب تقليد
بدعت ست وغير مجتهد را اگر برای مجتهد درہیچ حال روا نیست وقد حث الله تعالی
جل جلاله في كتابه العزيز على السوال من اهل العلم بقوله فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون
وحث النبي صلى الله عليه وسلم على الاقتداء بجماعة الصحابة مع التعيين الشخصي بقوله اصحابي
كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم وامر امرا مخصوصا بالاقتداء بابي بكر وعمر بقوله اقتدوا باللذين
من بعدي ابي بكر وعمر رواه الامام الترمذي في صحيحه الجامع وكذلك حديث عطاء في قوله
تعالى وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ قال اولوا العلم والفقه وطاعة الرسول
اتباع الكتاب والسنة وكذلك كتاب عمر بن عبد العزيز الى الآفاق والى الامصار
كل قوم بما اجتمع عليه فقهاؤهم رواهما الامام الدارمي في مسنده فعلم من الآثار المتقدمة
ان الهداية وهو السلوك الى طريق الصواب موقوف على الاقتداء بالمجتهدين لان ابا بكر و
عمر كانا اعلم الصحابة وافضل المجتهدين في زمانهم فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالاقتداء بهما

امر اتفاقاً للوجوب ثم حث علی الاقتداء بسائر الصحابة الذین کانوا مجتهدین فی زمانهم حثاً مندوباً مقروناً بالتعیین الشخصی فلو کان التقلید الذی ہو الاقتداء بائمة الدین امراً محذوراً او ممنوعاً کما زعمه صاحب النہج لما حث اللہ و رسوله بذلک و به یندفع التقلید للامین الثلثة لمقلد بعینه لان التعیین الشخصی ہو المنطوق للحدیث و المجتہد لا ینکر علی مجتہد لانه یری خصمه علی ہدی من ربه فی قوله و ماتم الاقام برفیع و ارفع فالارفع حین اصاب المجتہد لان له درجتین و رفیع حین اخطأ لان له درجة واحدة و الائمة المجتہدون من اتباع التابعین وتبعهم وان کانوا قریباً من المائة او اکثر لکن انعقد الاجماع علی ان التقلید لا یجوز الا لواحد من الاربعة وہم الامام ابو حنیفة و مالک و الشافعی و احمد رحمهم اللہ تعالیٰ لانهم کانوا اعلم العلماء و افضل المجتہدین فی زمانهم بدلیل ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خص ابابکر و عمر بالاقتداء من بین سائر الصحابة لعلمهما و فضلهما مع ان سائر علماء الصحابة کانوا مجتہدین وقد استنبط الامام الرازی امامة الائمة الاربعة بقوله تعالی وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض و اخبر النبی صلعم عن بعض الائمة بقوله یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احداً اعلم من عالم المدینة قال الترمذی قال ابن عیینة رح انه الامام مالک فان قلت لو کان التقلید لازماً فلای شئ لا نقلد علماء الصحابة مع التعیین الشخصی لانهم کانوا مجتہدین او لواحد من مجتہدی التابعین لانهم اعلی درجة من الائمة الاربعة الذین ہم فی طبقة اتباع التابعین قلنا ان العلوم کانت فی الصدور او فی صحف غیر مرتبة فی ہذین العہدین و کانوا قادرین علی ضبط المسائل فی الصدور من غیر تسطیرها فی الاوراق ببرکة صحبة النبی صلی اللہ علیه وسلم و قرب زمانه ولم تختلف الامة فیها ولذلک لم تشتہر اقوالهم ولم تنضبط مذاہبهم و اول من نقل العلم من الصدور الی القرطاس و دون الفقه و الف الاصول ہو الامام ابو حنیفة رضی اللہ عنه ولذلک صار مذہبه اول المذاہب و لقب ہو بالامام الاعظم و کانت

العلية الثانية لتاليف الفقه ونقله في القرطاس على ترتيب الابواب والفصول لاختلاف
الائمة وتفرق الكلمة في ذلك العصر ثم وثم الى ان ختم الاقتداء بالامام احمد بن حنبل رضي
عنه وهو رابع الائمة فان قلت لاي شيء لا نقلد مجتهدا آخر غير الاربعة مع ان حديث
الاقتداء لم يرد مورد التخصيص مع ان عامة المجتهدين يصيبون مرة ويخطئون اخرى قلنا مورد الحديث
لا يخلو عن التخصيص لابي بكر وعمر رضي بدليل انهما افضل الصحابة واعلمهم وبذلك المورد انعقد الاجماع
على ان التقليد لا يجوز الا لواحد من الاربعة لانهم كانوا افضل المجتهدين واعلمهم فلو قلد احد غير
الاربعة لكان ذلك خرقا للاجماع وليس جزاء الخارق للاجماع الا النار لما نطق به الكتاب
والسنة وهو قوله تعالى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وقوله صلى الله
عليه وسلم لا تجتمع امتي على الضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار فان قلت
يلزم تقليد واحد من الاربعة لمن لم يكن مجتهدا فان كنا مجتهدين لا يلزم لنا التقليد لان
كل مجتهد يصيب مرة ويخطئ اخرى قلنا ان الاجتهاد قد ختم الى القرن الرابع وبه انعقد
الاجماع لان من شروط المجتهد ان يعلم الكتاب مع ناسخه ومنسوخه وتاويلاته المخصوصة به
ويعلم السنة بجميع اقسامها وشروطها مع علم الناسخ والمنسوخ ويحفظ جميع مسائل الاجماع
وموارد القياس لئلا يكون قياسه خلاف الاجماع وان يكون له قوة الاستنباط والاجتهاد
فلو فرضنا ان الواحد في هذا القرن علم الكتاب مع تاويلاته المخصوصة وعلم ناسخه ومنسوخه
ايضا وعلم السنة بجميع اقسامها وشروطها مع الناسخ والمنسوخ فمن اين يكون له قدرة على
المحال وهو تمييز مسائل الاجماع التي تزيد على عشرين الفا من المسائل القياسية التي لا تحصى لها
لاختلاط بعضها ببعض من غير تمييز للمأخذ ومتى لم يكن له قدرة على ذلك التمييز لم يصل الى
درجة الاجتهاد فيلزم تقليد واحد من الاربعة وهذا هو عين السبب الذي لم يدع احد
من القرن الرابع الى الآن الاجتهاد لنفسه والعمل بالحديث غير الفرقة الوهابية
المستحدثة خذلهم الله تعالى وقلد جميع المتقدمين والمتاخرين من العلماء الاعلام والاتقياء

الکرام لواحد من الاربعۃ ولم یدعوا الاجتہاد لانفسہم کالامام شمس الایمۃ السرخسی و الامام الحاکم
الشہید صاحب الصحیح المستدرک والامام الطحاوی صاحب السنن وغیرہم من الایمۃ المشہورین
کانوا حنفیین و الامام الغزالی و الامام محی السنۃ والامام ابوعیسی الترمذی صاحب الصحیح
الجامع وغیرہم من الایمۃ کانوا شافعیین ومن الاقطاب الکرام شیخ العارفین وقدوۃ
السالکین برہان الملۃ والدین الغوث الاعظم وقطب العالم سید الشیخ عبدالقادر الجیلی
رضی اللہ عنہ مع جلالۃ شانہ وکونہ فی القرن الرابع تقلد بالامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ
وکذلک قلد جمیع الاقطاب والاولیاء لواحد من الاربعۃ فمن سلک غیر مسلک عامۃ
الامۃ وترک سبیل الجماعۃ و تفرد برأیہ فجزاؤہ شذ ونذ النار علی ما نطق بہ الکتاب والسنۃ
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن و ما راٰہ المسلمون
سیئا فھو عند اللہ سیئ و عامۃ المسلمین فی مشارق الارض ومغاربہا یرون تقلید واحد
من الاربعۃ حتما لازما ویبغضون لغیر المقلد لفساد دینا و بالجملۃ کما ان رسالۃ الرسول صلی
اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کذلک ظہور الایمۃ الاربعۃ وتقلید مذاہبہم رحمۃ من رب
العالمین لمقلدیہم الی یوم الدین ثم غلط ولم ینطق بالحق بقولہ فی الفارسیۃ ایمۂ اربعہ نہی
کردہ اند از تقلید خود و غیر خود فھذا النہی لو ادرکہ صاحب النجم بطریق الکشف والالہام فھو
خارج عن البحث و الا فضبط الاصول و تفریع الفروع و تدوین الکتب وترویجہا بین
الناس دلیل قاطع علی ان الایمۃ الاربعۃ دعوا الناس تقلید مذاہبہم وقد ثبت ان اصحاب
ابی حنیفۃ کابی یوسف ومحمد وزفر وحسن بن زیاد رحمہم اللہ تعالی کانوا حنفیین مقلدین لہ
فی الاصول وکان الامام مع علمہ انہم قلدوہ فی الاصول اجاز لہم ان یخالفوہ فی الفروع
عند لا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف امتی رحمۃ وکذلک اصحاب مالک رح کانوا مقلدین
فی الاصول والفروع حتی ان علماء مصر ودیار المغرب قلدوا بہ مع انہم کانوا معاصرہ
فی الزمان وہذا ہو سبب ان عامۃ المغاربۃ الی الآن مالکیون ولما وصل الشافعی الی

الدیار المصریۃ قلدہ هناک اکثر علماء المالکیۃ وجوز الشافعی رحمہ اللہ تقلیدہم مع انہ اخذ العلم من الامام المالک وهو القائل لہ اذا ذکر العلماء فالمالک النجم وثبت ایضا ان اکثر الخلفاء العباسیین من معاصر الائمۃ کانوا مقلدین لواحد منہم لما اخرجہ السیوطی شیخ المحدثین عن هشام بن عمار قال سمعت المتوکل خلیفۃ اللہ یقول واحسرتی علی محمد ابن ادریس الشافعی احب ان اکون فی زمانہ فاراہ واشاہدہ واتعلم منہ فانی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام وهو یقول یا ایہا الناس ان محمد بن ادریس المطلبی قد صار الی رحمۃ اللہ تعالی وخلف فیکم علما حسنا فاتبعوہ تهتدوا ثم قال المتوکل اللہم ارحم محمد بن ادریس رحمۃ واسعۃ وسہل علی حفظ مذہبہ وانفعنی بذلک فمن کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داعیا لمذہبہ فکیف یتصور نہیہ عن تقلیدہ لغیرہ وقد ثبت ان الغوث الاعظم سیدی الشیخ عبد القادر جیلی رضی اللہ عنہ کان اولا علی مذہب الشافعی ثم انتقل عنہ وتقلد بالامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ لدعوۃ دعاہ الامام بہا فی الرؤیا بتقلید مذہبہ فتدبر ثم غلط ولم یصل الی الصواب فی قولہ بالفارسیۃ تجمیع درلوافل درلیالی رمضان سنت ست نہ بدعت الی قولہ وزیادہ کنندہ بر بست وکمتر گذارندہ از بست رکعت غیر ملام باشد لان قیام رمضان لم یشرع الا عشرین رکعۃ بلا زیادۃ ونقصان والاصل فیہ ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ خرج لیلۃ فی شہر رمضان فصلی بہم عشرین رکعۃ واجتمع الناس فی الثانیۃ فخرج فصلی بہم فلما کان الثالثۃ کثر الناس فلم یخرج وقال عرفت اجتماعکم لکنی خشیت ان یفرض علیکم فکان الناس یصلونہا فرادی الی ایام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ثم تقاعدوا فرأی ان یجمعہم علی امام واحد فجمعہم علی ابی بن کعب وکان یصلی بہم خمس ترویحات یجلس بین کل ترویحتین وہذا الحدیث مشہور بین الصحابۃ والتابعین وبہ اخذت الائمۃ الثلاثۃ ابو حنیفۃ والشافعی واحمد رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین وہو المعمول للسلف والخلف

وہکذا روی عن عبد الرحمن بن عبد القاری قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل فیصلی بصلاتہ الرھط فقال عمر انی لو جمعت ہؤلاء علی قارئ واحد لکان امثل ثم عزم فجمعھم علی ابی ابن کعب قال ثم خرجت معہ لیلۃ اخری والناس یصلون بصلوۃ قاریھم فقال عمر نعمت البدعۃ ہذہ الحدیث فہذا الاثر یستدل بہ ان البدعۃ ان کانت موافقۃ للدین تسمی حسنۃ وان کانت مخالفۃ للدین تسمی سیئۃ وبہذین الحدیثین تمسک الائمۃ علی ان قیام رمضان سنۃ من سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی مقدرۃ بعشرین رکعۃ بلا زیادۃ ونقصان وان عمر رضی اللہ عنہ جمعھم فی ذلک علی امام واحد فادوا بالخمس ترویحات کل ترویحۃ بتسلیمتین ویؤیدہ حدیث ابن عباسؓ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر وکذلک حدیث اسامۃ بن زید قال کنا نقوم مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعشرین رکعۃ والوتر رواہما البیہقی وقال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح واختلفوا فی ان الجماعۃ فیہا افضل ام الانفراد والمختار ان الجماعۃ افضل کما راٰہ عمر رضی اللہ عنہ فان بعض النوافل قد شرعت فیہا الجماعۃ وہذا احید بہ بان یکون من الشعائر التی تظہر وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی فتدبر ثم غلط الماخذ بقولہ فی الفارسیۃ وبر مفطر النسیان نہ قضاست نہ کفارہ وبرایں رفتہ اند جمہور فقولہ وبرایں رفتہ اند جمہور دلیل واضح علی انہ اخذ ہذہ المسائل من الاجماع معبرا بلفظ الجمہور والحال انہ انکر الاجماع فی صدر الکتاب بقولہ واجماع وقیاس غیر داخل اند در اصول وحجت بدان قائم نمی شود فمن ثم صدق قول من قال ان الکاذب لا حافظۃ لہ وانما قلت انہ غلط الماخذ لان ہذہ المسئلۃ اخذت من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم للذی اکل وشرب ناسیا تم علی صومک فانما اطعمک اللہ وسقاک رواہ ابن حبان فی صحیحہ وفی الصحیحین عن ابی ہریرۃ

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من نسی وهو صائم فاکل او شرب فلیتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه فان قیل ان الحدیث معارض للکتاب لان الکتاب یقتضی ان یفسد صومه فان المامور به بالکتاب الصوم وهو الامساک عن الاکل والشرب والجماع وهنا لم یبق الامساک لوجود الاکل حقیقة فالحدیث یقتضی بقاء الصوم والکتاب ینفیه قلنا فی الکتاب اشارة الی ان النسیان معفو وهو قوله تعالی ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا فکان الحدیث موافقا للکتاب حینئذ فیعمل به ویحمل الکتاب علی حالة العمد لیکون الدلائل کلها معمولة ثم غلط المخرج فی حکم المکره حیث قال وهمچنین نیست قضا بر مضطر مکره وقد ثبت انه یجب القضاء علی المضطر المکره عند الحنفیة خلافا للشافعیة فانهم یقیسونه علی الناسی والحنفیة یقولون انه لا یغلب وجوده وعذر النسیان غالب ولان النسیان من قبل من له الحق والاکراه من قبل غیره فیفترقان وهذه مسالة قیاسیة کما ثبت من الادلة القیاسیة المذکورة آنفا فالعجب من صاحب النهج انه انکر القیاس الذی هو الرای فی مواضع من صدر الکتاب وهنا یاخذ بالمسالة الثابتة من القیاس من غیر ان یعلم مادتها الصحیحة منها فهذا غایة الجهل الذی لا جهل فوقه فتدبر ثم انکر محشی الکتاب بقوله فی الفارسیة

---

وجائز است نکاح باکتابیات الی قوله وهمین است حکم نسای مجوس وقد نطق الکتاب بتزویج الکتابیات بقوله جل جلاله والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب وقوله تعالی انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا دلیل قاطع علی ان غیر اهل التوراة والانجیل لیسوا من اهل الکتاب وکذلک السنة لان حذیفة رضی الله عنه تزوج بیهودیة وکذلک کعب ابن مالک رضی الله عنه اما المشرکات فقد نطق الکتاب بتحریم نکاحهن بقوله جل جلاله لا تنکحوا المشرکات وبه وردت السنة وهو قوله صلی الله علیه وسلم سنوا بهم سنة اهل الکتاب غیر ناکحی نسائهم ولا آکلی ذبائحهم والمجوس مشرکون من عبدة النار یعتقدون خالقین اثنین فخالق الخیر یسمونه الیزدان وخالق الشر یقولون له اهرمن وینسبون الخیر والشر

خالقيهما ويزعمون ان النار معبودهم لا تحرقهم في الآخرة لانهم عبدوها في الدنيا ويقسمون بالنار
والنور وقد ثبت النهي عن صيد كلب المجوسي من حديث جابر بن عبد الله رضي الله عنه وبه
يستدل على تحريم ذبائحهم ونكاح نسائهم لانهم مشركون وقد صرح الامام المالك رضي الله
عنه في المؤطا تحريم ذبيحة المجوسي مستدلا بالاجماع والاجماع فوقه والحديث الذي زياده
صحيح كله بلا خلاف بين الايمة لانه لا يجوز ان يكون نصف الحديث ثابتا ونصفه الآخر
غير ثابت كما زعمه صاحب النهج بزعمه الفاسد فيكون معناه سنوا بهم اي مع المجوس سنة
اهل الكتاب في اخذ الجزية من غير ان تنكحوا نساءهم وتاكلوا ذبائحهم واليه يشير حديث بجالة
رضي الله عنه ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه لم يكن اخذ الجزية من المجوس حتى شهد
عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اخذها من مجوس هجر واخرج
عبد الرزاق وابن ابي شيبة عن قيس بن مسلم عن الحسن بن محمد بن علي ان النبي صلى الله
عليه وسلم كتب الى مجوس هجر يعرض عليهم الاسلام فمن اسلم قبل منه ومن لم يسلم ضربت
عليه الجزية غير ناكحي نسائهم ولا آكلي ذبائحهم ورواه ابن سعد في الطبقات عن عبد الله
بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب الى مجوس هجر الى ان قال
بان لا تنكح نساؤهم ولا تؤكل ذبائحهم ومن ثم اجمعوا على اخذ الجزية من المجوس وقالوا انهم
ليسوا من اهل الكتاب وانما اخذت الجزية منهم بالسنة كما اخذت من اليهود والنصارى
بالكتاب وهو قوله تعالى مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ فقول صاحب النهج
بجواز نكاح المجوسيات دليل ملزم له على انه منكر لبعض الكتاب وهو آية تحريم نكاح المشركات
ومن انكر لبعض الكتاب فكانه انكر كله لان البعض داخل في الكل وما جزاء منكر الكتاب الا النار
عليها
محسب ثم زاد على الكتاب بقوله في الفارسية اگر کافری ذبح کند ونام خدا برد واین
ذبح از برای غیر او تعالی نباشد ذبیحهٔ او حلال ست ونیست دلیل بر اشتراط اسلام در
ذابح الی قوله مجتنبین ذبیحهٔ اهل ذمه واهل کتاب حلال ست آنا ذبائح اهل الاسلام

فقد حل بقوله تعالی اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ لان ضمیر الجمع المخاطب ہہنا یرجع الی المسلمین بدلیل قوله
تعالی حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ لان خطاب الحرمة مخصوص بالمسلمین لا شرکة فیه للکفار اصلا ودلیل الحل علی ذبائح
اہل الکتاب قوله تعالی وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ والمراد به طعام یلحقه حکم الذکاة
من جہتہم لانه خص اہل الکتاب بالذکر قال البخاری فی صحیحه قال ابن عباس رض طعامہم ذبائحہم و
قد استدل الحاکم بانه لو لم یحمل علی ذلک لم یکن لتخصیص اہل الکتاب بالذکر فائدة اذ قد یستوی
الکتابی وغیره فیما سوی الذبائح من الاطعمة اما ذبائح الکفار من غیر اہل الکتاب ممن
لا یعتقدون الملة فلا یجوز اصلا وبه اجمعت الامة واتفقت الائمة الاربعة رضوان الله
تعالی علیہم اجمعین لان مورد النص فی ہذا الباب یخص المسلم والکتابی فلا یجوز الحاق غیرہما
بہما وقد صرح الامام المالک رضی الله عنه فی الموطا تحریم ذبیحة المجوسی مستدلا بالاجماع وبه
یحتج علی تحریم ذبیحة الکفار وما قال صاحب النہج و نام خدا بر وی بہذا القید لا یعود الذبیحة
الی الحل لان من شرط التسمیة ان یصدر من محله ومحل التسمیة فی الحقیقة المسلم ویلحق به
الکتابی تبعا لحکم الکتاب اما الکفار من غیر اہل الکتاب فلیسوا محلا للتسمیة لعدم اعتقادہم الملة
علی انہم نجسون بدلیل قوله تعالی اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فلا یصح التسمیة فی جواز الحل الذی
ہو الطہارة حقیقة من محل نجس وما قال این ذبح از برای غیر او تعالی نباشد فہذا
امر اعتقادی لا یعلمه الا الله تعالی فقوله یحل ذبائح الکفار زیادة علی الکتاب وخرق
للاجماع فتدبر تم غلطا وخالف السنة المشہورة **لقوله** فی الفارسیة وغیست دلیل بر تحریم

صید کافر پس مشارکت او با مسلم نزد و قوع تسمیه غیر مفرست وقد ذکرنا فیما تقدم ان
ذبیحة الکافر الغیر الکتابی لا یجوز اکله بدلیل ان مورد النص فی ہذا الباب یخص المسلم والکتابی
فلا یجوز الحاق غیرہما بہما ولما ثبت التحریم لذبیحة الکافر ثبت ذلک التحریم لصیده ایضا
لان الصید لا یحل اکله الا بالذبح وقوله مشارکت او با مسلم نزد وقوع تسمیه غیر مفرست
فقد ذکرناه سابقا ان الکفار من غیر اہل الکتاب لیسوا محلا للتسمیة لعدم اعتقادہم الملة

وانہم نجسون بدلیل قولہ تعالی انما المشرکون نجس فلا یصح التسمیۃ فی جواز الحل الذی ہو الطہارۃ حقیقۃ من محل نجس اما حرمۃ مشارکتہم مع المسلم فقد ثبت بحدیث عدی رضی اللہ عنہ انہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صید الکلب فقال ما امسک علیک کلبک فکل فان اخذہ ذکاتہ وان وجدت معہ کلبا فخشیت ان یکون قد اخذہ معہ وقد قتلہ فلا تاکلہ فانک انما ذکرت اسم اللہ علی کلبک ولم تذکرہ علی غیرہ واذا اجتمع الحلال والحرام فی شئی غلب جہۃ الحرمۃ بدلیل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمع الحلال والحرام فی شئی الا وقد غلب الحرام الحلال فہنا ثبت حرمۃ الاشتراک بالنص فہذا ثم غلط ولم یشد الی الحق **بقولہ** فی الفارسیۃ وآنکہ مردم برگورہای انبیا وصلحا آیند و وسیلۂ شفاعت خواہند ومطلب جویند ہیچ ست وقد ثبت استحباب زیارۃ القبور بالاحادیث الصحیحۃ والاخبار المتواترۃ لانہ یورث رقۃ القلب ویذکر الموت الی غیر ذلک من الفوائد العجیدۃ وفی ذلک الدعاء للموتی والاستغفار لہم وبذلک وردت السنۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی البقیع ویسلم علی اہلہا ویستغفر لہم واما الاستمداد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم والانبیاء علیہم السلام فجائز لا محالۃ بدلیل حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ وکذا ثبت عن حدیث جابر رضی اللہ عنہ فلو کان التوسل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرا محذورا او ممنوعا کما زعمہ صاحب النہج والعیاذ باللہ لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امتہ بذلک و یؤیدہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء لا یموتون لکن ینقلون من دار الی دار وکذا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی رواہما الدار قطنی ولذا قالت الفقہاء ان الحج ان کان فرضا فالاحسن ان یبدا بہ ثم یثنی بالزیارۃ وان کان تطوعا کان بالخیار وانہا قریبۃ من الوجوب و لما جاز سؤال الوسیلۃ لرسول اللہ صلی اللہ

وصلیاء الامۃ بدلیل قولہ تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم
یرزقون یشمل ابرزق سائر الاحیاء یاکلون ویشربون بما ساق الیہم من الکرامۃ وبالتفضیل
علی غیرہم من کونہم احیاء مقربین معجلا لہم رزق الجنۃ ونعیمہا وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما اصیب اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحہم فی اجواف طیر خضر ترد انہار الجنۃ وتاکل
من ثمارہا وتاوی الی قنادیل من ذہب معلقۃ فی ظل العرش نص صریح فی ان اولئک
المقتولین احیاء ولما ثبت حیاتہم بالنص الصریح جاز الاستمداد بہم وکذلک قولہ تعالیٰ
یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ دال علی ان الذی یرجع
الی اللہ بعد موت الجسد یکون حیا راضیا عن اللہ یکون رضیا عنہ اللہ تعالیٰ ولما ثبت
رضاء اللہ عنہ بالنص الصریح جاز الاستمداد بہ وکذلک حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا
انہا قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی واضع
ثوبی واقول انما ہما زوجی وابی فلما دفن عمر معہم فواللہ ما دخلتہ الا وانا مشدودۃ
علی ثیابی حیاء من عمر رضی اللہ عنہ فیقول عائشۃ رضی اللہ عنہا حیاء من عمر اوضح دلیل
علی حیوۃ المیت وعلی انہ ینبغی احترام المیت عند زیارتہ مہما امکن لا سیما الصالحون
بان یکون فی غایۃ الحیاء والتادب لظاہرہم وباطنہم فان للصالحین مددا بالغا لزوارہم
وقد وعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزیادۃ الخیر من زیارۃ القبور لقولہ کنت نہیتکم عن
زیارۃ القبور فزوروہا ولتزدکم زیارتہا خیرا الحدیث ولا یتصور الخیر للاحیاء من الاموات
الا بالاستمداد ولذا قال الامام الشافعی رحمہ اللہ ان قبر موسی الکاظم رضی اللہ عنہ تریاق
مجرب لاجابۃ الدعاء وقد ثبت منہ انہ لما زار قبر ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ترک قنوت الفجر استحیاء
من توجہ وقال انی لاستحیی من ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ان اخالفہ بحضرتہ وقال الامام حجۃ الاسلام
محمد الغزالی رحمہ اللہ من یستمد بہ فی حیاتہ یستمد بعد مماتہ علی ان عامۃ المسلمین فی مشارق الارض

ومغاربها يتصدقون عن موتاهم ويد

ولولا انهم بعد موت الجسد بقوا احياء لكان التصدق عنهم عبثا والذهاب الى زياراتهم عبثا والدعاء لهم عبثا فالاطباق على هذه الصدقة والدعاء والزيارة دليل واضح على جواز الاستمداد بهم وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ثم

تحير ولنتبي قوله الاول **القول** في الفارسية وآنكه گفته اندكه استقبال ذبيحه مندوبست

پس دليلى برآن در كتاب وسنت وقياس نيست والعجب منه انه انكر القياس انكارا بينا وذم الذين يرون القياس حجة ذما شنيعا في صدر الكتاب وهنا يلحق القياس في الرتبة الثالثة من الكتاب والسنة ويحتج به كالكتاب والسنة ويلحق رتبته مساويا لهما فهذا مما يحير القاري ويحير السامع تحيرا لا نهاية له وقد كانت الصحابة رضي الله عنهم يتشاورون ويقيسون لما روي عن ثور بن زيد الديلي ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه استشار في الخمر يشربه الرجل فقال له علي رضي الله عنه نرى ان تجلده ثمانين فانه اذا شرب سكر واذا سكر هذى واذا هذى افترى فجلده عمر رضي الله عنه في الخمر ثمانين رواه الامام مالك في الموطأ واصل حد الخمر اربعون جلدة لما روي ان النبي صلى الله عليه وسلم اتى بشارب فقال اضربوه فضربوه بالايدي والنعال واطراف الثياب فلما كان ابو بكر سال من حضر ذلك المضروب فقوّمه اربعين فضرب ابو بكر في الخمر اربعين حياته ثم عمر حتى تتابع الناس فاستشار فضرب ثمانين ثم قال علي رضي الله عنه حين اقام الحد على وليد بن عقبة لما بلغ اربعين حسبك جلد النبي صلى الله عليه وسلم اربعين وجلد ابو بكر رض اربعين وجلد عمر رض ثمانين وكل سنة وهذا احب الي فهذا الاثر اصل ثابت للقياس ورد واضح على منكريه لان عليا رضي الله عنه قاس هذا الحد بقوله اذا هذى افترى على المفترى وحد الافتراء مقدرة بثمانين بقوله تعالى فاجلدوهم ثمانين جلدة فحكم في المقيس حكم المقيس عليه وهو ثمانين جلدة وترك السنة المشهورة هنا وعمل بالقياس لكونه على اصل ثابت وهو العلة المنصوصة وكان ذلك بحضر من الصحابة رضوان

اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فمن ہذا الاصل اخذت علماء الحنفیۃ والمالکیۃ رحمہم اللہ تعالیٰ ان القیاس
علۃ منصوصۃ قطعی وقدموا القیاس فی مثل ہذہ العلۃ علی خبر الآحاد والاستحباب فی الذبح
عند عامۃ العلماء ان یحد الذابح شفرتہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ کتب الاحسان
علی کل شئی فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ ولیحد احدکم شفرتہ ولیرح
ذبیحتہ فتدبر ثم غلط ولم یصل الی الحق فی باب الربوا حیث قال فی الفارسیۃ دجانوست
حیسا نیدن غیر این اشیاء را باین اشیاء والاصل المنصوص فی ہذا الباب قولہ تعالیٰ
اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ
والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل یداً بید فمن زاد واستزاد فقد اربی
والآخذ والمعطی فیہ سواء واتفق العلماء علی ان الربوا یجری فی ہذہ الاشیاء الستۃ التی
نص الحدیث علیہا وذہب عامتہم الی ان حکم الربوا غیر مقصور علیہا باعیانہا انما ثبت
لاوصاف فیہا ویتعدی الی کل ما یوجد فیہ تلک الاوصاف وذہبوا الی ان الربوا ثبت
فی الدراہم والدنانیر لعلۃ الثمنیۃ مع الجنس ولعلۃ الوزن مع الجنس والاول قول
الشافعیؒ والثانی قول ابی حنیفۃؒ وفی الاشیاء الاربعۃ ثبت الربوا بوصف الطعم مع الجنس
عند الشافعیۃ حتی اثبتوا فی جمیع الاشیاء المطعومۃ لعلۃ الطعم مثل الثمار والفواکہ وعند الحنفیۃ
بوصف الکیل مع الجنس حتی ان الربوا یجری فی الجص والنورۃ عندہم والدلیل لہم
حدیث معمر بن عبد اللہ قال کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الطعام
بالطعام مثلاً بمثل رواہ مسلم فاستنبط الشافعیؒ من ہذا الاثر ان المراد بالطعام الطعم
فجعلہ علۃ الربوا واستنبط ابو حنیفۃؒ ان المراد بالطعام المکیلات بدلیل قولہ صلی اللہ علیہ
وسلم کیلوا طعامکم یبارک لکم فیہ فجعل الکیل علۃ الربوا وکذلک ثبت من حدیث ابی الزناد
عن سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ ان الربوا لا ینحصر فی الاشیاء الستۃ المنصوصۃ بل
یجری فی جمیع ما یکال ویوزن مما یوکل او یشرب کما رواہ الامام مالک فی الموطا

فالقول بعدم الحاق غیر الاشیاء الستة بها خلاف لهذین الاثرین وقد ثبت ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان آخر ما نزلت آیۃ الربوا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض ولم یفسرہا کما رواہ ابن ماجۃ فلزم الاحتیاط فی ہذا الباب وقد لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وشاہدیہ وکاتبہ کما رواہ الترمذی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ والعجب ان صاحب النہج مع زعمہ انہ من اہل الحدیث لا یعرف موارد السنن خصوصا فی باب الربوا فانہ اشد الابواب حرمۃ وقد ذکر اللہ تعالیٰ لآکل الربوا خمسا من العقوبات احدہا التخبط بقولہ جل جلالہ لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس والثانیۃ المحق بقولہ یمحق اللہ الربوا والثالثۃ الحرب بقولہ فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ والرابعۃ الکفر بقولہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین والخامسۃ الخلود فی النار بشرط العود بالاستحلال بقولہ ومن عاد فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون لانہم بالاستحلال صاروا کافرین لان من احل ما حرم اللہ عز وجل فہو کافر فلذا استحق الخلود وذلک آیۃ کفایۃ حرمتہ فتدبر ثم تحیر ولم یضبط تضاد القولین فی

**قولہ** بالفارسیۃ کسان ہر خانہ را اضحیہ کردن مشروع ست ونیست خلاف در مشروعیت عظیمہ وسنت مؤکدہ بودن آن وبہ این رفتہ اند جمہور ومذہب اقل وجوبست فہذا القول منہ ایضا مما یعجب السامع ویحیر القاری لانہ انکر التقلید وزعم ان الکتاب والسنۃ کافیتان لاثبات جمیع الاحکام الی یوم القیام وہہنا استدل بقول الجمہور الذی ہو قول الشافعی ومالک واحمد واستثنی قول البعض وہو قول ابی حنیفۃ واصحابہ فہذا حجۃ ملزمۃ لہ لانہ یری التقلید فی بعض الاحیان جائزا بل لازما بدلیل انہ تقید بقول الشافعی ومن وافقہ واسقط حکم الوجوب عن الاضحیۃ اتباعا لہم ولم یتمسک بالحدیث الذی یدل علی الاستحباب وہو حدیث ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخلت العشر واراد احدکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ واظفارہ شیئا فہذا الحدیث یدل علی

الاستحباب كما هو مذهب صاحب النهج لكنه اعرض عن الحديث ولم يذكره ولقلد بالشافعي
وغيره من غير ان يذكر الماخذ كما هو داب المقلدين ان تقلدوا امامهم بلا دليل
وادرد قولهم معبرًا بلفظ الجمهور حجبة للمطلوبه والاضحية واجبة على كل حر مسلم مقيم موسر
لقوله صلى الله عليه وسلم من وجد سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا ومثل هذا الوعيد
لا يلحق بترك غير الواجب فان قلت ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من ترك اربعًا
قبل الظهر لم ينله شفاعتي قلنا ذاك محمول على الترك اعتقادًا او الترك اصلا فان
ترك السنة اصلا حرام ولهذا يجب المقاتلة مع جماعة تركوا الاذان وان كان الاذان
سنة لان احياء السنة واجبة وحديث ام سلمة رضي الله عنها محمولة على حالة
الاعسار والحديث الذي رواه الدارقطني انه صلى الله عليه وسلم قال
ثلث كتبت على وهن لكم تطوع الحديث ففي اسناده جعفر الجعفي ضعيف كما
ذكره اهل الحديث فتدبر ثم ضل عن طريق الحق وسلك السبيل الباطل بقوله
في الفارسية وحق دائر ست در مذاهب اهل سنت وجماعت بر صاحب مذهب
گونه بهرهٔ از حق ست لكن احق مذاهب مذهب اهل حديث ست كه جامع حقوق جميع
مذاهب ست فبقوله حق دائر ست در مذاهب اهل سنت وجماعت سلّم المذاهب
الاربعة لاهل السنة والجماعة ثم بقوله احق مذاهب مذهب اهل حديث ست احدث
مذهبًا خامسًا من طرفه وسمى بمذهب اهل الحديث وتفرق عنهم وشذ عن الجماعة
لما ان اهل الاهواء من المعتزلة والخارجية وغيرهم سموا مذاهبهم بمذهب اهل السنة
والحال ان من القرن الثالث الى الآن لم يتكلم احد من المسلمين بايجاب
المذهب الخامس وجماعة العلماء الفحول من اصحاب الحديث كابي عيسى الترمذي
صاحب الصحيح الجامع والحاكم الشهيد صاحب الصحيح المستدرك والطحاوي صاحب
السنن والامام محي السنة صاحب المصابيح وغيرهم من اعلام ائمة الحديث

کانوا مقلدین فی احکام الفقہ لواحد من الاربعۃ ولم ینقل احد من ایمۃ الحدیث ان مذہب اہل الحدیث مذہب خامس فائق بالرتبۃ علی المذاہب الاربعۃ وکیف یکون ذلک فان السنۃ رکن من الارکان الاربعۃ للفقہ ومتی لم ینضم الیہا بقیۃ الارکان الثلثۃ وہی الکتاب و الاجماع والقیاس لم یفد الحکم وہو الذی یسمے بالفقہ عند عامۃ العلماء و ہی مدار الدنیا واساس الدین الی یوم الیقین والعمل بہا یوصل المرء الی اعلی علیین لان مجرد السنۃ لم تفد الاحکام کلہا ومع ذلک یکون بعض السنۃ ناسخاً للبعض والبعض معارض لبعضہا مع قطع النظر عن التاویلات التی ہی من شان المجتہدین فمتی لم یصل المرء الی درجۃ الاجتہاد ولم یعرف السنن حق معرفتہا ولم یجز له العمل بہا فہذا ہو العلۃ الثانیۃ لتالیف الفقہ مستنبطاً عن الاصول الاربعۃ واجماع الامۃ علی ان العمل لا یجوز الا علی الفقہ الذی ہی ثمرۃ الاصول الاربعۃ وسموا اصحاب الفقہ باہل السنۃ والجماعۃ وہم الفرقۃ الناجیۃ من فرق ہذہ الامۃ التی تفرقت بثلث وسبعین فرقۃ کما دلت علیہ السنۃ النبویۃ وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم حین سئل عنہا ہی من کانت علی طریقۃ السنۃ والجماعۃ وہم الفائزون فی الدنیا والدین و من تفرق عنہم وسلک مسلکاً آخر فقد خسر الدنیا والدین والیہ یشیر قولہ تعالی اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ وقولہ جل جلالہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار وقال صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبراً فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ فعلم بہذہ السنن ان افتراق الجماعۃ ولو کان

شبر الخلع ربقة الاسلام من العنق والسواد الاعظم من هذه الامة المرحومة هم مقلدوا الائمة الاربعة من اصحاب الفقه الموسومين باهل السنة والجماعة فمن خالف طريقهم وافترق منهم و استحدث مذهبا خامسا مسمی بمذهب اهل الحديث يخلع ربقة الاسلام من عنقه فان قلت اذا كانت المذاهب الاربعة كلها حقا والخامس المستحدث باطلا فما معنی قولكم ان الحق فی موضع الخلاف واحد قلنا معناه ان الحق الواحد يحتمل ان يكون فيما قال الشافعی رح ويحتمل ان يكون فيما قال ابو حنيفة رح فيكون كل من المذاهب الاربعة حقا بهذا المعنی فالمقلد اذا قلد ای مجتهد من الاربعة يخرج عن الوجوب الثابت من الاجماع بتقليد واحد من الاربعة علی ان كون اصول الشرع اربعة انما هو ادل مسائله بناه ابو حنيفة رح فغير المقلد اليضا ربما يحتاج فی المسائل القياسية وفی معرفة الناسخ والمنسوخ وفی معرفة كون الاجماع قطعيا وكون العام المخصوص منه البعض ظنيا وكون القياس لعلة منصوصة قطعيا وامثاله من جميع تقسيمات الكتاب والسنة والاجماع واحكامها اذ ما كل ذلك الا اصطلاحات ابی حنيفة رح فالی ای شئ يهرب يلزم التبعية ضرورة والحق ان انحصار المذاهب فی الاربعة واتباعهم فضل الهی وقبول من عند الله تعالی لا مجال فيه للتوجيهات والادلة فتدبر ثم ضل ضلالا بينا

فی **قوله** بالفارسية و آنكه گويند كلام او حرف وصوت ندارد واين هم برخلاف كتاب وسنت ست و به عقل هم درنمی آيد كه سخنش بی حرف وصوت باشد الی قوله واين كلام نفسی كه در كتب اشاعره مذكورست از كتاب وسنت استشمام رائحهٔ آن نتوان كرد و قد ثبت الكلام النفسی لله تعالی جل جلاله بقوله وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ای نزل جبرئيل واثبته فی قلبك لتكون من المخوفين قال الامام النسفی فی تفسيره وفی هذا الوجه ان تنزيله بالعربية لسانه

ای بلسانک ولسان قومک تنزیله علی قلبک لانک تفهمه قومک ولو کان اعجمیا لکان نازلا
علی سمعک دون قلبک لانک تسمع اجراس حروف لاتفهم معانیها ولا تعیها فهذا التقریر
تنزل علی قلبه لنزوله بلسان عربی وکذلک لقوله وما کان لبشر ان یکلمه الله
الا وحیا ای کلاما خفیا یدرک بسرعة وهو تصویره لنقش فی ذهن السامع کما روی عنه
صلی الله علیه وسلم نفث فی روعی او رؤیا فی المنام لقوله صلی الله علیه وسلم رؤیا
الانبیاء علیهم السلام وحی وهو کامر ابراهیم علیه السلام بذبح الولد او من وراء حجاب
ای یسمع کلاما من الله تعالی کما سمع موسی علیه السلام کلاما خالیا عن الحرف
والصوت من غیر ان یبصر السامع من یکلمه ولیس المراد به حجاب الله تعالی
بل المراد به الالهام والالقاء فی الروع کما فی البیضاوی لان الله تعالی
لایجوز علیه مایجوز علی الاجسام من الحجاب الا ان السامع محجوب عن الرؤیة
فی الدنیا وکلامه جل جلاله خال عن الحرف والصوت لضرورة انها
اعراض حادثة مشروط حدوث بعضها بانقضاء البعض لان امتناع
التکلم بالحرف الثانی بدون انقضاء الحرف الاول بدیهی ونظیره کمن
یامر وینهی ویخبر یجد من نفسه معنی ثم یدل علیه بالعبارة او الکتابة او الاشارة
فیکون تلفظ الحرف وسماع الصوت مقارنا لبیان العبارة وقراءة الکتابة
وتفسیر الاشارة لاقبلها ویسمی هذا کلاما نفسیا علی ما اشار الیه الشاعر ان الکلام لفی
الفؤاد وانما جعل اللسان علی الفؤاد دلیلا وقد روی عن عمر رضی الله عنه
انه قال کنت زورت فی نفسی مقالة عجیبة فتکلم بها ابو بکر قبل ان اتکلم بذلک
وبالجملة فان بدء الکلام یکون اولا فی النفس ثم یظهر کله او بعضه بحسب ارادة
المتکلم فی البیان والتلفظ وکثیرا ما یزور الانسان کلاما فی النفس ولا
یتلفظ به بسبب ما ولذا قیل ان آفة الانسان اللسان ویؤیده قوله صلی الله

علیہ وسلم ان روح القدس نفث فی روعی ای نفسی قال شیخ الاسلام العینی فی شرح البخاری
اما صورہ ای صور الوحی فستۃ الاولی المنام کما جاء فی حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا
انہا قالت اول ما بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ الحدیث
والثانیۃ ان یاتیہ الوحی مثل صلصلۃ الجرس کما فی حدیث حارث بن ہشام ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس والثالثۃ ان ینفث فی روعہ
الکلام کما فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان روح القدس نفث فی روعی وہذا القسم
من الوحی بلا حرف وصوت وبہ یستدل علی ان کلامہ جل جلالہ خال عن الحرف
والصوت والدلیل علی صفۃ الکلام اجماع الامۃ وتواتر النقل عن الانبیاء
علیہم السلام انہ تعالی جل جلالہ متکلم مع القطع باستحالۃ التکلم من غیر ثبوت صفۃ
الکلام وہو الذی عبرہ المتکلمون بالصفۃ المنافیۃ للسکوت والآفۃ فمن انکر الکلام
النفسی للہ تعالی جل جلالہ واثبت لکلامہ تعالی حرفا وصوتا فہو ضال منکر للکتاب و
السنۃ والاجماع فتدبر ثم اظہر عقائدہ الفاسدۃ **بقولہ** فی الفارسیۃ ہر انچہ قرآن سنت لفظ
بدان وارد شدہ است اعتقادش باید آورد وتاویل آن نباید نمود وارد وجہ آن
معروف نباید گردانید الی قولہ جملہ صالحہ از آن در کتاب العرش وکتاب النزول
شیخ الاسلام ابن تیمیہ وکتب تلامذۂ ایشان مذکور شدہ پس لازم حال ایمان آرند
بجناب خدای عز وجل واحادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ سرمو ازین شعبہ
تجاوز نفرمایند وقد قال اللہ تعالی فی کتابہ العزیز وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون
فی العلم یقولون آمنا بہ کل من عند ربنا واختلف العلماء فی نظم ہذہ الآیۃ فذہب قوم الی
ان الواو فی قولہ والراسخون واو الاستیناف وتم الکلام عند قولہ وما یعلم
تاویلہ الا اللہ یعنی لا یعلم تاویل المتشابہ الا اللہ تعالی وہو قول عائشۃ وابی
ابن کعب وغیرہما رضی اللہ عنہم وذہب قوم آخرون الی ان الواو فی قولہ والراسخون

بواو العطف یعنی ان تاویل المتشابہ یعلمہ اللہ تعالیٰ ویعلمہ الراسخون فی العلم وہم مع علمہم
قائلون آمنا بہ وہذا قول مجاہد والربیع وغیرہما رضی اللہ عنہم وقال مجاہد انا
ممن یعلم تاویلہ والدلیل لہم ان اللہ تعالیٰ لم ینزل شیئاً من القرآن الا لینفع بہ عبادہ
ویدل بہ علی معنی ارادہ فلو کان المتشابہ لا یعلم غیرہ فلزمنا للطاعن مقال وہل یجوز
ان یقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یعرف المتشابہ واذا جاز
ان یعرف مع قولہ تعالیٰ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ جاز ان یعرف الربانیون من صحابتہ وان
لم یعرفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابتہ والعلماء الراسخون وقالوا علمہ عند ربنا لم یکن
لہم فضل علی الجہال لانہم جمیعا یقولون ذلک ولم یزل المفسرون الی یومنا ہذا
یفسرون ویؤولون کل آیۃ ولم نرہم وقفوا عن شئی من القرآن فقالوا ہذا متشابہ
لا یعلمہ الا اللہ بل فسروا حتی حروف التہجی وغیرہا والسنن المتشابہۃ حکمہا مثل حکم
متشابہ القرآن اما ابن تیمیۃ فہو کبیر الوہابیین وکان متفردا بمسائلہ بالتشبیہ ملاعبا
بالدین وما ہو بشیخ الاسلام بل ہو شیخ البدعۃ والآثام وہو اول من تکلم بجملۃ عقائدہم
الفاسدۃ وفی الحقیقۃ ہو المحدث لہذہ الفرقۃ الضالۃ ثم خملت ذکرہ وعقائدہ
من بین الناس الی سنۃ الف وسبعمائۃ وست واربعین من المیلاد فظہر فی تلک
السنۃ فی عہد السلطان محمود خان الاول ببلاد العرب رجل یدعی محمد بن عبد الوہاب
من الیمن واظہر العقائد الفاسدۃ التی کانت قد ماتت واندرست بموت
ابن تیمیۃ سنۃ ثمان وعشرین وسبعمائۃ واستحدث شرعا جدیدا وابتدع شیعۃ
مختلفۃ عن مذہب السنۃ وکان یطوف فی البلاد من الفرات الی مکۃ والشام
وبغداد والبصرۃ ومن ہناک رجع الی بلاد العرب وباسعاف الامیر ابن سعود
الذی کان دخل فی ہذہ الشیعۃ جذب الیہ جمہورا من اہالی البلاد وتسموا الوہابیۃ
باسم کبیرہم محمد بن عبد الوہاب وکان ابن سعود کبیر الوہابیۃ ملحدا قد سولت لہ نفسہ

و اظہر العصیان فکان یقتل الحجاج و یزعج العباد و یقطع الطرقات فتوجہت الاوامر السلطانیۃ
فی عہد السلطان محمود خان الثانی الی محمد علی باشا والی مصر ان یسیر الیہ بالجیوش
فاقتضی ان یخلی بلادہ من العساکر لوجود الممالیک فی جہاتہا فجمعہم بحیلۃ وقتلہم اشر قتلۃ و
ارسل ابنہ ترسم باشا وبعد قتال طویل قبض علی ابن سعود وارسلہ الی مصر ومن
ہنا الی الاستانۃ فامر السلطان بقطع عنقہ امام الناس لیکون عبرۃ للناظرین ومن ذلک
الزمان فرقت جمعہم وتشتت شملہم وتفرقوا فی البلاد وتسموا باہل الحدیث ولا یلتصق بہم القبیح
اہل البدعۃ والضلالۃ کما لا یلتصق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم تسمیۃ کفار مکۃ شاعرا و مجنونا
ولم یکن اسمہ عند اللہ وعند ملائکتہ وعند الناس وجنہ وسائر خلقہ الا رسولا نبیا قال اللہ
تعالی انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا وقد اخبر بہذہ الفرقۃ
الضالۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ یخرج فیکم قوم تحقرون صلاتکم مع
صلاتہم وصیامکم مع صیامہم واعمالکم مع اعمالہم یقرؤن القرآن ولا یجاوز حناجرہم
یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ تنظر فی النصل فلا تری شیئا وتنظر
فی القدح فلا تری شیئا وتنظر فی الریش فلا تری شیئا وتتماری فی الفوق رواہ الامام
المالک فی الموطأ لان الوہابیۃ الذین سموا انفسہم باہل الحدیث ینکرون الکلام
النفسی للہ تعالی جل جلالہ ویزعمون ان لکلامہ تعالی حرفا وصوتا
وینکرون نفی الجسم والجوہر والحدود والتبعض والتجزی والتمکن من
ذاتہ تعالی وتقدس وینکرون القول بکسب العباد ویزعمون ان لرؤیۃ
اللہ تعالی فی الآخرۃ یکون جہۃ ومقابلۃ وکذلک ینکرون الاستطاعۃ
مع الفعل ویزعمون ان الاجماع والقیاس غیر داخل فی الحجۃ وینکرون تقلید
بالائمۃ الاربعۃ وغیر ذلک من الاقوال والعقائد الفاسدۃ التی فیہا التاریخ
للکتاب والسنۃ مع صلاتہم وصیامہم واعمالہم فہؤلاء منطوق الحدیث بلا شک

وشبہۃ فعلی المؤمن اتباع السنۃ والجماعۃ وان لایکاثر اہل البدع ولا یدابہم ولا یسلم علیہم لان من سلم علی اہل بدعۃ فقد احبہ لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم افشوا السلام بینکم تحابوا ولا یجالسہم ولا یقرب منہم ولا یہنیہم ولیعادیہم للہ عزوجل معتقدا ببطلان مذہب اہل البدعۃ والضلالۃ محتسبا بذلک الثواب الجزیل والاجر الکثیر وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نظر الی صاحب بدعۃ بغضا لہ فی اللہ ملأ اللہ قلبہ ایمانا ومن انتہر صاحب بدعۃ بغضا لہ فی اللہ آمنہ اللہ یوم القیامۃ ومن استحقر صاحب بدعۃ رفعہ اللہ تعالی فی الجنۃ مائۃ درجۃ ومن لقیہ بالبشر او بما یسرہ فقد استخف بما انزل اللہ تعالی علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ عزوجل ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ وقال فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ من احب صاحب بدعۃ احبط اللہ عملہ واخرج نور الایمان من قلبہ واذا علم اللہ عزوجل من رجل انہ مبغض لصاحب بدعۃ رجوت اللہ تعالی ان یغفر ذنوبہ وان قل عملہ واذا رایت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا آخر لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احدث حدثا او آوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین ولا یقبل اللہ منہ الصرف والعدل یعنی بالصرف الفریضۃ وبالعدل النافلۃ وقال سفیان بن عیینۃ رضی اللہ عنہ من تبع جنازۃ مبتدع لم یزل فی سخط اللہ تعالے حتی یرجع وقد فسر ابن حجر رحمہ اللہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون دجالا کل واحد منہم یزعم انہ رسول اللہ یحتمل ان یکون الذین یدعون النبوۃ منہم ما ذکر من الثلثین او نحوہا وان من زاد علی العدد المذکور یکون کذابا فقط لکن یدعوا الی الضلالۃ من غیر ادعا

النبوة اقول ہؤلاء الوہابیة الذین سموا انفسہم باہل الحدیث مصداق کلام ابن حجر
رضی اللہ عنہ لانہم یدعون الناس الی الضلالة من غیر ادعاء النبوة ولذا قال
الشیخ عز الدین بن عبد السلام ان اظہار شعائر الاسلام یکون شاقا علی المتاخرین
لعدم المعین وکثرة المنکر فیہم والیہ یشیر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون القابض
علی دینہ کالقابض علی الجمر اما المتقدمون فلیسوا کذلک لکثرة المعین وعدم المنکر
فیہم وہذا ہذا یسیر الکفیت بہ فی بیان ہذہ الفرقة الضالة خذلہم
اللہ تعالی الی یوم الدین یقول العبد الضعیف محمد عبد القادر
ابن الفاضل المرحوم محمد ادریس غفر اللہ لہ ولوالدیہ
قد فرغت من تالیف ہذا الکتاب سلخ شوال سنة
ست وتسعین بعد الالف ومائتین
من ہجرة صاحب الرسالة علیہ
افضل الصلوات وازکی
التحیات

## قطعۂ تاریخ ریختۂ کلک مشکین حضرت منشی احمد علی کسمنڈوی سلمہ

| | | |
|---|---|---|
| چھپی جب یہ کتاب رد معقول | | ہوئی نزدیک اہل عقل مقبول |
| اگر تاریخ کی ہے فکر احمد | | رقم کر یہ کتاب خوب ومعقول |
| | | ۱۲ ۹ ۶ |